

رنگریز بیا

از قلم عیشاء خان

مکمل ناول

"میں نہیں جاؤں گا نہیں جاؤں گا"

"نو"

"نیور" پانچ سالہ بچہ آنکھوں میں آنسو لیے ایک ہی ضد پر اڑا تھا

"میں نے وعدہ کیا ہے نا آپ سے ملنے آتا رہوں گا میں چاہتا ہوں آپ اپنی پڑھائی پر دھیان دو

آپ کی ماما کی بھی یہی خواہش تھی آپ چاہتے ہو وہ ناراض ہو جائیں" سامنے بیٹھے اس مضبوط

شخص کے چہرے پر درد کے گہرے سائے رقم تھے اس کے باوجود وہ بہت مشکل سے اس

چھوٹے بچے کو سمجھانے کی لگاتار کوشش کر رہا تھا جو مان کے نہیں دے رہا تھا

"بٹ میں آپ کے ساتھ رہ کر بھی پڑھ سکتا ہوں آئی پرومیس اچھا بچہ بن جاؤں گا تنگ بھی

نہیں کروں گا" بچے نے روتے ہوئے اس آدمی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اس کی اشکوں بھری

معصوم نظروں میں ایک آس تھی اپنے باپ سے دور نا جانے کی ایک آس تھی ہوسٹل کی

بجائے یہی ان کے ساتھ رہنے کی

"یہاں آپ کا خیال کون رکھے گا صالح میں گھر پر نہیں بیٹھ سکتا ہر وقت آپ کے ساتھ نا آپ کو کسی انجان لوگوں کے ہاتھوں سونپ سکتا ہوں آپ میرے سمجھدار بیٹے ہیں اب آپ کو ایک اچھے بیٹے ہونے کا فرض نبھانا ہے اس کے لیے آپ کو پڑھ لکھ کر وہ خواب پورا کرنا ہے جو آپ کی ماما اور آپ کی خواہش ہے " ایک بار پھر سے کوشش کی گئی اب بچے کے رونے میں مزید روانی آچکی تھی جسے دیکھ کر کسی کا بھی دل پگھل جاتا مگر وہ اس کا باپ تھا کیسے کمزور پڑ جاتا

"ٹھیک ہے تو میں بھی آپ کی ماما کی طرح سٹار بن جاتا ہوں پھر اپنی مرضی کرتے رہے گا میری تو آپ کو پرواہ ہی نہیں ہے " بچے نے دہل کر باپ کے منہ پر ہاتھ رکھا اور نفی میں سر ہلانے لگا

"نو" <https://www.classicurdumaterial.com/> Support@classicurdumaterial.com

"تو پھر آپ جاؤ گے؟" گہرا سانس اپنے اندر اتارتے پھر سے سوال پوچھا گیا

"اوکے" جواب ان کی مرضی کا ہی ملا پل بھر کے لیے ان کے چہرے پر مسکراہٹ نے جھلک دکھلائی لگے پل چہرہ آنسو سے تر ہو گیا وہ اپنے بیٹے کو گلے لگا کر بے تحاشا رو رہا تھا "سر آپ کے پیسے" ٹیکسی ڈرائیور کی آواز پر وہ اپنے خیال سے باہر نکلا پانچ سوکانوٹ لے کر خاموشی سے سامنے نظر آتی بوسیدہ عمارت کی طرف قدم بڑھا دئے

لوہے کے سلاخ نما بنے دروازے پر بڑا سا تالا لگا تھا جیب سے چابی نکال کر اس نے تالا کھول کر ہاتھ جھاڑے پاؤں سے دروازہ دھیکل کر اندر کی جانب چل پڑا

"امی"

"ابو" ایک طرف بنے لان میں چھوٹا بچہ ہنستا ہوا آگے کی طرف دوڑ رہا تھا اس کا باپ پانی والا پائپ کھولے اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا

"امی" بچے کی بلند آواز پر اندر سے ایک گوری چٹی عورت باہر نکلی خوبصورت سالال رنگ کا جوڑا پہنے کانوں میں بالیاں ناگن سی بل کھاتی چوٹی مصنوعی خفگی سے کھڑی اب دونوں کو گھور رہی تھی

"ابرا یہ تو بچہ ہے آپ نے کیا حال بنا رکھا ہے اور یہ" منہ کھولے ٹوٹے ہوئے گملے کے پاس آئی

"صالح یہ کیا کیا تم نے؟" وہاں کھڑے خوبرو مرد نے بیوی کے تاثرات دیکھتے جھٹ سے بچے کو دیکھ کر آنکھ دبائی ساتھ نا محسوس طریقے سے پائپ کا رخ اپنی بیوی کی طرف کر دیا

تین لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے کھیلتے ایک مکمل خاندان کا منظر پیش کر رہے تھے خوبصورت سی مسکراہٹ کتنے ہی عرصے بعد اس کے چہرے کی زینت بنی ایک ہاتھ سے آنکھ کا کونا صاف کرتا وہ عمارت میں داخل ہوا آج کتنے سال بعد وہ یہاں آیا تھا یہاں کی ایک ایک شے میں اس کی بچپن کی جھلک تھی ہو سٹل جانے سے پہلے ابرار اور شالستہ ہی اس کی زندگی تھے

عمر کے اس موڑ پر جب وہ ان کے تمام خواب اور خواہشیں مکمل کر کے عملی جامہ پہنا چکا تھا کوئی بات کرنے والا تک نہ تھا آج صالح ابرار کی زندگی کا وہ حصہ جو کل تک خوشیوں سے مہکتا تھا مکمل اندھیرے میں ڈوب چکا تھا ایسا اندھیرا جو اس کے اندر کے زندہ دل صالح کو بھی ختم کر چکا تھا وہ تھا تو صرف ایس پی صالح ابرار



دن چڑھے سورج کی کرنوں کے ہر طرف بکھرتے رات کی خنکی کہیں دور جا سوئی تھی آج کل بارشوں کا سلسلہ جاری تھا تو آسمان پر بادل اٹکھلیاں کرتے نظر آتے تھے گرمی کا زور ٹوٹا تو شہر کے لوگ اس موسم سے خوب لطف اٹھاتے نظر آتے اس سب سے بے پرواہ بند کمرے میں موجود ایک شخص ابھی تک بستر میں دبکا پڑا تھا اس اندھیر نگری میں صرف چھت پر لگے پنکھے کے چلنے کی آواز سنائی پڑ رہی تھی ایسا کہنا بہتر ہو گا وہ شیر کی کچھاڑ تھی جس کا مالک نیند کے مزے لے رہا تھا سائیڈ ٹیبل پر پڑی الارم کلاک کے شور مچاتے وہ ماتھے پر آئے بکھرے بال سمیٹ کر جھٹ سے بستر سے نکلتا الماری میں منہ دئے کھڑا تھا جیسے کچھ دیر پہلے وہ سونے کی ایکٹنگ کر رہا ہو کچھ ہی پل میں فریش ہو کر وہ بنا شرٹ کے تولیہ گلے میں لٹکاتا واشروم سے باہر آیا بالوں کو خشک کر کے تولیہ بیڈ پر پھینک دیا خود کمرے کے ساتھ منسلک کچن میں چلا گیا اگلے پندرہ منٹ میں اپنے لیے ناشتہ بنا کر مزید پانچ منٹ میں اس نے ناشتہ ختم کیا ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی میں گھومتی سوئیوں پر ڈال کر پاس پڑا موبائل فون آن کیا

دھڑا دھڑا آتے میسیجز اور مس کال کی آواز سن کر وہ سخت بیزار ہوا اگلے ہی پل موبائل وہی چھوڑ کر کمرے میں تیار ہونے چلا گیا یہ چھوٹا سا فلیٹ تھا جو اس نے اپنی پسند سے خریدا تھا ٹریننگ سے واپسی کے بعد اس نے گھر جانے کی بجائے اسی مکان میں رہنے پر ترجیح دی

دو کمرے ساتھ اوپن کچن چھوٹا سا لیونگ روم جو ویل فرنیچڈ تھا یہی ایس پی صالح کی ملکیت تھا کسرتی وجود اونچا لمبا قد مخصوص سٹائل میں تراشے ہوئے بال ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی اور گھنی مونچھیں اس کی شخصیت کا خاصا تھی پولیس یونیفارم میں ملبوس وہ ہونٹوں کے پیچ سیگٹ دبائے کش پر کش لگاتا مصروف سا موبائل چیک کر رہا تھا پھر انگلیوں کو تیزی سے حرکت میں لاتے اس نے موبائل کان اور کندھے کے درمیان ٹکا لیا اب وہ فلیٹ کو لاک لگانے میں مصروف تھا

"بولو؟" سنجیگی سے ڈرائیونگ کرتے اس کی نظریں شیشے کے پار نظر آتے راستے پر مرکوز تھی

وہ سر۔۔۔ سر۔۔۔ وہ

"تم نے مجھے اپنی بڑ بڑ سنانے کے لیے اتنے سارے میسج اور کال کی تھی؟" صالح کی غصے بھری آواز پوری گاڑی میں گونجی

"سوری سر رات میں ضروری بات کرنی تھی آپ سے۔" ارحم نے خشک حلق تر کرتے اسے اصل وجہ بتائی جسے سن کر صالح کے کان کھڑے ہو گئے

"میں سن رہا ہوں انسپکٹر ارحم" جیسے ہی اس کی آواز ارحم کے کان میں پڑی موبائل ہاتھ سے چھوٹتا چھوٹتا بچا

"نہیں۔۔۔۔ نہیں سر وہ میں کہہ رہا تھا آپ تھانے آجائیں پھر بات کرتے ہیں" مزید کچھ کہے سنے بغیر اس نے کال کاٹ دی صالح نے گاڑی کی رفتار مزید تیز کر دی



واٹ ریش از دس تم لوگ کہاں مر گئے تھے سب ؟
نائٹ ڈیوٹی پر کون تھا ؟
سر نائٹ ڈیوٹی پر۔۔۔۔

"جسٹ شٹ اپ تم لوگ نائٹ ڈیوٹی کرتے ہو یا گدھے گھوڑے بیچ کر سوتے ہو آس پاس کیا ہوتا ہے کسی چیز کی خبر نہیں ایک مجرم سیل توڑ کر بھاگ گیا تم لوگ منہ اٹھائے مجھے بتانے آگئے کام سے زیادہ نیند پیاری ہے تو شوق سے سارے استیفا دے کر چلتے بنو" پچھلے ایک گھنٹے سے ارحم اس کے عتاب کا نشانہ بنا کھڑا تھا باقی سب تو ڈر کے مارے فائلوں میں منہ دئے بیٹھے تھے ایک ارحم تھا جو کچھ نا کرنے کے باوجود ہمیشہ پھنس جاتا

اب جاؤ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو اور ہاں تم سب کے پاس کل تک کا وقت ہے مجھے وہ مجرم ہر حالت میں چاہیے سمجھے تم لوگ "ایک نیا حکم جاری کرتے اس نے ارحم کو خونخوار نظروں سے دیکھا

"جی سر" وہ سر ہلاتا جلدی سے اس کے آفس سے باہر نکلا

"بیوقوف نا ہو تو "

"گدھے ہیں سارے کے سارے" صالح کا غصہ کسی صورت کم ہونے کو نہیں آ رہا تھا پرسوں ہی ایک آدمی کو پکڑا گیا تھا جو منشیات فروخت کر رہا تھا آج صالح اس سے تفشیش کرنے والا تھا آتے ہی اسے معلوم ہوا مجرم فرار ہے غصہ کے ساتھ یہ بات باعث حیرت بھی تھی آخر کڑی نگرانی ہونے کے باوجود مجرم سیل توڑ کر بھاگا کیسے



"ایک بار پھر سوچ لو تم جو کرنے جا رہے ہو یہ فیصلہ ہر گز درست نہیں تم جانتے ہو وہ پہلے

https://www.classicurdumaterial.com/-----"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کیا کر رہا ہوں بہتر ہے آپ اس سب میں نا پڑے وہی کریں جو میں نے کہا ہے باقی میں دیکھ لوں گا" طاہرہ کی بات کاٹ کر روانگی سے بولتا وہ میز پر پڑے کاغذوں میں الجھ گیا یہ شاید خود کو مصروف دکھانے کی کوشش تھی جس پر وہ کمرے سے باہر نکلتی افسوس سے سر ہلا گئی

پچھلے کتنے برس پہلے وہ یہاں آ کر قیام پذیر ہو گئی تھی تب تو جوانی تھی ماں باپ کے انتقال کے بعد سے بہن بھائیوں کا پیٹ پالنے کے لیے انہیں پیسوں کی ضرورت تھی جو اس حویلی نے پوری کی تھی وہ دن اس حویلی کے لوگوں کے ساتھ ساتھ یہاں کی دیواروں پر بھی نقش ہو

چکا تھا جب اس حویلی میں خوشیوں کی جگہ غم کے سائے لہرانے لگے یہاں کے مالک مصطفیٰ خان کی بہن ان کے دوست کے بھائی کے ساتھ فرار ہو گئی دیکھتے دیکھتے دونوں خاندانوں کے درمیان تنازا اتنا بڑھ گیا کہ سارے رشتے پل بھر میں خاک ہو گئے پھر یوں ہوا پہلے مصطفیٰ خان اور پھر کچھ دنوں بعد سحرش اپنے دونوں بچوں کو بے آسرا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے تب صرف طاہرہ ہی تھی جس نے دونوں بن ماں باپ کے بچوں کو اپنا سمجھ کر پیار کیا حویلی کے دونوں وارث ذاکر خان اور شفق خان بھی انہیں اتنی ہی عزت دیتے تھے شفق جتنی سادہ اور معصوم تھی ذاکر اتنا ہی تیز مزاج روعب دار شخصیت کا مالک تھا ہمیشہ سے ہی اس کا ہر فیصلہ شفق کی بہتری کے لیے ہوتا تھا مگر آج جو فیصلہ وہ کر چکا تھا طاہرہ کے نزدیک وہ ہر گز شفق کی بہتری کے لیے نہیں تھا اور اس معاملے میں ذاکر کسی کی سننے کو تیار نہ تھا

Support@classicurdumamaterial.com ★★★★★

سر جو مجرم بھاگ گیا تھا وہ پکڑا گیا ہے ابھی اسے سیل میں ڈال دیا ہے امید ہے تھوڑی بہت طبیعت صاف بھی ہو چکی ہو گی اس کی اب تک آپ بتائیں اب آگے کیا کرنا ہے؟" اگلی صبح ایس پی صالح کے کرسی پر بیٹھتے ارجم نے فوراً اسے اطلاع دی

"ہم "گھڑی پر وقت دیکھتے اس نے ایک نظر ارجم پر ڈالی جو اس کے اگلے حکم کا منتظر تھا "اگر وہ منشیات فروخت کر رہا تھا تو ہر گز یہ کام اکیلا نہیں کر رہا ہو گا ضرور اس کے اور بھی ساتھی ہوں گے تم ایک کام کرو پوچھ تاچھ جاری رکھو جب تک وہ اپنے ساتھ شامل ساتھیوں

کے نام پتے نا بتا دے اب یہ کیسے کرنا ہے میرا نہیں خیال مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت ہے
 "بغور اس کا چہرہ دیکھتے صالح نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"یس سر" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا

"گڈ اور ہاں صرف بے ہوش کرنا ہے جان نہیں نکالنی" ارحم کو جاتا دیکھ صالح نے اسے
 نصیحت کرنا ضروری سمجھا

"ڈونٹ وری سر میں دیکھ لوں گا"

سامنے بیٹھے صالح کو جواب دے کر ارحم جانے کے پر تولنے لگا

"انسپکٹر ارحم جتنی جلدی ہو سکے مجھے ریزلٹ میری ٹیبل پر چاہیے آئی ہو پ یو انڈراسٹینڈ" لبوں پر
 مچلتی مسکان کا گلا گھونٹ کر وہ سنجیدگی سے بولا

"جی سر سمجھ گیا" آفس سے باہر جاتے ارحم کے ماتھے پر بل پڑ گئے

"اماں باہر کون آیا ہے؟" بیڈ کی پائنتی پر بیٹھ کر پیر جھلاتی شفق نے طاہرہ کو دیکھ کر سوال

کیا

"کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" طاہرہ نے مصروف سے انداز میں جواب دیا

"ارے میں تو ویسے ہی پوچھ رہی ہوں میں نے حویلی میں گاڑیاں آتی دیکھی تھی بس اسی لیے کیا

بھائی کے دفتر کے لوگ ہیں؟" وہ پرچوش سی سوال کرتی بار بار باہر کی طرف جھانک رہی تھی

"نہیں وہ تمہارے بھائی نے تمہاری -----" طاہرہ کی بات ادھوری ہی رہ گئی جب ذاکر نے

کمرے میں داخل ہوتے شفق کو اپنے حصار میں لے کر اس کی پیشانی چومی

"ارے نہیں شفق ہمارے جاننے والے ہیں بس کبھی آنا جانا نہیں ہوا اس لیے تم بے خبر ہو

آؤ تمہیں ملواتا ہوں" شفق کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر ذاکر بھی مسکرا اٹھا تھا جانتا تھا اسے کیا

جواب ملنے والا ہے

"سچی؟" وہ بے یقینی سے گردن اونچی کرتی ذاکر کو دیکھنے لگی جواب میں ذاکر نے بھی سر ہلا دیا

"شفق یہ ہے فاریہ انٹی یہ ان کے شوہر ہیں جمال اور یہ ہے ان کا بیٹا حسیب" ذاکر نے

شفق کو باری باری سب سے ملوایا جس کا جواب شفق کو اس کی سوچ سے بڑھ کر جوش و

خروش سے ملا

"یہ اماں ہیں ہمارے گھر کی بڑی۔" دوسرے بازو کے حصار میں طاہرہ کو کھڑا کرتے

ذاکر نے سب کا دھیان ان کی طرف بٹایا جو پریشان سی اپنی ہی سوچوں میں گم کھڑی تھی

"السلام علیکم" سب کی توجہ اپنی طرف پا کر وہ زبردستی مسکرا کر ان کے ساتھ بیٹھ گئی ذاکر

شفق کو لے کر سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا کافی دیر گپ شپ اور کھانے پینے کے بعد شام

کے وقت وہ لوگ وہاں سے رخصت ہوئے

"کیسے لگے آپ کو؟" شفق کو ساتھ لگائے ذاکر نے سرسری سا سوال کیا

"اچھے تھے مگر"

"مگر کیا؟" شفق کا رخ اپنی طرف کرتے ذاکر کے ماتھے پر بل پڑے
 "بس وہ لڑکا مجھے ٹھیک نہیں لگا" وہ نظریں نیچی کرتی اپنی دل کی بات کہہ گئی
 "جیسا کہ؟" اسے باتوں میں لگائے وہ دوبارہ اسی جگہ بیٹھ گیا شفق نے اپنا سر اس کے
 کندھے پر رکھ لیا

"ضرورت سے زیادہ گھورتا ہے آپ کو نہیں لگا؟" اس نے سر اٹھا کر ذاکر سے رضا مندی چاہی
 جو اس کی بات سمجھ کر ہنس دیا خود بھی حسیب کی نظریں شفق پر محسوس کر چکا تھا جانتا تھا
 ان لوگوں کو شفق اچھی بھی لگی تھی اب بس اسے شفق کی رضا مندی چاہیے تھی جو اس کے
 لیے بہت ضروری تھا

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو چلو آج تمہیں باہر گھما کر آتا ہوں چلو گی؟" ذاکر کا کہنا تھا شفق کی
 حیرت سے آنکھیں پھٹ گئی اگلے پل اس کی بلند چیخ پورے گھر میں گونجی تھی
 "آپ سچ کہہ رہے ہیں بعد میں مکر تو نہیں جائیں گے نا"

"ہاں سچی جاؤ تیار ہو کر آؤ" اپنی بات کی تصدیق کرتے جو خوشی شفق کے چہرے سے جھلک
 رہی تھی یہی ذاکر کی دنیا تھی اس کی خاطر وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اسی لیے تو اس نے اتنا بڑا
 فیصلہ لیا تھا ماں باپ کے انتقال کے بعد ہر گزرتے دن کے ساتھ شفق پر پابندیاں بھی بڑھا
 دی گئی تھی حویلی سے باہر اکیلے جانے تک کی اسے اجازت نہیں تھی گرتجویشن کے لیے کالج
 تک جانے کی اجازت اسے مشکل سے ملی تھی وہ تو آگے بھی پڑھنا چاہتی تھی مگر ذاکر اسے خود

سے دور کرنے کے حق میں نہیں تھا یا یہ کہنا بہتر ہو گا وہ اس پر ماضی کی کوئی پرچھائی نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا بس اسی لیے شفق کی پوری دنیا ذاکر اور طاہرہ کے گرد ہی گھومتی تھی



"منہ کھولا اس نے؟" سلاخوں کے پاس کھڑے ہوتے صالح نے نظر بھر کر اندر بے ہوش پڑے مجرم کو دیکھا جس کی حالت قابل رحم لگ رہی تھی

"نہیں سر بہت ہی ڈھیٹ بندہ ہے ہر طریقہ آزما لیا مجال ہے جو یہ منہ کھولے مجھے تو ڈر ہے کہیں مر مارنا جائے" جیل کے باہر تعینات سپاہی نے افسوس سے صالح کو بتایا

"ٹھیک ہے دروازہ کھولو باہر لے کر آؤ اسے" صالح کے کہنے پر دو سپاہی اسے اٹھا کر باہر لے آئے جو ٹھیک سے کھڑا بھی نہیں ہو پا رہا تھا

"مجھے لگتا ہے یہ بے قصور ہے ایک کام کرو چھوڑ دو اسے" حال سے بے حال کھڑے شخص کے گریبان کے بٹن بند کرتے اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا جو بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے

"سنا نہیں تم لوگوں نے؟" اگلی دھاڑ پر دونوں پھرتی سے حرکت میں آتے اسے چوکی سے باہر چھوڑ آئے

"اگر اسے چھوڑنا ہی تھا تو ہمارا وقت کیوں برباد کروایا پہلے کتوں کی طرح جگہ جگہ اسے تلاش کیا پھر پوری رات گھر نہیں گئے اس کی دھلائی کرتے کرتے ہمارے بارہ بج گئے وہ سدا کا

ڈھیٹ ایک لفظ نہیں بولا اب بولتے ہیں چھوڑ دو یہ بے قصور ہے " ایک سپاہی غصے سے بڑ بڑاتے ہوئے اندر آیا دوسرے کا حال بھی اس سے مختلف نہ تھا

"چلو شکر ہے تم لوگوں نے مانا تو کہ انسانوں کی گنتی میں نہیں آتے " باہر جاتے صالح نے بلند آواز میں ان کی بات کا جواب دیا پیچھے پورا تھانہ ان کی اتنی عزت افزائی پر قمقوں سے گونج اٹھا



"آگئے تم؟" وہ رات کے بارہ بجے اپنے گھر کے باہر موجود تھا جب نوشین پاس والے گھر سے باہر نکل آئی صالح نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا

"ہاں ہاں جانتی ہوں رات کو گھر سے باہر نہیں نکلتی لڑکیاں سیف نہیں ہے شاید تم بھول رہے ہو میں اکیلی تو نہیں کھڑی شہر کے نڈر اور ظالم ایس پی صالح ابرار کے ساتھ کھڑی ہوں کوئی کچھ کہہ کر تو دکھائے " اس کی باتوں پر صالح نے ٹھنڈی سانس اندر اتارتے دروازے کا تالا کھولا

"ہو گیا تمہارا چلو اب اندر جاؤ ورنہ خالہ کو شکایت لگا دوں گا" صالح کا اشارہ اس کے تم کہنے پر تھا

"ارے بھلائی کا زمانہ تو دیکھو ایک تو میں کھانے کا پوچھنے آئی تھی اوپر سے الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے واہ جاؤ اب آج رات بھوکے سو جانا نوشین کے پلٹتے صالح نے سکون کا سانس لیا بارہ سال کی بچی اچھے خاصے انسان کا دماغ خراب کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی

"سنو او ایس پی " صالح کے دروازہ بند کرنے سے پہلے وہ اندر گھس چکی تھی اسے پھر سے شروع ہوتا دیکھ وہ کمر پر ہاتھ رکھے اب سوالیہ نظروں سے اس آفت کی پڑیا کو دیکھ رہا تھا

"ڈرتی نہیں ہوں میں کسی سے میرے سامنے روعب نا جمایا کرو یہ بتانے آتی ہوں کہ یہ جو تم کا زنامہ کر کے آئے ہو یہ تمہاری خالہ کو پتا ہے کیا ویسے مجھے بڑی خوشی ہو گی انہیں بتانے میں " ایک نظر اپنی خون میں ڈوبی ہوئی آستین کو دیکھ کر اسے کوئی شک نہیں رہا تھا کہ وہ سب جان چکی تھی ویسے بھی صالح جانتا تھا باقی بچوں کے نسبت اس کا دماغ کافی تیز دوڑتا تھا

اب وہ اس سے کچھ دیر پہلے والا بدلہ نکال رہی تھی

"کیا چاہتی ہو اب ؟" کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ صلح صفائی پر اتر آیا اس وقت یہی اس کے لیے بہتر تھا

"ایک عدد چھوٹی موٹی سی معافی اور پیاری سی ڈریس " دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسا لے اس نے پیار سے آنکھیں گھمائی صالح نے آسمان کی طرف دیکھ کر دل میں خدا سے پناہ مانگی جب سے یہاں رہنے آیا تھا ایک خالہ ہی تھی جو اس کا حال حوال پوچھ لیا کرتی تھی اپنے محلے کی سب سے خوش اخلاق خاتون تھی لیکن اتنی ہی کمزور دل بھی تھی چھوٹی چھوٹی

باتوں پر ان کی آنکھیں نم ہو جاتی تھی صالح کوشش کرتا تھا آئے دن لگے گھاؤ کا انہیں پتہ نا چلے جس کی قیمت اسے نوشین کی فرمائشیں پوری کر کے چکانی پڑتی تھی جو بارہ سال کی بچی کم اس کی بڑی بہن کا کردار زیادہ نبھاتی تھی



لمبا کسرتی وجود گھنے ماتھے کو چھوتے بال بلیو جینز وائٹ شرٹ میں ملبوس آنکھوں میں دھوپ سے بچنے کے لیے چشمہ لگائے وہ ٹیکسی سے ٹیک لگائے شہر کے نامور کالج کے باہر کھڑا ہر آتے جاتے انسان پر نظریں لگائے کھڑا تھا جس کی آنکھیں صرف ایک انسان کی منتظر تھی وہ انسان اس کا دوست نہیں بلکہ قانون کا مجرم تھا رات ہی اسے ایس پی صالح ابرار نے اس شخص کی ڈیٹیلز میسج کی تھی جو امیر لوگوں کی اولادوں کو بہلا پھسلا کر اپنا مطلب نکالتے تھے زندگی کے مزے لوٹنے کا درس دیتے انہیں ڈرگز کا عادی بنا رہے تھے یہ ساری معلومات صالح نے اسی آدمی کے ذریعے حاصل کی تھی جسے اس نے بے قصور قرار دے کر چھوڑنے کا حکم دیا تھا اطلاع کے مطابق آج وہ کسی اور سے ملنے آنے والا تھا تقریباً تین گھنٹوں کے بعد آخر کار چھٹی کے وقت اسے بڑھتی بھیر میں وہ آدمی دکھا وہ منہ پر ماسک لگائے اس بھیر کو چیرتا ہوا آدمی کا پیچھا کرنے لگا جو بار بار پیچھے کی جانب دیکھ رہا تھا کبھی ماتھے سے پسینہ صاف کرنے لگتا

ارحم اس سے کافی پیچھے تھا مگر آسانی سے اس پر نظر رکھے ہوا تھا سامنے ہی وہ کسی دوسرے آدمی سے ہاتھ ملاتا کچھ باتیں کر رہا تھا ساتھ اس نے جیب سے ایک خاکی رنگ کا لفافہ بھی نکال کر دوسرے شخص کو دیا یہی موقع تھا جب ارحم کو اسے رنگ ہاتھوں پکڑنا تھا وہ چہرے پر سبے ماسک کو ہاتھ سے ٹھیک کرتا پھرتی سے آگے بڑھا جب کوئی زور سے سامنے سے آتا اس سے ٹکرا گیا وہ خود تو بچ گیا مگر پاس کھڑی چھوٹی بچی نیچے گرتی زور زور سے رونے لگی "ارے بیٹا معاف کر دو پلیز آئی ایم سوری چپ۔۔۔ شش" ارحم نے ہڑ بڑی میں سر اٹھا کر اوپر دیکھا مگر وہاں اب کوئی نہیں تھا وہ اپنا کام کر کے جا چکا تھا جھنجھلاہٹ سے زمین پر روتے بچے کو دیکھا پھر اسے اس کی ماں کے حوالے کر کے اس نے تھانے کا رخ کیا چند پلوں کی کوتاہی سے آج وہ اپنے مقصد سے ناکام ٹھہرا تھا

"آئی ایم سوری سر وہ۔۔۔" ارحم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا صالح کو کیسے اپنی ناکامی کا بتائے اب اس کے سامنے شرمندگی سے سر جھکائے کھڑا تھا جیسے ساری غلطی اسی کی ہو

"اُس اوکے ارحم ہمیں اور بہت سے موقعے ملے گے تم جاؤ مجھے ابھی ڈی آئی جی سے ملنے جانا ہے کچھ دیر پہلے ہی کال آئی تھی صالح نے بہت ہی آرام سے معاملہ حل کر دیا وہ اچھی طرح جانتا تھا ارحم ایک ایماندار پولیس آفیسر ہے باقی اسٹاف کی نسبت اس کی پرفارمنس بھی نہایت شاندار تھی جسے وہ نظر انداز نہیں کر سکتا تھا

"بٹ سر" ارحم نے کچھ کہنا چاہا جب صالح نے اسے موقع دئے بنا ٹوک دیا

"جو ہو گیا سو گیا مجھے لگتا ہے تمہیں آگے کا سوچنا چاہیے رحم" اس کا کندھا تھپتھپا کر وہ اپنی کیپ سر پر لیتا باہر نکل گیا



"ذاکر تم اس سب کے لیے بہت جلدی کر رہے ہو مانا کہ شفق کی عمر ہو چکی ہے شادی لائق مگر سب کچھ بہت جلدی جلدی ہو رہا ہو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" طاہرہ کی پریشانی میں ڈوبی آواز ابھری

"کوئی جلدی نہیں کر رہا میں۔ ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اس لیے اب مزید وقت برباد نہیں کرنا چاہتا اور ویسے بھی زیادہ نہیں پر مجھے خبر ملی ہے وہ اس شہر میں آچکا ہے اس سے پہلے وہ یہاں تک پہنچے میں شفق کو جلد سے جلد رخصت کر دوں گا بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی" ساری سوچوں کو ایک طرف کرتے ذاکر نے اپنا اٹل فیصلہ سنایا اس بارے میں وہ کسی کی سننا نہیں چاہتا تھا شفق کو محفوظ رکھنے کا یہی واحد راستہ اس وقت اسے سمجھ آ رہا تھا

"تم نے اس کی رضا مندی بھی لی یا خود ہی سب کچھ طے کر لیا" طاہرہ کے لہجے میں خفگی محسوس کرتے ذاکر سب چھوڑ کر ان کے سامنے کھڑا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کے ہاتھ لے کر نرمی سے ان کے سر پر پیار دیا

"پریشانی کس بات کی ہے؟" وہ سب جاننے کے باوجود نرمی سے وجہ معلوم کر رہا تھا

"تم سب جانتے ہو اگر اسے پتا چل گیا تو وہ مجھ سے اور یہاں تک کہ تم سے بھی منہ موڑ لے گی جسے دیکھے بنا تمہارا دن نہیں گزرتا اس کی ناراضگی کیسے سہہ پاؤ گے مت کرو یہ سب " طاہرہ کی بات سنتے ذاکر نے ٹھنڈا سانس اپنے اندر اتارا

"میں جانتا ہوں آپ کو شفق کی فکر ہے مگر میں بھی اس کا بڑا بھائی ہوں اس کی خوشی سے بڑھ کر میرے لیے کچھ بھی نہیں رات اس سے پوچھ لیا تھا میں نے اسے کوئی اعتراض نہیں بس وہ تھوڑی دکھی ہے ہم سے دور جانے پر

میں نے اسے سمجھا دیا ہے ابھی بس اس کا نکاح کریں گے رخصتی کچھ وقت بعد میں ہی ہو گی وہ بھی بہت دھوم دھام سے آپ فکر مت کریں میں سمنجھال لوں گا سب " ذاکر نے ان کی آنکھوں میں جھانک کر تصدیق چاہی وہ ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا گئی چاہتی تو وہ بھی یہی تھی کہ شفق ہمیشہ خوش رکھے

"کیا چل رہا ہے یہاں؟" دروازے سے جھانکتی وہ اندر داخل ہوئی طاہرہ نے جھٹ سے اپنی نم آنکھیں صاف کی ذاکر بھی مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھ گیا

"کچھ نہیں ہم یہ سوچ رہے تھے ہماری چھوٹی موٹی سی گریڈ کتنی جلدی بڑی ہو گئی ہے "شفق کا ناک کھینچتے اس نے بات بدلی

"بھائی!" اپنا ناک سہلا کر وہ ذاکر کے حصار سے نکلتی طاہرہ کے آغوش میں چھپ گئی

"ذاکر تنگ مت کرو میری بچی کو" طاہرہ نے ذاکر کے کان کھینچے تو وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی

"اچھا چلو اب دو دن بعد فنکشن ہے بہت سی تیاریاں کرنی ہیں میں کام ختم کر لوں تب تک آپ دونوں شوپنگ کر آئیں سب کچھ شفق کی پسند کا ہی ہونا چاہیے" سائیڈ ٹیبل پر پڑے کریڈٹ کارڈ اٹھا کر اس نے طاہرہ کے حوالے کیے تو وہ شفق کو لے کر باہر چلی گئی جہاں ڈرائیور پہلے ہی ان کا انتظار کر رہا تھا



"آئی ہوپ تمہیں کوئی پرابلم نہیں ہوگی صالح" ڈی آئی جی نے آج ہی اسے نیا کام دیا تھا صالح کے والد سے ان کی اچھی جان پہچان بھی رہ چکی تھی اس لیے کام کے لیے انہوں نے خصوصاً صالح کو چنا تھا

Support@classicurdumaterial.com

لیکن سر میں ہی کیوں آپ جانتے ہیں نا ایسے کاموں سے مجھے کتنی خار ہے میں نے اپنے وطن کو دشمنوں سے پاک کرنے کے لیے یہ فیلڈ جوائن کی ہے نا کہ ان امیر زادوں کی چوکیداری کے لیے "

صالح نے الجھن بھری نظروں سے ڈی آئی جی کو دیکھا جو اس کی باتیں سن کر مسکرا رہے تھے

"جانتا ہوں صالح مگر یہ کام صرف تم ہی کرو گے میں تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کر سکتا" ڈی آئی جی کی بات پر صالح نے ایک نظر انہیں دیکھا پھر مخاطب ہوا

"ٹھیک ہے سر میں آج ہی اپنی ٹیم بھیج دیتا ہوں"

"صالح میں نے یہ کام تمہیں دیا ہے" ڈمی آئی جی سے اس کا بیزار چہرہ چھپا نہیں تھا

"اب یہ مت کہئے گا میں خود وہاں جا کر پہرا دوں گا" اس نے شاک سے سامنے بیٹھے شخص

کو دیکھا جن کی ہنسی صاف پیغام دے رہی تھی وہ بری طرح پھنس چکا تھا

"مجھے آنا ہی نہیں چاہیے تھا یہاں پر" وہ بڑبڑاتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا باہر کی طرف جاتا ہوا

دوبارہ واپس پلٹا وجہ وہ فائل تھی جو اسے ابھی ڈمی آئی جی نے دی تھی

"ٹرسٹ می تمہارے لیے بہت بڑا سرپرائز ہے جو وہاں جا کر تمہیں پتا چلے گا" اپنے پیچھے سے

اسے ڈمی آئی جی کی آواز سنائی دی جو وہ سنی ان سنی کرتا آفس سے باہر نکل کر اپنی جیب کی

طرف چل پڑا گھر پہنچ کر اس نے غصے سے فائل ایک طرف میز پر پھینک دی

اسے رہ رہ کر غصہ اس بات پر آ رہا تھا ڈیپارٹمنٹ میں سینکڑوں آفیسرز ہونے کے باوجود اسے

کیوں اس کام کے لیے چنا گیا تھا

وہ دن آج بھی اس کی یادوں میں نقش تھا جب وہ اپنے باپ کے سامنے بیٹھا بے تحاشا رویا تھا

وجہ صرف ان کے ساتھ رہنا تھا اپنی ماں کو آنکھوں کے سامنے مرتے ہوئے دیکھ اس کے لیے

برداشت کرنا ممکن نہیں تھا مگر وہ خود پر جبر کر گیا تھا صرف اپنے باپ کے لیے - یہاں تک

کے اپنی ماں کی خواہش اور اپنے خوابوں کو بھلانے کی تیاری بھی کر چکا تھا مگر ابرار نے اسے

رکنے نہیں دیا تھا خود سے دور ہو سٹل بھیجا دیا اس دوران کم و بیش ہی ابرار اس سے ملنے آتا تھا

صالح ہر ملاقات پر اچھی طرح محسوس کرتا تھا وہ پہلے سے کافی کمزور اور بوڑھے نظر آنے لگے تھے حالات کا بغور جائزہ لیتے اس ننھے بچے نے یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھالی تھی کہ بڑا ہو کر اپنے باپ کو کام نہیں کرنے دے گا ان کا سارا بوجھ اپنے کندھوں پر لے لے گا دن رات محنت کرنے اور ڈھیر سارے میڈلز جیتنے کے بعد وہ امتحانوں میں اول درجے سے پاس ہوتا اپنے مقصد سے ایک قدم دوری پر ٹریننگ کے لیے چلا گیا جہاں قسمت نے الٹی چال چلی اور ابرار کی ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی جس وقت اسے یہ خبر ملی وہ اس وقت بھی پریکٹس میں مصروف تھا ایک پل کے لیے اسے لگا کسی نے جسم سے روح نکال لی ہو وہ صالح ابرار جو ہر دوڑ میں سب سے آگے رہتا تھا منہ کے بل زمین پر گرا اس ایک گھڑی میں وہ خدا کی بنائی وسیع و عریض دنیا میں تن تنہا رہ گیا تھا تب سے اب تک اس کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا وہ تھا اپنے پیشے سے ایمانداری نبھانا آج جو کام اسے دیا گیا تھا وہ سراسر اس کے اصولوں کے خلاف تھا غصے سے دماغ کی رگیں تن گئیں تو اس نے سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا



پوری حویلی کو عالیشان طریقے سے سجایا گیا تھا آج اس حویلی کی لاڈلی بیٹی کے نکاح کا فنکشن تھا لڑکے والے بس پہنچنے والے تھے ذاکر سب انتظامات دیکھنے میں مصروف تھا طاہرہ شفق کے ساتھ پارلر گئی تھی اس سب میں ایک شخص تھا جو گرمی نیند کے مزے لے رہا تھا موبائل بیچارہ بچ بچ کر بند ہو چکا تھا مگر مجال ہے جو اس کی نیند میں کوئی خلل آیا ہو ابھی بھی اس کا اٹھنے

کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر کسی نے آکر دھڑا دھڑا دروازہ پیٹنا شروع کیا آواز اتنی تیز تھی جیسے اگر وہ نا اٹھا تھا تو باہر کھڑا انسان دروازہ توڑ کر اندر آ جائے گا بنا شرٹ کے پینٹ میں ملبوس وہ آنکھیں مسلتا باہر آیا دروازہ کھولنے کی دیر تھی ارحم اندر داخل ہوا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" صالح نے حیرت سے اسے دیکھا

"وہ سر ڈی آئی جی سر نے آپ کو فوراً نیو لوکیشن پر پہنچنے کا آرڈر دیا ہے آپ کا موبائل بند تھا تو مجھے خود آنا پڑا" صالح کو غصے سے بھرا دیکھ کر ارحم بے فوراً اسے پیغام دیا

"ہو گیا تمہارا؟" غضب ناک تیور لیے اس نے ارحم کو دیکھا جو گرہڑا گیا

جی۔۔۔۔ جی سر۔

"شاباش نکلو یہاں سے اور ڈی آئی جی سے میں خود بات کر لوں گا"

اتنی کھلی بے عزتی پر ارحم شرمندا ہوتا باہر نکل گیا صالح دروازہ بند کرتا اندر آیا کچھ دیر دماغ پر سکون کرنے کے بعد وہ فریش ہو کر باہر آیا تبھی اسے موبائل پر میسج موصول ہوا بٹن دبا کر

سکرین آنکھوں کے سامنے کی تو صرف دس منٹ میں اسے لوکیشن پر پہنچنے کا آرڈر ملا تھا

موبائل پاکٹ میں ڈال کر اس نے میز سے فائل اٹھائی باہر کھڑی جیب میں جا کر بیٹھ گیا

جہاں حوالدار پہلے ہی بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا تھا

یونہی بیٹھے بیٹھے اس نے فائل کھولی اس کا ارادہ فائل اسٹڈی کرنے کا تھا مگر جیب کو رکتے دیکھ فائل ایک طرف رکھ کر خود اس حویلی کا جائزہ لینے لگا پہلی بار حویلی دیکھتے نا جانے کیوں اسے احساس ہوا جیسے وہ پہلے بھی یہاں آچکا ہے

"ہیلو ایس پی صاحب" ذاکر نے باہر آتے اس کے آگے ہاتھ بڑھایا صالح نے بنا کوئی تاثر دئے اس کا ہاتھ تھام لیا

"وقت سے کافی لیٹ ہیں آپ لگتا ہے وقت کی پابندی جیسی چیزیں آپ کے اصولوں کے خلاف ہیں" ذاکر نے ہنستے ہوئے اس پر طنز کیا تو صالح نے غصے سے مٹھیاں بھیجنے لیں

"یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے سامنے والا انسان اس قابل ہی نا لگا ہو کہ اس کے لیے وقت کی پابندی پر غور کیا جائے" وہ بھی ایس پی صالح تھا پیچھے کہاں رہنے والا تھا

"بہت خوب کافی دلچسپ پرسنالٹی رکھتے ہیں آپ پر معذرت اس وقت میں بہت مصروف ہوں آپ حویلی دیکھ لیجئے کوئی مدد چاہیے ہو تو مجھے بلوالیجئے گا" صالح کو ایک نظر دیکھتے وہ اندر کی جانب چلا گیا اس کے جاتے صالح نے وہاں سے آنے اور جانے والے ہر راستے پر کڑی نگرانی کروا دی تھی کوئی بھی بغیر انویٹیشن کے حویلی کے اندر پیر تک نہیں رکھ سکتا تھا

کچھ دیر میں ایک گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی اس وقت وہ اپنے ساتھ آئے اہلکاروں کو ہدایات دینے میں مصروف تھا جب ذاکر کو گاڑی کی طرف بڑھتا دیکھ وہ بھی اس طرف متوجہ ہوا سفید رنگ کی کار میں آگے بس ڈرائیور ہی بیٹھا نظر آ رہا تھا یوں ہی اس طرف دیکھتے ہوئے

کچھ آگے کو ہوا تو کار کا پچھلا دروازہ کھلتے ہی دلسن کے جوڑے میں ملبوس ایک لڑکی اور ساتھ ایک عورت باہر نکلی عورت کو تو وہ دیکھ چکا تھا مگر لڑکی کی شکل ذاکر کی وجہ سے اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی تجسس میں نا جانے کیوں صالح کی نظروں نے اندر جانے تک اس لڑکی کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام ہی رہا خود کو ملامت کرتا وہ وہاں سے ہٹ کر تویلی کے اندر کی سیکورٹی انتظامات دیکھنے چلا گیا سارے گیٹس اور مہمانوں کی لسٹ چیک کرنے کے بعد وہ تھوڑا پر سکون سا ہو کر اپنی جیب میں آبیٹھا گرمی کی شدت سے اس کا برا حال تھا پانی کی بوتل سے دو چار گھونٹ لینے کے بعد اس کا دھیان موبائل کی جانب گیا

ڈی آئی جی کی بیس مس کال دیکھنے کے بعد اس نے خود ہی انہیں کال کر لی جہاں پہلی ہی رنگ پر کال اٹھالی گئی

"ایس پی صالح ابرار کہاں غائب تھے تم معلوم ہے کتنی بار کال کر چکا ہوں میں؟" ڈی آئی جی پورے غصے میں بھرے بیٹھے تھے

"آپ کی بیوی میکے تو نہیں چلی گئی سر جو مجھ معصوم سے اتنا پیار جتا رہے ہیں؟" صالح نے قہقہہ لگاتے ہوئے بات کو مذاق میں بدلا

"شٹ اپ صالح مجھے یہ بتاؤ تم نے وہ فائل پڑھی یا نہیں؟" آواز اتنی تیز تھی صالح نے موبائل کو کان سے دور ہٹا لیا

"نہیں کیوں کوئی خاص بات ہے؟" اب کی بار اسے بھی تجسس ہوا

"میرے لیے تو نہیں شاید تمہارے لیے ضرور ہے صرف پانچ منٹ میں فائل اسٹڈی کرو " کال بند ہوتے اس نے حیرت سے موبائل کو دیکھا سر کھجا کر فائل کھول کر جیب میں ہی بیٹھ گیا "آخر ہے کیا اس میں ہم بھی دیکھیں ذرا؟" فائل میں موجود پینوں کو آگے پیچھے کرتا غور سے دیکھنے لگا پہلے صفحے پر ذاکر کی ڈیٹیلز تھی اس کا کاروبار وغیرہ تفصیل سے درج تھا دوسرے صفحے پر طاہرہ کی ساری معلومات تھی پھر ذاکر کی بہن کی معلومات تھی جسے پڑھے بنا وہ صفحہ پلٹ گیا آخری صفحے پر ان کے ماں باپ کی معلومات تھی یہ معلومات بھی اسے سیکورٹی کے مقصد کے لیے دی گئی تاکہ اسے سب کے بارے میں پہلے سے معلومات ہو

"کیا ہے اس میں کچھ بھی ایسا ویسا نہیں ہے فضول میں میرا دماغ خراب کر رہے ہیں " فائل اٹھا کر پیسینجر سیٹ پر لگ بھگ پٹخ چکا تھا جب موبائل پر بیپ ہوئی وہ میسج تھا جس میں صاف لکھا تھا

"ریڈیچ تمہری " شاید ڈی آئی جی صالح کی عادتوں سے اچھی طرح واقف تھے تبھی اسے یہ میسج موصول ہوا تھا اس وقت وہ پوری طرح جھنجھلا چکا تھا آرڈر تھا تو پورا بھی کرنا تھا ایک بار پھر سے فائل کھول کر اسنے وہی صفحہ کھولا جو کچھ دیر پہلے پڑھنے کی زحمت نا کی گئی تھی

شفق خان

والدہ مصطفیٰ خان

والدہ سحرش خان

بھائی ذاکر خان

لاپرواہ انداز میں بیٹھا بیزاریت سے روگردنی کر رہا تھا تبھی اس کے نمبر پر انجان نمبر سے میسج آیا تصویر میں دکھائی دیتا وہ کاغذ اس کی آنکھیں کھول گیا اب اسے بات کی سمجھ آئی تھی کس سرپرائز کی بات ہو رہی تھی کیوں اسے ڈی آئی جی سر بار بار وہ فائل پڑھنے کے لیے فورس کر رہے تھے

اس سے آگے وہ اس وقت کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی حالت میں نہیں تھا ایک نظر باہر سے حویلی پر ڈالتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر داخل ہوا جہاں تقریب کا آغاز ہوئی کافی وقت ہو چکا تھا

سارے مہمان آچکے تھے ہر طرف گہما گہمی تھی نکاح کی رسم ہونے سے پہلے چھوٹی سی منگنی کی تقریب رکھی گئی تھی اس کے بعد دولہا دلہن نے نکاح نامے پر دستخط کرنے تھے گھر کے ملازم وہاں موجود لوگوں کو کھانے پینے کی چیزیں سرو کرتے ادھر ادھر پھر رہے تھے شفق کے ساتھ حبیب کو بیٹھایا گیا تھا سائیڈ چئیرز پر طاہرہ اور ذاکر کے ساتھ حبیب کے والدین موجود تھے

"چلو بیٹا انگوٹھی پہناؤ" ذاکر نے شفق کے ہاتھ میں انگوٹھی دی دوسری طرف حبیب بھی ہاتھ میں انگوٹھی لیے شفق کا منتظر تھا دور سے اندر آتے ایس پی صالح ابرار نے شعلے برساتی آنکھوں سے یہ سارا منظر دیکھا اس کا تو دماغ ہی خراب ہو گیا تھا کچھ وقت کے لیے اس نے اس

معاملے کو ایک طرف رکھ دیا تھا مگر آج یہاں یہ سب ہوتا دیکھ وہ ضبط کی انتہا پر تھا جیسے ہی حسیب نے شفق کو انگوٹھی پہنانے کے لیے ہاتھ آگے کیا اس سے پہلے اس کا ہاتھ شفق کو چھوتا صالح نے سب کے درمیان جا کر شفق کو کلائی سے پکڑتے ہوئے اسے اپنی جانب کھینچ لیا غصہ اس قدر تھا اس نے دیکھے بنا پاس بیٹھے حسیب کو زور دار طمانچہ رسید کر دیا بھرے مجھے میں اس طرح کی حرکت پر ہر کوئی منہ کھولے کھڑا تھا جو لوگ گھوم پھر رہے تھے وہ بھی اپنی جگہ ساکت ہو گئے صورت حال سنگین ہو چکی تھی جس کی کسی نے توقع بھی نہیں کی تھی "تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے ساتھ اس طرح کی بدتمیزی کرنے کی ایس پی؟" ذاکر دھاڑتے ہوئے اس کے مقابل آیا اس کا ایک ہاتھ صالح کی گریبان پر تھا جبکہ صالح اس کی گردن دبوچ چکا تھا

"میری ہمت کی تم بات مت ہی کرو ذاکر مصطفیٰ خان تو زیادہ بہتر ہو گا تمہارے لیے جو گرا ہوا کام تم کرنے جا رہے تھے یہ کھاتے میں رکھتے ہو جواب دو مجھے؟" شفق کی کلائی اب بھی صالح کے مضبوط گرفت میں تھی وہ چھوٹی موٹی سی لڑکی اس کے پیچھے کھڑی خوف زدہ نظروں سے سارے منظر کو دیکھ کر سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ صالح ابرار اس کے بھائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالا کھڑا تھا

"ہاتھ چھوڑ میری بہن کا" شفق کو روتا ہوا دیکھ کر ذاکر نے صالح پر حملہ کرنا چاہا مگر صالح نے ایک ہاتھ سے اسے ناکام کرتے پیچھے کی طرف دھکا دیا جب طاہرہ نے بھاگ کر اسے سنبھال لیا

"یاد نہیں یا بھول گئے ہو صرف تمہاری بہن نہیں یہ میری بیوی بھی ہے" وہ ایک دم پھٹ پڑا تھا سب لوگ ہکا بکا ایک دوسرے کو دیکھنے میں لگے تھے جہاں ذاکر نے نفرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا وہی طاہرہ نظریں چراتے ہوئے سر جھکا گئی ایک شفق تھی جو صالح کی بات سن کر رونا دھونا چھوڑ کر ساکت سی کھڑی تھی بے یقینی سے اس نے ذاکر کی طرف دیکھا جس کی خود کی بولتی بند ہو چکی تھی اس سے پہلے کوئی بڑا تماشا ہوتا طاہرہ نے عقل کا استعمال کرتے ہوئے سارے مہمانوں سے معذرت کر لی اب وہاں صالح وہ خود اور حسیب کے گھر والے موجود تھے

"تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ تم ہمارے سامنے کھڑے ہو کر اتنے بڑے دعوے کرو اس لیے چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ" اپنے دماغ کو تیزی سے حرکت میں لاتے پہلی بات یہی اس کے دماغ میں آئی اسے اچھے سے یاد تھا اس نے سارے ثبوت مٹا دیے تھے

"یہ رہے ثبوت چاہے تو اچھے سے تسلی کر لو" ہاتھ میں پکڑا لفافہ اس نے سامنے پڑی میز پر پھینک دیا جسے ذاکر کے بعد طاہرہ اور حسیب کے گھر والوں نے بھی دیکھا غلط فہمی کی کوئی

گنجائش ہی نہیں رہ گئی تھی صالح بالکل سچا تھا یہ لفافہ بھی اسے راحم نے کچھ دیر پہلے دیا تھا وہ اندر آنے سے پہلے اسے کھول کر دیکھ بھی چکا تھا

"جب تمہاری بہن پہلے سے کسی اور کے نکاح میں ہے ذاکر خان تو یوں سرعام ہماری عزت اتروانے کی کیا ضرورت تھی تم ہمیں دھوکے میں رکھ کر اپنی بہن کا دوسرا نکاح پڑھوا رہے تھے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ جائز نہیں" جمال ذاکر کو دیکھ کر افسوس کرتا مزید کچھ کہے بنا حسیب اور فاریہ کے ہمراہ وہاں سے نکل گیا

"صالح بیٹا بیٹھ جاؤ آرام سے بات کر لیتے ہیں غصے سے کوئی حل نہیں نکلے گا" شفق کی حالت خراب ہوتی دیکھ طاہرہ نے نرمی سے صالح کو مخاطب کیا جو شفق کی کلائی تھامے ابھی تک اسی جگہ کھڑا تھا

"ثبوت چاہے جو بھی کہیں میں اپنی بہن کو تمہارے ساتھ کبھی بھی رخصت نہیں کروں گا نہیں مانتا میں اس نکاح کو سمجھے تم یہ رشتہ بچپن میں ہی ٹوٹ گیا تھا" کافی دیر بعد ذاکر کی آواز بلند ہوئی صالح نے ہلکی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی

"رشتے یونہی کسی کے کہنے یا بولنے سے ٹوٹ جاتے تو کیا ہی بات تھی ذاکر خان یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو تمہاری بہن اب بھی میرے نکاح میں ہے پھر بھی تم اس کا دوسرا نکاح کروا رہے تھے جس کی قانون تو چھوڑو مذہب بھی اجازت نہیں دیتا آج مجھے ٹھیک وقت پر پتانا چلتا تو جانتے ہو کیا ہو جاتا یہ اب بھی میری بیوی ہے جب میں نے کسی قسم کی طلاق نہیں

دی تو رشتہ کیسے ٹوٹا اب تم چاہو یا نا چاہو یہ میرے ساتھ جائے گی میں اپنی بیوی کو رخصت کروا کر لے جا رہا ہوں ہے ہمت تو روک کر دکھاؤ " پیچھے کھڑی بے جان سی شفق کو کھینچ کر اس نے اپنے برابر کھڑا کیا جو اس کی سخت گرفت پر کراہ کر رہ گئی آنسو سے تر چہرہ لئے بس ڈاکر کو دیکھ رہی تھی یہ سب کیا ہو رہا تھا ایسا تو اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا

"تم ایسا نہیں کر سکتے" اس سے پہلے ڈاکر اس تک پہنچتا راحم اپنی ٹیم کے ساتھ اندر آچکا تھا

"صالح بیٹا میں بات کر لوں گی ڈاکر سے وہ تم سے معافی مانگ لے گا اسے معاف کر دو یہ معاملہ یہی ختم کرو" صالح کے ارادے بھانپ کر طاہرہ نے آگے بڑھ کر اسے سمجھانا چاہا

"معاف کیجئے گا مگر یہ اتنی چھوٹی غلطی بھی نہیں تھی سب جانتے بوجھتے اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا سزا تو ملے گی میری طرف سے چھوٹی سی کوشش ہے شاید سالے صاحب کی عقل ٹھکانے لگ جائے" صالح کے اشارے پر راحم نے آگے بڑھ کر ڈاکر کو ہتھکڑی لگائی

"بھائی --- بھائی آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہیں کہیں انہیں آپ نے کچھ نہیں کیا" شفق نے روتے ہوئے ڈاکر کا کندھا پکڑا

"اپنا خیال رکھنا شفق مجھ سے بد گمان مت ہونا اپنے بھائی پر بھروسہ رکھو میں سب ٹھیک کر دوں گا تب تک میرا انتظار کرنا میں تمہیں سب سمجھا دوں گا" شفق کے سر پر پیار دیتے اس نے اسے خود سے الگ کیا تب راحم اسے پکڑ کر باہر لے گیا

"پلیز بھائی کو مت لے کر جائیں چھوڑ دیں انہیں انہوں نے کچھ نہیں کیا " صالح کو یوں بت بنا دیکھ اس نے روتے ہوئے آخری کوشش کی مگر وہ اس وقت کچھ سننے کے موڈ میں بالکل نہیں تھا اس لیے ایک نظر طاہرہ پر ڈال کر اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لے جانے لگا جو خود کو چھڑاوانے کے لیے بار بار جد و جہد کر رہی تھی مگر دھان پان سی لڑکی کے معصوم سے وار بھلا ایس پی صالح ابرار پر کہاں چلنے والے تھے اسے وہی کرنا تھا جو وہ چاہتا تھا

"مجھے نہیں جانا پلیز مجھے بھائی کے پاس جانا ہے" گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے یہ جملہ شفق کے منہ سے سن کر صالح کے بڑھتے قدموں کو بریک لگا وہ گھوم کر پیسنجر سیٹ کی طرف آیا گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ شفق پر جھکا جو ڈر کے مارے سیٹ سے چپک کر آنکھیں میچ گئی اس کی حالت کے پیش نظر صالح کچھ کہے بنا پیچھے ہٹ گیا گاڑی کا دروازہ غصے سے بند کرتا وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا گاڑی کو حویلی سے باہر نکالتے اس نے سپیڈ تیز کر دی

"مجھے نہیں جانا پلیز مجھے بھائی کے پاس جانا ہے" گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے یہ جملہ شفق کے منہ سے سن کر صالح کے بڑھتے قدموں کو بریک لگا وہ گھوم کر پیسنجر سیٹ کی طرف آیا گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ شفق پر جھکا جو ڈر کے مارے سیٹ سے چپک کر آنکھیں میچ گئی اس کی حالت کے پیش نظر صالح کچھ کہے بنا پیچھے ہٹ گیا گاڑی کا دروازہ غصے سے بند کرتا وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا گاڑی کو حویلی سے باہر نکالتے اس نے سپیڈ تیز کر دی

آدھے گھنٹے کی مسافت کے دوران مسلسل شفق کی رونے کی آواز جاری تھی صالح جانتا تھا یہ سب اس کے لیے بہت مشکل ہے مگر وہ اس وقت اس کے ساتھ کسی قسم کی نرمی برتنے کا حامی نہیں تھا۔ ذاکر کی اس گھٹیا حرکت کے بعد شفق کو کسی صورت وہاں چھوڑ نہیں سکتا تھا اس نکاح کا بھی اسے تب معلوم ہوا تھا جب ابرار کی موت کی خبر سننے کے بعد وہ پہلی بار گھر گیا تھا تب اسے لاکر میں کچھ کاغذات ملے جس میں اس کا نکاح نامہ بھی تھا پہلے تو اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آیا اتنی بڑی بات اچانک سے کھل کر اس کے سامنے آئی وہ بے یقینی کے کئی لمحے ساکت سا ہو گیا شفق کے نام کے علاوہ صالح کو اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا ابرار زندہ ہوتا تو یقیناً وہ ان سے سوال جواب کرتا اب صورت حال بہت مختلف تھی اس کے پاس کوئی بھی تو نہیں تھا جسے وہ اپنا کہہ سکے ڈیوٹی جوائن کرتے پتا ہی نہیں چلا کب وہ اس بات کو سرے سے ہی بھلا بیٹھا تھا اب رہ رہ کر اسے خود پر غصہ آ رہا تھا شفق کی حالت دیکھ کر صالح کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ گزرے وقت میں واپس چلا گیا تھا

گاڑی کو ایک محلے میں داخل ہوتا دیکھ شفق نے گالوں پر بہتے پانی کو دوپٹے سے پونچھ دیا دیکھنے سے تو عام سے لوگ لگ رہے تھے شفق ہمیشہ سے بڑے گھر میں پلی بڑھی تھی ان محلوں میں رہنے کی تو دور کی بات ہے حویلی کے باہر کے لوگوں سے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی اسے اس سب کی وجہ وہ آج اچھی طرح سمجھ گئی تھی اس کا بھائی اسے اس انسان سے بچانا

چاہتا تھا جو اس پر پورا حق رکھتا تھا وہ نہیں جانتی تھی اس کے بھائی نے ایسا کیوں کیا؟ غلط کیا یا صحیح کیا مگر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بھائی کو ہتھکڑی لگتے دیکھ وہ کتنی ڈر گئی تھی اس کا اندازہ شاید کسی نے لگایا ہی نہیں یا کوئی لگانا ہی نہیں چاہتا تھا

چھوٹے سے گھر کے آگے گاڑی رکتے دیکھ وہ اپنے آپ میں سمٹ سی گئی یوں انجان لوگوں کے درمیان آکر وہ مزید خوف زدہ ہو رہی تھی چہرے کا رنگ زردی مائل ہو چکا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کسی طرح یہاں سے چھپ کر بھاگ جائے یا خود کو ان کی نظروں سے چھپا لے

"باہر آئیں" سسکتے ہوئے آواز کے تعاقب میں نظریں اٹھائیں وہ صالح ہی تھا جو اس کی جانب دروازہ کھولے قدرے جھک کر اسے باہر آنے کا کہہ رہا تھا

"مجھے نہیں آنا مجھے بھائی کے پاس جانا ہے آپ پلیز مجھے واپس چھوڑ آئیں" شفق کی ضد پر صالح نے نظر بھر کر اسے دیکھا پھر آس پاس اکٹھا ہوتے ہجوم کو دیکھا

"تم دنیا کی واحد اور انتہائی بیوقوف لڑکی ہوگی جو جیل میں بند ہونے کے لیے مری جا رہی ہے" خود سے بڑبڑاتا وہ مزید اس کی ضد برداشت کیے وہ اس کا ہاتھ اپنی آہنی گرفت میں لیے اسے گھر کے اندر کھینچ لایا

"چھوڑیں میرا ہاتھ محض ایک کاغذ کے بنا پر آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے" اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکھ کر وہ آگ بگولہ ہو رہی تھی

"یوں کمزور دلیلیں دے کر آپ مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی میں اتنا بڑا قدم کبھی نہیں اٹھاتا نا ہی زور زبردستی کا قائل ہوں مگر آپ کے بھائی نے میرے پاس کوئی آپشن نہیں چھوڑا" صالح دلچسپی سے اس کے چہرے کو سرخ پڑتا دیکھ رہا تھا آج پہلی بار وہ اس طرح کسی لڑکی کے قریب ہوا تھا وہ اور کوئی نہیں شفق صالح ابرار تھی جو اس وقت اس کے گھر میں کھڑی خود کو اس کی گرفت سے چھڑوانے کی لگاتار کوشش کر رہی تھی

"محض ایک کاغذ تھا یا نہیں اس کا پتا بہت جلد آپ کو چل جائے گا اگر آپ چاہتی ہیں آپ کا بھائی آج کی رات جیل میں سکون سے کاٹے تو بہتر یہی ہے خاموشی سے کمرے میں چلیں اور یہاں سے جانے کی بات بھی اپنے دل میں مت لائے گا ورنہ --" صالح نے بات مکمل کیے بنا ہی ادھوری چھوڑ دی اس کی بات کا مطلب اخذ کرتے شفق کی زبان پر ایک دم تالا لگا صالح اسے کلائی سے پکڑتا اپنے کمرے میں لے گیا اور اس کی کلائی آزاد کر دی جو کافی زخمی ہو چکی تھی شاید اس کے ہاتھ کی سخت پکڑ کی وجہ سے پوڑیاں ٹوٹ کر اسے زخمی کر گئی تھی ایک نظر دلہن کے جوڑے میں ملبوس شفق پر ڈال کر وہ چپ چاپ وہاں سے باہر چلا گیا جانتا تھا ابھی کچھ بھی کہنے کا فائدہ نہیں ہو گا اس کا ارادہ شفق کو کچھ وقت دینے کا تھا جن صورت حال میں اسے وہاں سے لے کر آیا تھا شفق کا ری ایکشن بالکل جائز تھا کمرے کے باہر رکھے صوفے پر گر کر اس نے خود کو پر سکون کیا کافی دیر بعد وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا جہاں خوش قسمتی سے اس کا ٹراؤزر شرٹ موجود تھا فریش ہو کر چیلنج کرنے کے بعد وہ

پھر سے اپنے کمرے کے باہر موجود تھا بند دروازہ تین بار نوک کرنے کے باوجود اندر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو وہ ٹھنڈی آہ بھرتا خود بھی سونے چلا گیا اس وقت اسے خود نیند کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی

طویل دن کے اختتام کے بعد جیسے ہی رات کی تاریکی ختم ہوئی چاند کہیں دور بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا نئی صبح کے سورج نے اپنی کرنیں چار سو بکھیر دی
ایس پی صالح ابرار اس سب سے انجان اڑھے ترچھے انداز میں لیونگ روم میں موجود صوفے پر دراز تھا ایک بازو اور ایک ٹانگ فرش پر سجدہ کر رہے تھے خود وہ بڑے مزے سے بلینکٹ میں منہ چھپائے کسی اور ہی دنیا میں گم تھا جب موبائل کی دھاڑ نے اسے ہوش میں آنے پر مجبور کر دیا

بالوں میں ہاتھ چلا کر اس نے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا آنکھوں میں تیرتے سرخ ڈورے گویا کچی نیند سے جاگنے کی کہانی بیاں کر رہے تھے

"ایس پی صالح ابرار سپیکنگ" بنا نمبر دیکھے اس نے اس نے موبائل کان سے لگا کر اپنا تعارف دیا

"نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک ہو مائے بوائے" ڈی آئی جی کی مسکراہٹ میں ڈوبی آواز سنتے اس کے حلق میں نمک سا گھل گیا بغیر کوئی جواب دئے وہ موبائل کو وہی صوفے پر پھینک کر

خود کمرے کی طرف چلا گیا رات تو اس نے شفق کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا اب نا جانے کیوں اس کا دل بے چین سا ہو گیا تھا ایک دو بار نوک کرنے سے کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے ناب گھما کر چیک کیا اس کی سوچ کے برعکس دروازہ کھلا ہوا تھا وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے وہ زمین پر بکھرے حلیے میں بیٹھی ابھی تک آنسو بہا رہی تھی چہرے کا رنگ حد سے زیادہ سرخ تھا شاید میک اپ رگڑ کر اتارا گیا تھا وہ دروازہ بند کرتا آگے کی جانب آیا جہاں وہ سر گھٹنوں میں دئے سسک رہی تھی

"سنیں" دھیرے سے اس کی توجہ اپنی طرف کرواتا وہ خود بھی چوکڑی مار کر اس کے برابر بیٹھا جب وہ سرعت سے وہاں سے اٹھ کر اسے خونخار نظروں سے دیکھنے لگی

"مجھے نہیں رہنا یہاں مجھے واپس حویلی چھوڑ کر آئیں" وہ حلق کے بل چلائی تھی جب سامنے کھڑے شخص کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا

"میں آپ سے نرمی برت رہا ہوں وجہ صرف یہی ہے اس معاملے میں آپ بھی اتنی انجان تھی جتنا کہ میں رہی بات حویلی کی تو اس کا خیال اپنے دل و دماغ سے نکال دیں یہی آپ کے حق میں بہتر ہو گا" سائیڈ ٹیبل سے روئی اور دوائی نکال کر وہ اس کے مقابل کھڑا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

"آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟" وہ بے بسی سے پیچھے ہٹنے کو تھی جب اس نے اس کے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا

"ابھی تک تو آپ کا شوہر جسے آپ غلطی سے اپنا دشمن مان بیٹھی ہیں " ہلکی سی مسکراہٹ کو چہرے کی زینت بناتا وہ زبردستی اس کے زخموں پر مرہم لگا رہا تھا

"جب زخم دیتے وقت احساس نہیں ہوا تو اب کیوں جھوٹی ہمدردی جتا رہے ہیں " آنسو بہاتی مہمنائی تھی صالح کو اس لمحے وہ کوئی معصوم سی گریا لگی

بھوری آنکھوں پر گہنی خم دار پلکوں کا سایہ ، گلابی نازک سے ہونٹ مٹے مٹے میک اپ کے نقوش اس پر ستم اس کے چہرے پر جھولتی سیاہ بالوں کی لٹیں کیا تھی وہ صالح اس کی خوبصورتی کا اندازہ لگانے سے قاصر تھا اس سب سے انجان وہ خود جب سے اسے ملی تھی بس رونے دھونے میں لگی تھی

"میں دکھاوے پر بھروسہ نہیں رکھتا اور یہ آنسو بہانہ بند کریں اس کے بعد اگر آپ نے کچھ بھی ایسا ویسا بولا تو میں بہت سختی سے پیش آؤں گا آپ کے ساتھ اینڈ ٹرسٹ می آپ کو وہ بالکل اچھا نہیں لگا گا" زمین پر جھولتا اس کا دوپٹہ ہاتھ سے اوپر کرتے وہ معنی خیز جملہ کہہ

گیا جب اگلے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے دوپٹہ جھپٹ کر رخ موڑ گئی

"پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس ہاتھ منہ دھو کر باہر آئیں میں ناشتے پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں

" اس کی پشت اپنی طرف دیکھ کر اس نے اگلا حکم جاری کیا شفق نے ضبط سے آنکھیں میچ لی

آنسوؤں کے چند قطرے ٹوٹ کر اس کے گالوں سے بہتے ہوئے ٹھوڑی کی سرحد پار کر گئے

بہت دیر تک اس کا ناشتہ پر انتظار کرنے کے بعد وہ کوئی ٹھوس قدم اٹھانے ہی والا تھا جب
تھانے سے کال آگئی اس وقت اس کا تھانے جانا ضروری تھا وہ اپنی ذاتی زندگی کی خاطر اپنے
فرض سے منہ نہیں موڑ سکتا تھا خود بھی ناشتہ کیے بغیر خاموشی سے وردی چیلنج کرتا تھانے روانہ
ہو گیا جاتے جاتے خالہ اور نوشین کو تاکید کرنا نہیں بھولا تھا اس کے پیچھے اس کی کل کی آئی
بیوی کا خاص خیال رکھیں خالہ تو سن کر بہت خوش ہوئی نوشین کچھ دیر اس کا مذاق بنانے
کے بعد آخر کار مان گئی تھی زہن سے ساری سوچوں کو نکال کر تھانے پہنچا طاہرہ اس کے
آفس میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی معلوم کرنے پر پتا چلا وہ صالح سے ہی ملنے آئی تھی
کل کے ہوئے تماشے میں اس کا اسٹاف بھی وہاں موجود تھا اس لیے صالح کی فیملی کا ممبر
سمجھتے ہوئے اسے اسپیشل پروٹوکول دیا گیا تھا جیسے ہی اپنی کرسی پر بیٹھا طاہرہ کے سامنے
بسکٹ چائے اور بھی جانے کیا کیا رکھا گیا تھا۔ بنا کسی تاثر کیے اس نے نگاہ بھر کر سامنے
بیٹھی خاتون کو دیکھا کل کی نسبت آج قدرے خستہ حالت میں تھی
"اکیسے میں کیا مدد کر سکتا ہوں آپ کی؟" کل کی نسبت آج وہ خاصا پرسکون تھا
"معذرت چاہتی ہوں بغیر بتائے آنے کے لیے میں نے تو کہا تھا میں باہر انتظار کر لوں گی
تمہارے لوگ مجھے اندر لے آئے" صالح کو خود کو تکتا پا کر طاہرہ نے جلدی سے اپنی صفائی پیش
کی کہیں اسے برا نا لگ گیا ہو
"کوئی بات نہیں آپ بتائیں کیسے آنا ہوا؟" پوچھنے کا جواز تو تھا نہیں مگر وہ پھر بھی پوچھ بیٹھا

"شفق ٹھیک تو ہے نا؟" طاہرہ کا اگلا سوال سن کر صالح بھی چونک گیا اسے لگا تھا وہ ذاکر کے بارے میں بات کرے گی مگر اسے اچھا لگا تھا وہ شفق کی اتنی فکر کر رہی تھی "جی" محض ایک لفظی جواب دے کر پھر سے خاموش ہو گیا جیسے اس کی اگلی بات کا منتظر ہو

"میں یہاں کسی کی سائیڈ نہیں لینے آئی بس یہ جانتی ہوں جو کچھ بھی ہوا وہ ٹھیک نہیں ہوا مانتی ہوں ذاکر نے جو کیا وہ غلط تھا اس کی سزا بھی بھگت چکا ہے ایک ماں ہونے کے ناطے میں بس اپنے بچوں کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں شفق ہم سب کی لاڈلی ہے بچپن سے لے کر آج تک ذاکر نے اس پر کسی کی پرچھائی تک نہیں پڑنے دی میری بچی نا سمجھ ہے اب جب وہ آپ کے گھر پر ہے تو امید کرتی ہوں آپ اس بات کو سمجھیں گے ہاں اسے وقت ضرور لگ سکتا ہے آپ کا رہن سہن اپنانے میں مگر آپ کے پیار مان اور عزت کو دیکھ کر جلد ہی سب قبول کر لے گی رشتوں میں پیار کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو عزت دینا بھی ضروری ہوتا ہے اب جب آپ کا رشتہ اس خاندان سے جڑ ہی چکا ہے تو نفرت کو ایک طرف رکھ کر نئی شروعات کریں یوں ایک دوسرے کو نیچا دکھا کر آگے بڑھنے سے کسی کو فائدہ حاصل نہیں ہونے والا ذاکر سے بھی بات کروں گی آپ بھی سمجھدار ہیں اس لیے میری باتوں پر غور کیجئے گا ماضی میں جو بھی ہوا اسے ماضی کی کتاب میں دفن رہنے دیں یوں بھی اگر دشمنی قائم رہی سب سے زیادہ تکلیف شفق کو ہوگی جو آپ کی بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ ذاکر کی بہن بھی ہے

اس طرح تو نا آپ خوش رہ سکتے ہیں اور نا ہی ڈاکر۔ "میز سے اپنا بیگ اٹھا کر وہ صالح کو سوچوں میں الجھا کر خود وہاں سے چلی گئی جس کام کے لیے آئی تھی وہ ختم ہو چکا تھا اس گھر کی بڑی ہونے کے ناطے ان کا فرض تھا غلط راہ پر چلتے بچوں کو سیدھی راہ دیکھانا اور وہ اپنا فرض با خوبی سر انجام دے رہی تھی اس سے آگے نا ان کے بس میں تھا نا وہ کچھ کر سکتی تھی ایک کی آنکھوں پر خاندانی دشمنی کی پٹی چڑھی تھی دوسرا حق پر ہونے کے باوجود بہت سی غلطیاں کر بیٹھا تھا

کانفرنس ہال میں اس وقت بڑے بڑے عہدے پر فائز آفیسرز موجود تھے پورے ہال میں تاریکی کے ساتھ ساتھ سنائے کا سماں تھا سب لوگ منتظر تھے جاننے کیلئے کہ جانے آج کی میٹنگ کی وجہ کیا ہے؟ ہر کوئی اپنے اپنے اندازے لگا رہا تھا جب دیوار پر لگی ایل ای ڈی روشن ہوئی اس کی روشنی میں سبھی کے چہرے اب واضح نظر آرہے تھے

"سو جینٹل میز" ایک دم دارآواز نے سب کی توجہ اپنی جانب کھینچی ہال میں یکایک خاموشی چھا گئی

"آج کی میٹنگ بلانے کی ایک بہت ہی خاص اور بڑی وجہ ہے آپ سب کو ایک بار پھر سے اپنے فرض کو پوری ایمانداری اور لگن کے ساتھ نبھانا ہے جو جذبہ آپ سب نے اپنے دلوں میں رکھتے ہوئے اس پروفیشن کو اپنایا وہی جذبہ آپ کے کام میں بھی نظر آنا چاہیے تو آپ کے سامنے سکریں پر جو تصویریں نظر آرہی ہیں یہ ایک ایسے مجرم کی ہیں جسے حال ہی میں کچھ غیر قانونی

کام کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے یہ شخص جمال کے نام سے جانا جاتا ہے شہر میں پھیلنے لگے ڈرگزر کے کیسز میں اس کا بہت اہم کردار ہے سارے وقت میں مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا یہی اس کا کام ہے یہ اس کھیل کا پرانا کھلاڑی ہے کب اور کس طرح آپ کی آنکھوں میں دھول جھونک جائے کوئی کہہ نہیں سکتا ہمیں یہ بتاتے ہوئے بہت ہی خوشی محسوس ہو رہی ہے آپ ہی کے درمیان بیٹھے ایک آفسیر کی وجہ سے ہم اس تک پہنچ چکے ہیں

ایس پی صالح ابرار ہمیں فخر ہے آپ جیسے نوجوانوں پر جو اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اپنی بہادری سے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا نام روشن کرتے ہیں "صالح کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری تھی پورے حال میں اس کے لیے تالیوں کی گونج بلند ہوئی جسے اس نے سر خم کرتے ہوئے پورے حق کے ساتھ وصول کیا

"سر اگر وہ پکڑا گیا ہے تو ڈر کس بات کا؟" ایک آفسیر نے آواز بلند کرتے اپنا سوال سب

کے سامنے رکھا

"غلط پکڑا گیا تھا مگر کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے اور دوسرے کچھ پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہم نے ایس پی صالح کو اسے رہا کرنے کا آرڈر دینا پڑا تاکہ اس کے ذریعے دوسرے مجرموں تک پہنچا جا سکے اس کام کے لیے ٹریکنگ ڈیوائس کا استعمال کیا گیا تھا جو ان کی نظروں میں آتے ختم کر دی گئی ہمارا مشن ان کی ٹیم کے سربراہ کو پکڑنا ہے جو خود کسی کی نظروں میں آئے بنا اس طرح کے غیر قانونی چھوٹے چھوٹے ریکٹ چلا رہا ہے یہ ریکٹ بچوں اور عورتوں کو اغوا کرنے

کے ساتھ ساتھ انہیں دوسرے ملک فروخت کرتے ہیں ساتھ ہی ڈگرز کے چند کیسز بھی سامنے آئے ہیں اس کیس کو حل کرنے کے لیے ہمیں ایک قابل اور نڈر آفیسر کی ضرورت ہے جو اپنے خاندان اپنے گھر کو ایک طرف رکھ کر اپنے فرض کو پوری ایمانداری سے پورا کرے ہو سکتا ہے اس مشن میں اس کی جان بھی چلی جائے آپ میں سے جو خود کو اس قابل سمجھتے ہیں وہ بتا سکتے ہیں یہ میسنگ اسی لیے بلائی گئی ہے جو بھی اس کیس کے لیے حامی بھرے وہ اپنی پوری رضا مندی کے ساتھ آگے بڑھے یاد رہے ایک دفعہ آپ نے حامی بھر لی تو پیچھے ہٹنے کا کوئی چانس نہیں ہو گا " میسنگ کے اختتام پر سبھی کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا اس بات کا اندازہ وہاں موجود ہر فرد لگا سکتا تھا اس طرح کے بیشتر کیسز میں نا صرف ان کے کئی آفیسرز مارے گئے تھے بلکہ ان کے خاندانوں کا بھی نام و نشان مٹا دیا گیا تھا ہر ایک کی نظر دوسرے پر تھی سبھی کے حلق خشک ہو چکے تھے کچھ نے صاف منع کر دیا تھا صالح نے اطمینان سے سوچنے کے بعد اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا کافی لوگ حیران تھے کچھ شاک کی حالت میں تھے جو اس کے ساتھ پہلے بھی کام کر چکے تھے وہ مسکرا اٹھے تھے اس پیشے کے لیے اس کا جنون پہلے بھی دیکھ چکے تھے یہ کیس اس سے اچھا کوئی اور ہینڈل بھی نہیں کر سکتا تھا میسنگ کے اختتام پر مزید ڈیٹیل کے لیے اسے فائل دی گئی تھی کچھ خفیہ باتیں جو صرف اسی کو بتائی گئی تھی آخر میں وہ سب سے مصافحہ کرتا گھر کے لیے نکلا تھا شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اس نے ایک بار بھی شفق سے بات نہیں کی تھی میسنگ کے دوران بھی

مسلل اسی کو سوچ رہا تھا اس کیس پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ شفق کی سیفی کی ذمہ داری پہلے سے مزید بڑھ گئی تھی

"تم کیوں بات سمجھ نہیں رہے ہو؟ اندازہ ہے تمہیں کتنی مشکل سے تمہیں چھڑا کر لائی ہوں پورے دو دن جیل میں رہنے کے بعد تم پھر سے اس سب کے بارے میں سوچ رہے ہو جو نا شفق کے لیے بہتر ہے نا تمہارے لیے تمہارے ماننے یا نا ماننے سے یہ سچائی بدل نہیں جائے گی وہ شادی شدہ ہے اب اس کی رخصتی بھی ہو گئی ہے چاہے حالات جیسے بھی رہے ہوں تم دونوں اپنے درمیان کی دشمنی ایک طرف اٹھا رکھو

میں کہہ دے رہی ہوں اگر تم دونوں کی وجہ سے میری بچی کو کچھ ہوا تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گی " طاہرہ اس وقت ڈاکر کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی جو اپنی ہی ضد پر اڑا تھا اسے رہ رہ کر شفق کی فکر ہو رہی تھی

"آپ کیا چاہتی ہیں میں اپنی بہن کے ساتھ اسے زبردستی کرنے دوں۔ دیکھا نہیں تھا آپ نے وہ نہیں جانا چاہتی تھی اس کے ساتھ۔ اور اس نے ہماری شفق سے ایک بار بھی بات کروائی ہے؟ میری بہن رو رہی ہو گی ورنہ ایسا ہو سکتا ہے میں تکلیف میں رہوں اور وہ مجھ سے ملنے نا آتی " ڈاکر اپنا سر ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا جب طاہرہ نے اپنا سر پیٹ لیا

"کیسی زبردستی وہ شوہر ہے اس کا ہوش کے ناخن لو میاں یوں ضد میں آکر اپنی بہن کا گھر برباد مت کرو کیا برائی ہے اس لڑکے میں بتاؤ مجھے؟" طاہرہ نے سوچ لیا تھا آج اس کا دماغ درست کر کے ہی رہے گی

"ہمارا اس سے کوئی ناتا نہیں ہے امی ابو کے زندہ ہوتے سارے تعلقات ٹوٹ چکے ہیں اب میں کیسے مان لوں وہ میری بہن کو خوش رکھے گا" ذاکر کا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر شفق کو اپنے ساتھ لے آئے دو دن اسے دو صدیوں برابر تھے

"وہ ماضی تھا جو کچھ تمہاری پمپھو نے کیا وہ ایک غلط فیصلہ تھا اس ایک غلط فیصلے کے نتیجے میں دو مضبوط دوستیاں ختم ہو گئی ان باتوں کو ماضی میں ہی رہنے دو ایک موقع دو مجھے لڑکے میں کوئی برائی نظر نہیں آتی ہو سکتا ہے جیسا ساتھی تم شفق کے لیے سوچتے تھے وہ اس جیسا ہی ہو پھر بھی تمہارا دل مطمئن نہ ہوا تو کوئی تمہیں نہیں روکے گا بلکہ میں خود تمہارے ساتھ جا کر اسے لے آؤں گی" پانی کا گلاس اس کے ہاتھ میں پکڑا کر وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی اسے سوچنے کے لیے مجبور کر گئی تھی

جیسے ہی ارحم نے اسے گھر چھوڑا وہ دروازہ نوک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر ذرا سا ہاتھ لگانے پر دروازہ کھلا ہوا دیکھ کر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں

"شفق" دروازہ یوں ہی کھلا چھوڑ کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر اسے آوازیں لگا رہا تھا

"شفق کدھر ہیں آپ؟" لیونگ روم سے کچن پھر باری باری دونوں کمرے اچھی طرح دیکھنے کے بعد شفق تو کیا کوئی بھی موجود نہیں تھا صالح کے چہرے پر نظر آتا سارا سکون غارت ہو چکا تھا ماتھے پر بل پڑ گئے تھے دماغ میں نا جانے کیا کیا سوچیں اڑ آئی تھی ابھی تو وہ اپنے دل کو تسلی دے کر اتنا بڑا قدم اٹھا کر آیا تھا اب گھر پر اس کی بیوی کا نا ملنا اس سے آگے وہ کچھ سوچنے کی حالت میں نہیں تھا

موبائل نکال کر طاہرہ کا نمبر ڈائل کرتے اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا ڈائل پیڈ پر لکھے نمبر کو مٹا کر وہ فوراً گھر سے باہر نکلا ساتھ والے گھر میں دو بار دستک دینے سے نوشین نے دروازہ کھولا

"شفق کہاں ہے میں تمہیں کہہ کر گیا تھا اس کا خیال رکھنے کے لیے پورے گھر میں دیکھ چکا ہوں کہی نہیں ہے وہ" پریشانی کے عالم میں اپنی پیشانی مسلتا بلند آواز میں اس سے مخاطب تھا جو اس کی باتیں سن کر آنکھیں سکوڑے اسے گھورنے میں مصروف تھی

"ہٹو لڑکی کیوں ادھم مچا رکھا ہے تم دونوں نے اور تم صالح یہ کیا طریقہ ہے گلی میں کھڑے ہو کر بات کرنے کا اندر آ جاؤ" نوشین کو ایک طرف کرتے خالہ نے صالح کو اندر آنے کا اشارہ کیا

"آپ مجھے بتا دیں شفق سے آپ کی بات ہوئی تھی میں اس وقت نہیں آ سکتا" صالح کی سوئی بس شفق پر اٹک کر رہ گئی تھی

"اندر ہے تمہاری بیوی آ جاؤ اب تم بھی" اسے پریشان ہوتا دیکھ انہوں نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا صالح اس بار خاموشی سے اندر داخل ہوا ساتھ نوشین کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی جو دانت نکالے کھی کھی کرتی اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی

وہ جیسے ہی ان دونوں کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا وہ سامنے ہی چار پائی پر لیٹی نیند کے مزے لے رہی تھی ایک نظر اس پر ڈالتے صالح نے سکون کا سانس لیا ماتھے پر پڑے بل ایک ہی پل میں غائب سے ہوئے تھے

"شفق" اس کے پاس کھڑے ہوتے اس نے نرمی سے اسے پکارا جب وہ پہلی ہی آواز پر اٹھ کر بیٹھ گئی

"آ جاؤ گھر کا دروازہ میں کھلا چھوڑ آیا ہوں" اس کے حواس بحال ہوتے دیکھ صالح نے اسے احساس دلایا وہ اپنے گھر میں نہیں ہے جب وہ خاموشی سے سر بلاتی چپ چاپ سر پر چادر درست کرتی اس کے پیچھے چلی آئی

اس کا کھانا نوشین آ کر گھر پہنچا گئی تھی شفق کو خالہ نے ہی زبردستی کھانا کھلا دیا تھا پورا دن اسے کچھ نا کچھ سمجھاتی رہی تھی یہی وجہ تھی اس کا ڈر کافی حد تک کم ہو گیا تھا "کھانا کھایا آپ نے؟" وہ خاموشی سے کمرے میں جانے لگی تھی جب اس کے سوال پر رک گئی مگر پلٹی نہیں تھی

بنا زبان کا استعمال کیے بس ہاں میں سر ہلاتی کمرے میں جانے کے پر تول رہی تھی جب صالح اس کی راہ میں حائل ہوتا اسے روک گیا شفق نے بروقت رک کر خود کو اس کے سینے سے ٹکرانے سے بچا لیا ورنہ عین ممکن تھا وہ اب تک اس کے اوپر گر چکی ہوتی بھوری آنکھوں پر سچی خم دار پلکوں کی باڑ اٹھا کر اس نے صالح کو دیکھا کم گھورا زیادہ تھا جو بغور اس کی ہر ادا پر نظر رکھے ہوئے تھا

"عجب تیری ہے اے محبوب صورت نظر سے گر گئے سب خوب صورت"

"کیا ہے؟" بہت ضبط کرنے کے باوجود جب وہ آگے سے نا ہٹا تو شفق نے زبان کھولی وہ صرف مسکرا دیا تھا ایک نظر اس کی نیند سے بھری آنکھوں اور اس کے غصے سے متمتاتے چہرے پر ڈال کر دو قدم اس کے نزدیک ہوتے بچ کا سارا فاصلہ سمیٹ گیا

شفق کو اس وقت بالکل بھی اس سے یہ امید نہیں تھی اس کا پورا وجود ساکت ہو چکا تھا آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلائے بیہوش ہونے کو تھی جب صالح نے اسے دونوں بازو سے تھام کر اپنے لب اس کے کان کے نزدیک کیے

"مجھے نہیں پتا تھا اس ڈیس میں بھی تم اتنی پیاری لگو گی" اپنی گرفت سے اسے آزاد کرتے صالح کا بلند قہقہہ پورے گھر میں گونج اٹھا گلے لمحے وہ صوفے پر گرتا لگاتار ہنس رہا تھا بس ہنسنے جا رہا تھا خود کو اس کے سحر سے باہر نکال کر شفق نے چونک کر اپنی ڈیس کی طرف دیکھا خود کو خالہ کی کھلی سی ڈیس میں دیکھ شرمندگی سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا کپڑے گھر سے وہ لائی

نہیں تھی یہاں بھی اس کے پاس کوئی کپڑے نہیں تھے یہ کپڑے بھی اسے خالہ نے
 تھوڑی دیر پہننے کے لیے دئے تھے اور اس کا پہننا ہوا ڈریس دھو کر سوکھنے کے لیے ڈال دیا
 تھا ورنہ دو دن سے وہ اس دلہن کے لباس میں اتنی مشکل سے رہ رہی تھی نیند میں ہونے کی
 وجہ سے اس نے پہلے اس بات پر دھیان ہی نہیں دیا تھا اب اس ڈریس میں وہ کتنی مضحکہ
 خیز لگ رہی تھی صالح کے احساس دلاتے اسے اس بات کا احساس ہو رہا تھا وہ کتنی بڑی
 غلطی کر چکی تھی

"سنیں آئی ایم سوری۔۔۔"

"شفق بات تو سنیں" غصے میں کمرے میں جا کر دروازہ مارنے کے انداز میں اس نے بند کیا تو
 صالح کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا بہت مشکل سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے وہ
 اسے آوازیں لگا رہا تھا مگر دیر ہو چکی تھی کل کی طرح آج بھی یہ دروازہ کھلنے نہیں والا تھا
 کچھ دیر بعد وہ اس کمرے کے آگے سے ہٹ کر لیونگ روم میں موجود صوفے پر بیٹھتا کھانا
 کھانے میں مشغول ہو گیا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد برتن کچن میں رکھنے کر وہ خاموشی
 سے صوفے پر دراز ہو گیا ایک بار پھر سے شفق کو اس ڈریس میں تصور کرتے اسے پھر سے
 ہنسی کا دورہ پڑا تھا مگر اس بار اس نے آواز نکالنے سے گریز کیا تھا

شوپنگ مال کی بڑھتی بھیڑ میں وہ شفق کے آگے آگے چل رہا تھا

اس کے ہزار بار کہنے کے باوجود وہ اس کے ساتھ آنے کے لیے راضی نہیں تھی مگر خالہ کے ایک بار میں ہی کہنے پر تیار ہو گئی یہ بات اس کے لیے حیرانی کے ساتھ ساتھ پریشانی کا باعث بھی تھی دونوں کو ساتھ رہتے تیسرا دن تھا ان تین دنوں میں اس نے شفق پر کوئی حق تک نہیں جتایا تھا جب وہ گھر آتا تو شفق کمرے میں بند ہو جاتی پھر اس کمرے کا دروازہ صبح اس کے کام پر جانے کے بعد ہی کھلتا تھا

"آپ یہاں دیکھ ---" وہ شفق کو دیکھنے کے لیے پیچھے مڑا مگر وہ اس سے کافی دور بھیڑ میں پھنس کر رہ گئی تھی

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" اس کے پاس جاتے صالح نے پریشانی سے سوال کیا جو سر جھکائے زمین کو ہی گھور رہی تھی

"شفق" جیسے ہی صالح نے اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لیا دو موتی آنکھوں سے ٹوٹ کر اس کے چہرے پر بکھر گئے

خفا خفا سی کمرے میں بیٹھی تھی جب خالہ نے آکر اسے صالح کے ساتھ جانے کا کہا دل تو اب بھی نہیں تھا مگر وہ بڑی تھی خاص کر شفق کو ان سے الگ سی

انسیت سی ہو گئی تھی اسی لیے وہ اپنے دل کو مار کر پہلی ہی بار میں تیار ہو گئی ان کے ہاتھ میں اس کی ناپ کا جوڑا تھا نا جانے وہ کہاں سے لائی تھی شفق نے شکر ادا کرتے وہی جلدی

سے زیب تن کر لیا شوپنگ مال تک جانے کے دوران دونوں بالکل خاموش رہے تھے جیسے گاڑی کی صلاح نے اسے باہر آنے کا کہا پھر وہ آگے آگے اور شفق کو پیچھے چلنا پڑا غصے کے ساتھ ساتھ اسے رونا بھی آ رہا تھا کبھی اس طرح بھیڑ میں آئی ہی نہیں تھی یوں اتنے سارے لوگوں کو آتے جاتے دیکھ اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی آواز دینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جیسے تیسے نظریں اس کی پشت پر ٹکائے وہ تھوڑی آگے گئی تھی اس کے بعد اسے وہ نظر آنا ہی بند ہو گیا اتنے سارے لوگ اپنے آس پاس دیکھ کر وہ اپنی جگہ جم سی گئی تھی آنکھیں پانی سے بھر گئی تھی اس وقت اسے ڈاکر کی شدت سے یاد آئی وہ ہمیشہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلتا تھا اس کے شوہر نے اسے یوں چلتی راہ میں چھوڑ دیا تھا سر جھکائے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب اپنے نزدیک سے اسے آواز سنائی تھی وہ اور کوئی نہیں اس کا شوہر ہی تھا جو اس سے پوچھ رہا تھا تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ کوشش کرنے کے باوجود وہ کچھ بول نہیں پائی تھی جب اس نے پھر سے اسے آواز دی "شفق" اپنا نام سنتے اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا دو آنسو آنکھوں سے نکل کر رخسار پر پھیل گئے

"آپ رو رہی ہیں؟" صالح کو حیرت کا شدید دھچکا لگا مگر وہ اس بار بھی کچھ نہیں بولی تھی بس آنسو بہانے کی رفتار میں تیزی آ گئی کسی نے کچھ کہا آپ سے؟

"ادھر دیکھیں کیا ہوا ہے؟" صالح کے ایک کے بعد ایک آتے سوالوں کو سن کر اس کی گردن نفی میں ہلی وہ کچھ پر سکون سا ہوا شاید اندازہ لگا چکا تھا کیا ماجرا ہے جی بھی مزید کسی سوال کے اس کے کندھے کے گرد اپنے بازو پھیلاتا اس کے ساتھ چلنے لگا جسے کچھ دیر بعد اس نے جھجھک کر ہٹا دیا وہ برا منائے بغیر اس کا ہاتھ تھام چکا تھا ڈھیر ساری خریداری کے بعد وہ اسے گھر چھوڑ کر اندر سے دروازہ بند کرنے کی تاکید کرتا تھا نے چلا گیا شاید کوئی ایمر جنسی تھی

"میں کہہ رہا ہوں اس کا نتیجہ اچھا نکلنے والا نہیں ہے آپ مجھے اموشنل بلیک میل کر کے لے تو آئی ہیں آگے جو ہو گا آپ خود اس کی ذمہ دار ہوں گی" چھوٹے سے محلے کی گلیاں چھانتے ڈاکر طاہرہ کو یاد دہانی کروا رہا تھا جو اس کی ساری باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال رہی تھی

ایک دو لوگوں سے پوچھنے کے بعد وہ اس پتے پر موجود تھے جو طاہرہ نے ارجم سے لیا تھا اور وہ بغیر کچھ سوچے سمجھے اسے دے بھی چکا تھا تین بار بیل بجانے کے بعد کسی نے پوچھے بنا ہی دروازہ کھول دیا پہلے طاہرہ اندر داخل ہوئی پھر ڈاکر بھی احسان جتاتے ہوئے اندر چلا گیا

"شاید ہم غلط پتے پر آ گئے ہیں" شفق کو یوں مجسمہ بنے دیکھ کر طاہرہ نے ڈاکر کو واپس چلنے کا اشارہ کیا جو اسے اپنا وہم سمجھ رہی تھی دوڑ کر ان کے گلے سے لگی خشک آنکھیں نم ہوتے زیادہ دیر نہیں لگی تھی

"بھائی آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" گرفتاری کا منظر یاد آتے وہ پریشان ہوتی اسے دیکھنے لگی
 "بھائی بالکل ٹھیک ہے تمہیں بھی ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" بڑے پیار سے اس کی
 پیشانی چومتا اس کے آنسو صاف کر رہا تھا کتنے دنوں بعد یہ پیار بھرا لمس محسوس کرتے شفق کا
 نبجھا نبجھا سا چہرہ کھل اٹھا مانو چہرے کی رونق لوٹ آئی تھی

"وہ کہاں ہے؟" چاروں طرف نظر دوڑاتے وہ لاپرواہ سا صالح کے بارے میں پوچھ رہا تھا جب
 طاہرہ نے اسے گھوری سے نوازا

"کال آئی تھی تو وہ چلے گئے" شفق نے سرسری سا اس کے سوال کا جواب دیا وہ سمجھ کر
 سر ہلا گیا

<https://www.classicurdumaterial.com/>
 "وہ کون بھوت؟"

بہنوئی ہے تمہارا تمیز سے بات کرو "طاہرہ نے ایک منٹ میں اسے جھاڑ کر رکھ دیا
 "وہ کون سا بھوت سے کم ہے" خود ہی بڑبڑ کرتا وہ منہ بسور گیا جب طاہرہ کے تمپھڑ لگنے سے

اسے اندازہ ہوا وہ اس کی بات سن چکی تھی

"چھوڑو یہ سب شفق تم ٹھیک تو ہونا؟" کب سے دل میں مچلتا سوال زباں پر آیا وہ خود بھی
 بے چین ہوا اٹھا

"کہیں اس نے تمہیں کچھ ----" سامنے کھڑے آدمی کو دیکھ کر اس کی چلتی زبان کو تالا لگا خود اس نے اپنی جگہ سے کھڑے ہونے تک کی زحمت نا کی تھی اپنے گھر میں اسے دھونس جماتا دیکھ دروازے پر کھڑا صالح عیش عیش کر اٹھا ہاتھ میں پکڑا بیگ ایک طرف رکھتا وہ طاہرہ کے آگے سر جھکا گیا جس نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے سلام کا جواب دیا ذکر سے ملنے کی زحمت کیے بنا وہ جان بوجھ کر شفق کے برابر بیٹھ گیا

"صالح بیٹا شفق کو ملنے کا دل کر رہا تھا اس لیے بنا بتائے آگئے امید ہے آپ کو برا نہیں لگا ہو گا" طاہرہ نے نرمی اور شفقت سے بات کو سمیٹا کہیں اسے برا نا لگا ہو

"بلکل نہیں آپ کی بیٹی کا گھر ہے جب چاہیں آئیں مجھے خوشی ہو گی" حقیقت میں شفق کے چہرے پر سچی رونق اسے بھلی لگ رہی تھی ویسے بھی وہ ایسا انسان نہیں تھا جو ماضی کے چکروں میں اپنا مستقبل خراب کر دیتا جو کچھ ہوا وہ بڑوں کے بیچ کی بات تھی اب جب وہی نہیں رہے تو گڑے مردے اکھاڑنے کا کیا فائدہ

"آپ لوگ کیا لیں گے کچھ گرم ٹھنڈا؟" ہلکی مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ طاہرہ سے مخاطب ہوا تب شفق کو پھر سے شرمندگی نے آن گھیرا اپنے گھر والوں سے ملنے کے چکر میں وہ کچھ پوچھنا ہی بھول گئی تھی اب شدت سے اپنی بیوقوفی کا احساس ہو رہا تھا

"کچھ بھی نہیں اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم اب چلتے ہیں" ذاکر کو خاموش محسوس کرتی وہ فوراً جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی

"جیسے آپ کی مرضی" شفق کے ساتھ ہی انہیں باہر تک چھوڑ کر وہ گھڑی پر وقت دیکھتا خود بھی دوبارہ ڈیوٹی پر چلا گیا شفق کو محسوس ہوا شاید وہ غصہ ہو کر چلا گیا ہے اس لیے دروازہ بند کرتی کمرے میں چلی آئی

صالح اس وقت آفس میں بیٹھا ساری فائلز کی چھان بین کر رہا تھا جو اسے کیس سے ریلیٹیو دی گئی تھی اس کام میں اسے ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت بیت چکا تھا اس دوران اس نے سب کو وارن کر رکھا تھا اس کے آفس میں کوئی نا آئے اب باہر سے رونے دھونے کی بلند ہوتی آوازیں اسے اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی وہ دھیان سے فائلز کو دراز میں لاک کرتا اپنے آفس سے باہر نکلا تو ایک بوڑھی عورت رو رہی تھی ارحم اسے تسلی دینے میں مصروف تھا "کیا مسئلہ ہے؟" اپنے روعب دار لہجے میں اس نے ارحم کے ساتھ وہاں موجود اپنے اسٹاف کو دیکھا جو اس کی آواز سنتے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو چکے تھے

"سر ان کا پوتا گم ہو گیا ہے" ارحم نے اسے اصل وجہ بتائی تو عورت دوڑتی ہوئی اس کے قدموں میں بیٹھنے لگی جب صالح نے جلدی سے پیچھے ہو کر انہیں پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھایا تب ارحم نے اس کے لیے کرسی رکھی

"کس وقت ہوا یہ سب؟" بہت سنجیدگی سے دونوں سے سوال کر رہا تھا

"ابھی دو گھنٹے پہلے ہی میں اور میری بیوی اپنے پوتے کے ہمراہ گھر سے پارک کی طرف جا رہے تھے بہت خوش تھا وہاں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا ہمارا دھیان تھوڑا سا بھٹکا تو وہاں سے غائب تھا بہت ڈھونڈا اسے کہیں نہیں ملا" ان کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر صالح کے اشارے پر ارحم نے دونوں کو پانی کا گلاس دیا

"ہو سکتا ہے وہاں سے گھر چلا گیا ہو آپ کا گھر پارک سے کتنی دور ہے؟"

"جی نہیں اسے تو ٹھیک سے گھر کا راستہ بھی معلوم نہیں پھر بھلا کیسے جائے گا آپ میرا پوتا ڈھونڈ دیجئے ہمارے جینے کا اکلانا سہارا ہے وہ" عورت روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی جب ارحم نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا

"جواد تم ان کی سٹیٹمنٹ اور بچے کی تصویر لے لو" جواد کو آرڈر دے کر ارحم کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا آفس میں چلا گیا

آج کے دن کی پانچویں رپورٹ تھی پانچ بچوں کو شہر کے مختلف حصوں سے اٹھایا گیا تھا حیرت کی بات تھی کسی ایک کو بھی پتا نہیں تھا بچے گئے کہاں؟

"تمہیں کیا لگتا ہے کیا ہوا ہو گا؟" وہ ارحم کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا اس کی رائے لینا چاہتا تھا

"اغواء کا کیس ہے لیکن ابھی تک کسی کو بھی پیسوں یا دوسری کسی چیز کے لیے فون نہیں آیا نا گھر والوں کی کسی سے دشمنی ہے سارے کیسز میں مڈل کلاس لوگ ہیں عام سی زندگی

بسر کرنے والے "ارحم نے جو بات نوٹ کی تھی صالح کو بتا دی تاہم بچے اغوا ہونے کی وجہ سے ابھی تک سمجھ نہیں آئی تھی

"اوکے تم گاڑی نکلوؤ میں ساری لوکیشنز پر جا کر خود چیک کرنا چاہتا ہوں چار پانچ لوگوں کو کہہ دو ساتھ چلنے کے لیے "ارحم کو دیکھتے اگلا آرڈر دیا تو وہ اس کے آفس سے باہر نکل گیا دوپہر سے شام ہونے کو آئی تھی وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ ہر جگہ کی اچھی طرح چھان بین کر چکا تھا

خوش قسمتی سے ایک جگہ کوئی شاپ کے باہر کیمرا بھی نصب تھا تو اس نے کیفے کے مالک سے وہاں کی ریکارڈنگ لے لی تھی باقی لوکیشنز کی ارحم نے تصاویر بنالی تھی سارا کام ختم کر کے اس نے ارحم کے ساتھ باقی سب کو جانے کے لیے کہہ دیا تھا اس کا دماغ ابھی تک اس سب میں الجھا ہوا تھا پر اس وقت گھر جانا بھی ضروری تھا

اگرچہ یہ گھر چھوٹا سا تھا مگر سارا دن یوں اکیلے رہنے کی وجہ سے یہ بھی اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا کچھ دیر کے لیے خالہ اور نوشین آ جاتی تھی تو اس کا دل بہل جاتا تھا پھر ان کے جانے کے بعد دوبارہ وہی حال۔ بس بیٹھے رہنے کے علاوہ وہ کوئی کام کرتی ہی نہیں تھی اس گھر کے بارے میں اسے کچھ معلوم بھی نہیں تھا روز کی نسبت آج وہ کچھ بہتر تھی ذاکر اور طاہرہ کا آنا اسے اچھا لگا تھا مگر صالح کا اس طرح جانا اسے خوفزدہ بھی کر گیا تھا

"کہیں وہ یہ نا سوچ لیں ان کی غیر موجودگی میں نے اماں اور بھائی کو بلایا تھا اگر مجھے بھائی سے ناملنے دیا تو " دماغ میں چلتی باتوں کو سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی صالح سے اس کی اتنی بات چیت بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے اپنی بات منوانے کے لیے راضی کر سکتی پہلے دن بھی اس نے صالح سے اچھی خاصی بحث کی تھی وہ تو یہاں رہنا بھی نہیں چاہتی تھی مگر خالہ نے اسے سمجھایا تھا جب رشتہ جڑ ہی گیا ہے چاہے اس کی رضا مندی نہیں تھی پر تھا تو اس کے ماں باپ کا فیصلہ اسے ایک موقع تو دینا ہی چاہیے کہیں نا کہیں یہ بات درست بھی تھی اس کے چاہنے یا نا چاہنے کے باوجود وہ اس گھر میں آچکی تھی وہ بھی اس کی بیوی کی حیثیت سے پھر ایک موقع دینے میں کوئی قباحت نہیں تھی ہاں اس رشتے کو قبول کرنے میں اسے وقت درکار تھا وہ وقت اسے صالح نے دیا تھا جو حیرت کے ساتھ ساتھ بڑی خوش آئند بات تھی

دیوار پر لگی وال کلاک پر وقت دیکھتے اسے اندازہ ہوا رات ہونے میں کافی وقت پڑا ہے اس وقت اسے بھوک بھی لگی تھی صالح نے نا جانے کب آنا تھا روز کھانا نوشین دے جاتی تھی آج وہ بھی نہیں آئی تھی وہ چادر اوڑھ کر خالہ کے گھر جانے والی تھی کمرے سے باہر نکلتے واپس پلٹ آئی چادر اتار کر بیڈ پر رکھ دی

"خالہ بھی کہیں گی روز روز میرے سر پر بوجھ بن جاتی ہے بیچاری کتنا کام کرتی ہیں "

شرمندگی کے مارے وہ بالوں کی چٹیا بنا کر دوپٹہ گلے میں لٹکائے کچن میں چلی آئی

گھر پر تو سب کام طاہرہ ہی کرتی تھی ورنہ لوکر تھے جو ایک بار کہنے پر سب حاضر کر دیتے تھے شوق شوق میں اس نے کھانا بنانا سیکھا بھی تھا ایک بار غلطی سے ہاتھ جل گیا تھا تو ذکر نے سب کو جھاڑ پلاتے کچن میں اس کی انٹری بند کر دی تھی سب کیا کرایا اسے ہاتھوں میں مل جاتا تھا خود کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا تھا

ایک نظر کبین میں رکھے راشن پر ڈالنے کے بعد وہ فریج کی طرف آئی نا جانے کیا کیا اور کب کا پڑا تھا دائیں بائیں ناک کو انگلی سے دباتی وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی

"یا اللہ" اپنا دوپٹہ اتار کر اس نے ناک پر لپیٹا فریج کی وائر نکال کر پہلے اچھی طرح اسے صاف کیا کام کی چیزیں نکال کر انہیں اچھی طرح صاف کرنے کے بعد اندر رکھتی وہ فارغ ہوئی ناک سے دوپٹہ اتار کر اس نے سکون کا سانس لیا شکر تھا کچھ انڈے مل گئے تھے تو جلدی سے اپنے لیے آملیٹ بنا لیا روٹی گول تو نہیں مگر کھانے لائق ضرور بن گئی تھی ابھی وہ کھانے بیٹھی ہی تھی جب بیل بجی تو کھانا ایک طرف کر کے جلدی سے سر پر اچھی طرح دوپٹہ اوڑھتی دروازہ کھول کر ایک طرف ہوئی کہ اندر آتے صالح کی حالت دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی

گھر پہنچتے کافی وقت ہو گیا تھا کپڑے بدلنے کا ٹائم ہی نہیں ملا تھا اسے وہ خود بھی دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا شفق سو گئی ہو تو وہ اس پریشانی سے بچ جائے گا مگر یہ اس کی غلط فہمی تھی اس کے بیل بجانے کے فوراً بعد ہی دروازہ کھلا

تجھی شفق کی بلند ہوتی چیخ سن کر اس نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر باقی کی آواز اس کے منہ میں ہی دبا دی اندھیرا ہونے کے باوجود وہ اس کی حالت دیکھ چکی تھی سفید شرٹ جا بجا خون سے سنی ہوئی تھی اوپر سے اس کے جسم سے اٹھتی خون کی بدبو شفق کو مزید دہشت میں مبتلا کر رہی تھی صالح کو عادت تھی ان سب چیزوں کی مگر شفق کا سامنا پہلی بار ایسی صورت حال سے ہو رہا تھا وہ اپنے حواس کھو بھی دیتی اگر صالح اسے پکڑ کر نا سنبھالتا "ششش کیوں چیخ رہی ہیں یار پورے محلے کو اکٹھا کرنے کا ارادہ ہے کیا؟" اس کی خوف سے پھٹی پھٹی آنکھوں میں دیکھتے وہ خود بھی پریشان ہو گیا تھا

"میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں اب آپ کی آواز نکلے" شفق کے آنکھیں جھپکا کر اپنی رضا مندی دینے پر اس نے احتیاط سے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا مگر اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی اب صالح کو افسوس میں مبتلا کر رہی تھی

"ریلیکس کچھ نہیں ہوا مجھے دیکھیں آپ کے سامنے تو کھڑا ہوں" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے وہ اس کے ڈر کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا

"چلیں آئیں میرے ساتھ" اسے لیونگ روم میں بیٹھا کر خود سامنے میز پر بیٹھ گیا

"ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا کوئی آدمی سڑک پر پڑا تھا اسے اٹھا کر ہسپتال لے جانے میں یہ خون میرے کپڑوں پر لگ گیا بس اتنی سی بات ہے آپ یوں خوفزدہ ہو کر مجھے پریشان کر رہی ہیں ایک پولیس والے کی بیوی ہو کر آپ اتنی کمزور نہیں پڑ سکتی خود کو کچھ تو سڑونگ بنائیں

"وہ اسے وضاحت دیتا خود اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔ لگے کچھ منٹوں میں وہ گلے میں تولیہ لٹکا کر جیسے ہی واشروم سے باہر نکلا شفق کمرے میں کہیں بھی نہیں تھی اس نے سوچا تھا وہ تھوڑی دیر تک خود بخود ٹھیک ہو جائے گی کیلے بالوں کو یونہی ہاتھوں سے ٹھیک کرتا وہ تولیہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا باہر آیا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں پاگل لڑکی ابھی تک چہرہ ہاتھوں میں چھپائے ہوئے آنسو بہاتی کچھ ہی دیر میں اپنی آنکھوں کا حشر نشر کر چکی تھی

"اف! جانے خدا نے کیا سوچ کر بیوی دی ہے مجھے کسی اور کے خون کو دیکھ کر ہی یہ حال ہے مجھے کچھ ہو گیا کسی دن تو یہ پتا نہیں کیا کرے گی " دل میں خود سے مخاطب ہوتا وہ اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا جب اس کی موجودگی محسوس کرتے شفق نے دوپٹے سے اپنے آنسو صاف کر کے رخ موڑ لیا

"ادھر دیکھیں میری طرف " اسے داہنے بازو سے پکڑ کر صالح نے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے اس کی نظریں شفق کی سرخ ہوتی ناک سے ہوتی اس کے لرزتے ہوئے گلابی ہونٹوں پر جا ٹھہری بڑی احتیاط سے اپنے ہاتھ سے اس کے رخساروں پر بہتا پانی صاف کرتے وہ اپنی بات پر آیا

"کیا ہوا ڈر گئیں تھی آپ؟" اس کی جھکی نظروں کو دیکھتے جانے کیا تلاش کر رہا تھا اس کے چہرے میں کہ نظریں ہٹنے سے انکاری تھی

"کمال کی بات ہے آپ کو تو خوش ہونا چاہیے تھا میرے بعد آپ کو آزادی مل جاتی مگر آپ ہیں یوں میرے غم میں ہلکان ہوئی جا رہی ہیں " ناجانے کیوں اسے اس صورت حال پر ہنسی آرہی تھی کل تک جو لڑکی اس کے ساتھ رہنے پر چیخ و پکار کر رہی تھی آج اس کے لیے بیٹھی آنسو بہا رہی تھی

"ہر کسی کو اپنی طرح بے حس سمجھتے ہیں آپ ؟

رہی بات آپ کے لیے رونے کی تو بھول ہے آپ کی میں بس اتنا سارا خون دیکھ کر ڈر گئی تھی میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو شاید اسی طرح ہی ری ایکٹ کرتا " شفق نے صالح کے دماغ میں پلتی چھوٹی سی غلط فہمی کو بھی ختم کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی

"جس پیشے سے میرا تعلق ہے اس میں یہ بہت عام سی باتیں ہیں مانتا ہوں آپ کا رہن سہن بہت مختلف تھا اور آپ نے ہمیشہ سے ایک سیف زندگی گزاری ہے مگر یقین جانیں باہر کی زندگی بالکل سیف نہیں ہے آنے والے حالات کے ڈر سے ہم لوگ اپنے گھر میں بند ہو کر تو نہیں رہ سکتے سارا دن جن مجرموں سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے ظاہر سی بات ہے ان میں سے کچھ ہمارا نام بھی اپنے دشمنوں کی فہرست میں شامل کر لیتے ہیں آج پہلی اور آخری بات بتا رہا ہوں اچھی طرح ذہن نشین کر لیں آپ ایس پی صالح ابرار کی بیوی ہیں آپ کو سڑونگ بننا ہو گا اس لیے خود کو ہر طرح کے حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار رکھیں

کب قسمت انسان کو کون سے دروازے پر لا کھڑا کرے کچھ پتا نہیں اس لیے ہر بات پر رونا دھونا چھوڑ دیں اس طرح بند کمرے یا گھر کی چار دیواری میں رہ کر زندگی نہیں گزاری جاسکتی آپ ایک عورت ہیں ایک عورت کو ہمیشہ مضبوط ہونا چاہیے آپ کی حفاظت میری ذمہ داری ہے لیکن کسی صورت یہ ممکن نہیں کہ میں چوبیس گھنٹے آپ کے ساتھ رہوں آج کے بعد آپ کسی بھی بات کے لیے مجھے روتی ہوئی نظر نہ آئیں چلیں جائیں اب منہ دھو کر آئیں "

صالح کے کہنے پر اس نے اپنی بھگی پلکوں کو اٹھا کر ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی اسی لمحے صالح نے آنکھوں سے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ پھرتی سے اٹھ کر کمرے میں گھس گئی وہاں سے اس کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی تھی تو اس کی حالت پہلے سے کافی بہتر تھی

"کھانا کھایا آپ نے؟" روز کی طرح آج پھر سے صالح نے اپنا سوال دوہرایا تھا

"نہیں" مدھم سی آواز میں شفق کے منہ سے بس ایک لفظ نکلا تھا اس وقت یہی صالح کے

لیے تسلی بخش تھا کہ دیر سے ہی سہی مگر کہیں سے تو ان کے درمیان سرد مہری کی دیوار گرنا

شروع ہوئی تھی

"یہ تو ٹھنڈا ہو گیا ہے آپ بیٹھیں میں گرم کر دیتا ہوں" میز پر پڑی کھانے کی پلیٹ دیکھ کر

اس نے شفق سے کہا جب وہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی بول پڑی

"نہیں رہنے دیں ایسے ہی ٹھیک ہے" شفق کے پیٹ میں پہلے ہی چوہے دوڑ رہے تھے مزید

بھوک برداشت کرنا اب ناممکن سی بات تھی اس لیے صالح کو منع کرتی وہ خود بڑی آرام سے

بیٹھ کر کھانا شروع ہو گئی ایک دو نوالے لینے کے بعد اسے محسوس ہوا اس نے صالح سے پوچھا
 ہی نہیں تھا

"کوئی بات نہیں میں لے لیتا ہوں آپ آرام سے کھائیں" شفق کا ہاتھ رکتا ہوا دیکھ کر وہ اسے
 شرمندگی سے بچانے کے اپنے لیے جلدی سے کھانا نکال کر کھاتے ہوئے اس کی نظریں بار
 بار شفق کی طرف اٹھ رہی تھی

گلابی رنگ کے پرنٹڈ سوٹ میں سفید دوپٹہ لئے معصوم سی گریٹا لگ رہی تھی بغیر کسی آرائش
 کے صاف شفاف دھلا ہوا چہرہ کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کرنے کی وجہ بن سکتا تھا جبکہ شفق
 اس بات سے ابھی تک انجان تھی کہ اتنے کم وقت میں وہ کسی دل میں پوری طرح اتر چکی
 تھی <https://www.classicurdumaterial.com/>

صبح انجانے احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی تو وہ پھرتی سے اٹھ کر فریش ہونے چلی گئی
 رات بھی وہ صالح سے اس بارے میں بات نہیں کر سکی تھی آج اسے ہر حال میں اس سے
 بات کرنی تھی جانتی تھی وہ تھانے جانے کے لیے وقت پر گھر سے نکل جاتا تھا البتہ اس کی
 آنکھ کبھی صالح کے جانے کے بعد کبھی پہلے کھل جاتی تھی اگر جاگ بھی جاتی تو کمرے سے
 باہر نہیں نکلتی تھی

دوپٹہ گلے میں ڈال کر وہ نئے خریدے کپڑوں میں سے ہی نیوی بلیو کلر کے لباس کا انتخاب
 کرتی فریش ہو کر عجلت سے باہر آئی اس وقت صالح کے جانے میں بس

کچھ وقت ہی باقی تھا تو لیے سے ہلکے بال خشک کر کے اس نے کنگھا کرتے یوں ہی انہیں مزید خشک ہونے کے لیے پیچھے کھلا چھوڑ دیا ابھی بھی ننھی ننھی پانی کی بوندیں اس کے بالوں سے ٹپکتی اس کا قمیض گھیلا کر رہی تھی وہ آئینے میں خود کا جائزہ لے رہی تھی جب اسے دروازے کے باہر سے صالح کے موبائل پر بات کرنے کی آواز آئی وہ کسی کو اپنے دس منٹ میں کسی جگہ پر پہنچنے کا بتا رہا تھا یوں اس طرح اس کے جانے کا سن کر وہ ہڑبڑی میں پیروں میں چپل پھنسا کر کمرے سے باہر چلی گئی

"سنیں" صالح کا ایک قدم دروازے سے باہر نکلا ہی تھا جب شفق کی آواز پر وہ واپس پلٹتا اس کے کچھ کہنے کا منتظر تھا

"سنائیں" بھنویں اچکا کر اس نے سامنے نروس سی ہوتی شفق کا سر سے پیروں تک جائزہ لیا پھر ہلکی سی مسکان اس کے لبوں پر آتی غائب سی ہوئی تھی

"وہ میں --- میں کہہ رہی تھی کہ" شفق آتو گئی تھی مگر اب سمجھ نہیں آ رہا تھا اس سے بات کیسے کرے کیسے پوچھ اس سے کہیں وہ اس کے گھر والوں کے آنے سے خفا ہو کر اس کا ان سے ملنا جلنا تو بند نہیں کرے گا

"کچھ چاہیے آپ کو؟" صالح اسے پریشان ہوتا دیکھ کر کچھ آگے کو ہوتا اس کے نزدیک ہوا "نہیں وہ مجھے کچھ پوچھنا تھا آپ سے" صالح کی آنکھوں میں دیکھ کر اس نے جھٹ سے نظریں

"نا آپ بتا رہی ہیں نا اس وقت میں اندازہ لگا پا رہا ہوں زیادہ ضروری نا ہو تو شام کو بات کرتے ہیں" اسے وقت پر پہنچنا تھا پر وہ تھی کب سے ایسے ہی کھڑی تھی کچھ بول بھی نہیں رہی تھی

"مجھے پوچھنا تھا آپ ناراض تو نہیں ہیں؟" گھڑی پر وقت دیکھتا وہ جیسے ہی پلٹا شفق نے ایک ہی سانس میں پورا جملہ بول کر گویا بات ختم کر دی

"کس بات کے لیے؟" صالح کو سچ میں اندازہ نہیں ہو رہا تھا وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے

"اٹاں اور بھائی کے یہاں آنے کی وجہ سے آپ ناراض تو نہیں ہیں"

اپنے دماغ میں چلتی الجھن کو شفق نے سادگی سے صالح کے سامنے رکھا

اوہ --- مگر میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا آپ سے پھر ایسا کیوں لگا آپ کو؟

"نہیں وہ آپ کوئی بات کیے بغیر ایسے ہی چلے گئے تھے مجھے لگا ----" شفق نے بات

ادھوری ہی چھوڑ دی جب صالح نے اس کی بات سمجھ کر سر ہلایا

"میں مصروف سا انسان ہوں کبھی کچھ کہے بنا ہی چلا گیا تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ

خفا ہو گیا یا آپ کی کوئی بات مجھے اچھی نہیں لگی یوں ہی ذرا سی باتوں کو دل سے نا لگا لیا

کریں میں بالکل بھی خفا نہیں ہوں رہی بات آپ کے گھر والوں کی تو آپ کی فیملی میری بھی

فیملی ہے بس مجھے تکلیف ہوئی تھی تکلیف اس بات کی کہ میری امانت میں خیانت کرنے کی

کوشش کی گئی تھی خیر اب مجھے اجازت دیں " وہ اس کی ہر الجھن کو سلجھا کر اس سے جانے کی اجازت مانگ رہا تھا کہیں نا کہیں شفق کے پتھر دل میں دراڑ سی پڑی تھی جس انسان کو وہ ظالم اور جانے کیا سمجھتی آئی تھی وہ کتنا بڑا دل رکھتا تھا اس بات کا اندازہ اسے آج ہوا تھا سچ ہی کہتے ہیں انسان کو کسی کے بارے میں اتنی جلدی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے

"شفق" اسے سوچوں میں گم دیکھ کر صالح نے اس کی آنکھوں کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا تو وہ ہوش میں آتی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سر ہلا گئی اس کے پلٹتے ہی وہ اپنے سر پر ہاتھ مارتی اپنی حرکت کو سوچ کو زبان دانتوں میں دبا گئی یہ دلچسپ منظر دیکھتے کسی اور کی آنکھیں بھی مسکرا اٹھی تھی

"آپ گئے نہیں؟" شفق جھٹ سے سیدھی ہوتی اس سے سوال کر گئی جب صالح اسے موقع دئے بنا اپنی طرف کھینچ کر اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے اپنے دل میں اس کے لیے موجود عزت و محبت کے جذبے سے رو برو کروا گیا شفق تو حیرت سے گنگ برف کا پتلا بنے کھڑی تھی آنکھیں سجدہ ریز ہوئی تو ناک کے ساتھ گال بھی شرم و حیا سے تپ اٹھے

ابھی وہ اس صدمے سے باہر نہیں آئی تھی جب وہ اس کے بالوں کی نمی اپنے ہاتھوں سے محسوس کرتا اس سے الگ ہوا اس کے ذرا سے لمس سے شفق کے بدن میں یکایک برقی لہر دوڑ گئی جسم کا سارا خون نچڑ کر مانو چہرے پر آکا تھا زبان ہلنے سے انکاری تھی شفق کو ایسا لگ رہا

تھا وہ اس کی ساری طاقت مفلوج کر گیا ہے صالح کے جانے کے بعد بھی کافی دیر تک وہ وہی کھڑی رہی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر آتے وہ بھاگ کر کمرے میں چلی گئی

وہ اپنے دفتر میں موجود میز پر پڑی ساری تصویریں اچھی طرح دیکھ کر کوئی کڑی ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا جس سے ان گمشدہ بچوں کے بارے میں کوئی نا کوئی سراغ اگر اس کے ہاتھ لگ جاتا تو مجرم کی گردن تک رسائی اس کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں تھا اس کی ذہانت کی تو ویسے بھی لوگ داد دیتے تھے بس انتظار تھا تو صرف کوئی کڑی یا ثبوت ملنے کا۔ ارحم کے ساتھ بیٹھا کب سے ان تصاویر کو دیکھ کر ڈسکس کر رہا تھا جو ریکارڈنگ اس نے کیفے کے مالک سے حاصل کی تھی ارحم کے دیکھنے کے بعد وہ خود بھی دیکھ چکا تھا بس ایک چھوٹا سا یونیفارم میں ملبوس بچہ اسکول بیگ پہنے کسی کی دیکھتا ہوا دوسری جانب بھاگا تھا نا کوئی آدمی نا عورت کچھ بھی نہیں تھا وڈیو میں۔ نا جانے بچہ کس کے پیچھے بھاگا تھا دوسری جانب کون تھا یہ سب وڈیو میں تھا ہی نہیں کیونکہ کیمرے کی ڈائریکشن صرف سامنے کی طرف ہی تھی سرک کے دائیں بائیں کے مناظر ریکارڈ نہیں ہوئے تھے

"سر ان میں سے تو کچھ بھی نہیں ملا" اپنی گھنٹوں کی محنت کو ضائع ہوتے دیکھ ارحم نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا

"ہم ٹھیک ہے جاؤ تم میں ایک بار پھر سے سب دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں کچھ نا کچھ تو ملنا ہی چاہیے" صالح نے کچھ سوچتے ہوئے رحم کو باہر جانے کا آرڈر دیا جو کچھ دیر بعد ہاتھ میں چائے کا کپ لئے اندر داخل ہوا

"بہت شکریہ اس وقت بہت ضرورت تھی" ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسل کر اس نے رحم کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑ لیا

دو تین بار مزید وڈیو دیکھنے کے بعد بہت غور کرنے پر اسے ایک سوراخ ملا تھا جس سے صرف ایک شخص شک کے کنگھڑے میں آتا تھا ابھی وہ شک کی بنیاد پر کوئی بڑا قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا سر کرسی پر ٹکا کر دماغ کو پرسکون کرنے کی کوشش میں صبح کا منظر اس کی یادوں کے پردوں پر جھلملایا تو شفق کا بکھلایا ہوا چہرہ یاد آتے اس کے لب خود بخود مسکرا اٹھے جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوا لیونگ روم سے کسی مرد کی آتی آواز سن کر وہ پریشانی سے اندر داخل ہوا یہ آواز کس کی تھی وہ یہ بھی اچھی طرح جانتا تھا

"آؤ آؤ ایس پی صاحب بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے" ڈی آئی جی نے پر سرار سی مسکراہٹ اس کے طرف اچھالتے اپنے ہاتھ میں پکڑے چائے کا کپ اسے پیش کرنا چاہا جسے وہ سرے سے نظر انداز کرتا بنا کسی جواب کے صوفے پر دراز ہو گیا

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ یہاں کس خوشی میں تشریف فرما ہیں؟" صالح ان کا لحاظ کیے بنا ہی غصے سے بولا تو شفق نے گھبرا کر اس کا چہرہ دیکھا

"نہیں" چائے کا آخری گھونٹ بھر کر خالی کپ میز پر رکھتے ڈی آئی جی نے آواز سے بھرپور قہقہہ لگایا

"اندازہ ہوتا ہے تم تو بات دل پر رکھ کر بیٹھ گئے ہو حالانکہ میرا احسان مند ہونا چاہیے تم میری وجہ سے تمہاری انٹری شاندار رہی" اس وقت وہ صالح کی حالت کا بھرپور مزہ لے رہے تھے جو شفق کی وجہ سے غصہ دبائے بیٹھا تھا

"بہت شکریہ آپ کے اس احسان کا بھی" ان کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر وہ سخت بد مزہ ہوا

"اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے" صالح کی بات کا الٹا مطلب نکالتے انہوں نے ہنستے ہوئے سر خم کیا صالح بس دیکھ کر رہ گیا

"کیا چاہتے ہیں آپ؟" اس کی برداشت کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا

"میں تو اپنی بیٹی سے ملنے آیا تھا مل بھی لیا چائے بھی پی لی تمہیں کیا تکلیف ہے؟" شفق کے سر پر ہاتھ رکھتے انہوں نے صالح کو ہی نظر انداز کیا جو جلتا کرٹھتا وہاں سے اٹھ کر کمرے

میں چلا گیا دروازہ اس نے اتنی قوت سے بند کیا کہ باہر بیٹھے دونوں نفوس نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی

"اسے کیا ہوا ہے؟" وہ انجان بننے شفق کا چہرہ دیکھنے لگے اور شفق بدلے میں کندھے اچکا گئی

کچھ دیر اس سے مزید بات کرتے وہ جانے کے لیے کھڑے ہوئے جب شفق نے بند کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا

"چھوڑو اسے آج مزدوری نہیں لگی ہوگی اس لیے ایسا برتاؤ کر رہا ہے تم خوش رہنا اپنا خیال بھی رکھنا ہے بہت سارا اب میں چلتا ہوں" شفق کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلے گئے صالح کا انتظار کرنا اس وقت بے کار تھا جانتے تھے وہ ان سے غصہ ہے اتنی بڑی سچائی انہوں نے صالح سے چھپائی تھی اس کا ناراض ہونا تو بنتا تھا انہیں لگا صالح خود کچھ معلوم کرے گا اپنے ماضی کے بارے میں تو اسے سب معلوم ہو ہی جائے گا بس یہی وجہ سے اتنے عرصے تک انہوں نے اسے سچائی نہیں بتائی تھی جب اسے شفق کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے صالح کو ڈیوٹی کے بہانے وہاں بھیجا ساتھ فائل میں ساری تفصیل بھی تھی وہ اپنی زندگی کی اتنی اہم بات کو سرے سے بھلا بیٹھا تھا یہ اس کی چھوٹی سی سزا تھی اپنی غلطی ماننے کی بجائے اب وہ انہی سے ناراض ہو کر بیٹھ گیا تھا مگر وہ بھی اسے منانے کے حق میں اس وقت تو بالکل نہیں تھے

پچھلے تمام ریکارڈز اور مجرموں کی بے شمار فائلز چھاننے کے بعد آخر کار اس کے شک کی تصدیق ہو گئی تھی ویڈیو میں اسے کیفے کے گلاس دوڑ میں ایک آدمی کا دھنلا سا عکس دکھائی دیا تھا جو ہاتھ میں شائد چوکلٹ پکڑے کھڑا تھا چہرہ تو صاف تھا نہیں لیکن اس کی انگلی میں موجود انگوٹھی پر صالح کی نظر آن ٹھہری تھی یہ انگوٹھی پہلے بھی وہ کہیں دیکھ چکا تھا انگوٹھی عام سی

تو بالکل نہیں تھی یقیناً اسے دیکھ کر کسی بھی انسان کو وحشت سی ہو جاتی جو آگے سے
 قدرے نوکیلی اور اوپر کسی جانور کا خاکہ سا بنا تھا ساری فائل اچھے سے دیکھنے کے بعد اسے مجرم
 کا سارا بائیو ڈیٹا مل چکا تھا اپنی ٹیم کو تیار رہنے کا کہہ کر خود موبائل پر نمبر ڈائل کرتا وہی ایک
 طرف جگہ بنا کر میز پر ہی بیٹھ گیا

شفق اس وقت لیونگ روم میں بیٹھ کر سامنے لگی ایل ای ڈی پر کوئی مووی دیکھ رہی تھی جب
 اسے کہیں پاس سے رنگ ٹون بجتی سنائی دی
 بغور سکرین پر نظریں جماتے اس نے آنکھوں کے سامنے چلتا منظر دیکھا جہاں لڑکے کو لڑکی کے
 گھر والے گھیرے کھڑے تھے جو میوزک اسے سنائی دے رہا تھا وہ کوئی سوٹ سا رومانٹک
 میوزک تھا ریوٹ سے والیوم کا بٹن دبا کر اس نے آواز کم کی اب وہ میوزک اسے صاف سنائی
 دے رہا تھا

آواز کے تعاقب میں وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر میز پر رکھے اس چھوٹے سے شوپنگ بیگ کی طرف
 آئی یہ بیگ اس نے کل ہی صالح کے ہاتھ میں دیکھا تھا

بیگ میں ایک باکس موجود تھا آواز اس کے اندر سے آرہی تھی کچھ پل سوچنے کے بعد اس نے
 باکس بیگ سے نکال کر اسے کھولا تو اندر موجود شے کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی اسے سمجھ نہیں
 آرہی تھی کوئی بھلا موبائل کو باکس میں کیوں رکھے گا ایک بار پھر سے رنگ بجنا شروع ہوئی تو
 انجان نمبر دیکھ کر اس نے دُرتے دُرتے کال اٹھا لی

"ہیلو" موبائل کان سے لگائے وہ جاننے کی کوشش میں لگی تھی یہ ماجرا کیا ہے؟
 "کب سے کال کر رہا ہوں کہاں تھی آپ؟" دوسری جانب صالح اس کے ہیلو کو نظر آتا سرد
 لہجے میں گویا ہوا اس نے گھبرا کر موبائل کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا اور پھر دوبارہ موبائل کان پر
 رکھ لیا

"مجھے کیا پتا تھا آپ اپنا موبائل گھر چھوڑ کر چلے گئے ہیں اوپر سے چھپایا ایسے ہوا تھا جیسے کوئی
 خزانہ ہو" اس کے سرد لہجے کو محسوس کرتے شفق نے ساری گھبراہٹ بلائے طاق رکھ کر
 جواب دیا

"بڑی زبان چل رہی ہے میرے سامنے ہوتے ہوئے تو نظریں نہیں اٹھائی جاتی آپ سے"
 شفق کے انداز پر صالح نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا تو وہ واقعی خاموش ہو گئی
 "خیر اچھی بات ہے آپ کو اپنی جگہ کی پہچان ہو رہی ہے اور یہ موبائل میرا نہیں ہے آپ کے
 لیے ہی لایا تھا امید تھی آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں ہو گا مبارک ہو شفق صالح ابرار آپ
 میری امیدوں پر کھری اتر رہی ہیں" وہ ایک بعد ایک شفق پر طنز کے تیر چلا رہا تھا شفق بھی
 غصے سے کال کاٹ کر موبائل ایک طرف رکھ چکی تھی

"مجھے کیا الہام ہوتے ہیں ویسے بھی جو چیز لائی جاتی ہے ایسے لا کر پھینک نہیں دی جاتی اوپر
 سے احسان جتا رہے ہیں میری بلا سے جیسے میں مری جا رہی تھی" منہ بسور کر اس نے مووی
 کا والیوم کھولا اور نظریں سکریں پر مرکوز کر دی

اس وقت وہ ایک سنسان سے علاقے میں موجود ایک چھوٹے سی دکان کے باہر موجود تھے صالح کے ایک اشارے پر سب ہاتھوں میں گنز پکڑے اپنی اپنی جگہ سنبھال کر چھپے ہوئے تھے ان سب کا پہلا مقصد بچوں کو بغیر کسی نقصان کے بچانا تھا صالح کو اس کے خبری نے اطلاع دی تھی جس مجرم کو وہ ڈھونڈ رہا تھا وہ ایک دو دنوں سے یہی چھپ کر ڈیرہ جمائے بیٹھا تھا "پہلے گولی چلانے کی غلطی مت کرنا ہماری ایک غلطی بچوں کی جان لے سکتی ہے جب میں آرڈر دوں تبھی تم سب کو شوٹ کرنا ہے" صالح کان میں لگے ایئر پیس کے ذریعے اپنی ٹیم سے مخاطب تھا سب نے سمجھتے ہوئے اسے اوکے کا اشارہ دیا

بظاہر اس دکان کے شرگرے ہوئے تھے صالح جانتا تھا ایسی ہی جگہوں کے اندر یہ لوگ خفیہ ٹھکانے بناتے ہیں اب بس اسے انتظار تھا تو صحیح وقت کا

صالح اپنے کسی اور سپاہی سے بات کرتے ہوئے اسے انسٹرکشن دے رہا تھا جب ایک میلہ کچیلے آدھ پھٹے کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی گلی میں داخل ہوا سب کی نظریں اس آدمی پر جم گئی صالح کی نظر بھی اس کی ہر ایک حرکت پر تھی وہ آدمی لنگڑاتا ہوا اس دکان کے آگے کھڑا ہوا پھر دائیں بائیں تسلی کر کے شرپر تین بار نوک کیا تقریباً پانچ منٹ کے وقفے کے بعد دوسرا آدمی وہاں سے باہر نکل کر اس سے باتیں کرنے لگا تب باہر کھڑے آدمی نے جیب سے ایک پرچی نکال کر سامنے والے شخص کے کان میں سرگوشی کی تو کچھ دیر موبائل پر کسی سے بات کرنے کے بعد دوسرا آدمی اس کی تلاشی لے کر اندر لے گیا اور شرپھر سے نیچے گرا دیا

موقع دیکھتے صالح کے اشارے پر اس کے سپاہیوں نے جگہ بدلی وہ خود پھرتی سے زمین پر لیٹ کر نیچے نیچی ہوئی جگہ کے زریعے اندر داخل ہوا اس کے ساتھ مزید کچھ سپاہی بھی باری باری اسی طرح اندر داخل ہوئے

سب چوکنے انداز میں اندر نظریں دوڑا رہے تھے دکان بالکل خالی تھی نا کوئی دروازہ نا کھرکی کچھ بھی نہیں تھا ایک عام انسان اسے دیکھ کر آسانی سے دھوکہ کھا جاتا سفید چونے کی دیواروں کو اچھی طرح چیک کرتے صالح کو ایک دراڑ نظر آئی جیب سے چابی نکال کر اس نے تھوڑا سا چونا اس جگہ سے کھرچ ڈالا وہاں سفید رنگ کا ہی چھوٹا سا دروازہ تھا کسی بھی قسم کی آواز پیدا کیے بنا اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا جہاں گھپ اندھیرا تھا یہاں سے اندر موجود لوگوں کی آوازیں بھی مدھم سی سنائی پڑ رہی تھی وہ بہت احتیاط سے اس خفیہ جگہ کے اندر داخل ہوا جیسے ہی ذرا سا روشنی آئی وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جھک گیا اب وہ لوگ اندر کا منظر صاف دیکھ سکتے تھے

"بی ریڈی" کان میں لگے ایئر پیس پر بٹن دبا کر اس نے سرگوشی کرتے دوبارہ بٹن دبایا پھر اپنے پیچھے موجود سپاہیوں کو اشارہ کرتا خود بھی اپنی پوزیشن پر بیٹھ گیا سب کی نظروں سے چھپ کر وہ سب پوری طرح سے حملہ کرنے کے لیے تیار تھے جیسے ہی صالح نے سر سے اشارہ کیا سب نے ایک ساتھ حملہ کر دیا اندر موجود لوگ بوکھلاہٹ میں یہاں وہاں بھاگنے لگے وہ خود بچوں کو دو سپاہیوں کے ساتھ باہر کی جانب بھیج کر ان کی طرف متوجہ ہوا کل ملا کر اندر دس لوگ

تھے باقی سب کو اس کے سپاہی قابو کر چکے تھے جس مجرم کی اسے تلاش تھی وہ اس پر ہی گن تانے کھڑا تھا

"تم پولیس والوں اور کتوں میں کوئی فرق نہیں ہے ہر جگہ اپنی ناک گھسیڑ کر چلے آتے ہو"

گن تانے غصے سے صالح پر چلایا جو اپنی گن نیچے کیے اس کے سامنے ہی کھڑا تھا

"لگتا ہے جیل سے چھوٹنے کے بعد تم نے پولیس والوں پر کافی سرچ کی ہے جمال" بنا

خوف کے اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کا مذاق اڑا رہا تھا

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا ایس پی آج تیرا قصہ میں ختم کر کے ہی سکون کی سانس لوں

گا تیری وجہ سے زندگی عذاب ہو گئی ہے ہماری" صالح اس کی بات سنتے ایک قدم آگے بڑھا

"چپ چاپ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو شاید مجھے رحم آجائے میں جانتا ہوں یہ کام

تمہارے اکیلے کا نہیں ہے کس کے لیے کام کرتے ہو تم؟" صالح نے قہر برساتی آنکھوں سے

اسے دیکھا جب اس نے وہ دو قدم پیچھے ہوتے ٹریگر دبا دیا مگر وہ بر وقت نیچے جھک کر خود کو بچا

گیا اس سے پہلے کوئی اور گولی چلتی وہ بوڑھا آدمی جمال پر گن تان چکا تھا

"بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے جمال اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو" اسے ساکت ہوتا دیکھ

صالح نے اسے آخری وارننگ دی پیچھے کھڑا بوڑھا آدمی اسے دیکھ کر مسکرایا تھا

"کون --- کون ہو تم؟" جمال کے ہوش پوری طرح اڑ چکے تھے وہ اس لنگڑے آدمی کو دیکھ

رہا تھا جو خود بھی تھوڑی دیر پہلے اس سے ڈیل کرنے آیا تھا

"انسپکٹر ارحم گڈ جاب" جمال کی آنکھوں میں ناچتی وحشت دیکھ کر صالح نے اس پر گن تانے ارحم کو دیکھا جس نے مسکرا کر اپنی داد وصول کی یہ صالح کا ہی پلان تھا باقی سب اس سے انجان تھے جس راستے سے وہ لوگ اندر داخل ہو سکے تھے وہ راستہ ارحم ہی ان کے لیے کھلا چھوڑ کر گیا تھا

باقی سب مجرموں کو اس کے سپاہی باہر لے جا چکے تھے اندر صرف صالح ارحم کے ساتھ وہ جمال نامی آدمی موجود تھا

"مار گولی" جمال کی چیخ پر ارحم کا دھیان بٹا جب تک صالح اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھا وہ ارحم کے شکنجے سے نکل کر خود کو آزاد کروا چکا تھا

"دیکھو جمال ایسی کوئی بیوقوفی مت کرو تم ہمیں صرف اس آدمی کا نام بتا دو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا" صالح نے اسے باتوں میں لینے کی کوشش کی جو ایک ہاتھ میں مٹی کا تیل لیے خود کو مارنے کی دھمکی دے رہا تھا

"تم نے مجھے چھوڑ بھی دیا تو وہ مجھے ویسے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا اس کے آدمی کتوں کی طرح میرے پیچھے پڑے ہیں اس سے اچھا میں خود کو ہی ختم کر لوں گا" گن سے فائر کرتے اس نے دونوں کا دھیان بھٹکا کر خود پر تیل الٹ کر لائٹر جلا لیا

صالح ارحم کو پیچھے کرتا جب تک اس تک پہنچا وہ آدھے سے زیادہ جہلس چکا تھا پیروں کی مدد سے اس کی آگ بجھا کر اس نے ارحم سے ایبولینس کو کال کرنے کا آرڈر دیا اس وقت اس آدمی

کی جان اس لیے بہت اہم تھی جمال ہی اسے بتا سکتا تھا وہ کس آدمی کے بارے میں بات کر رہا تھا

جمال کو ہسپتال پہنچا کر اس نے ڈاکٹر سے تفصیلاً بات چیت کرنے کے بعد ڈیوٹی پر اپنے کچھ سپاہی تعینات کر دئے دو سپاہی جمال کے وارڈ کے باہر باقی پورے ہسپتال میں سول کپڑوں میں موجود تھے

آخری گولی جو جمال کی طرف سے چلی تھی وہ ارحم کی ٹانگ کو چھو کر نکلی تھی اس کی مرہم پٹی کروانے کے بعد خود اسے اس کے گھر چھوڑ کر اس کا رخ اپنے گھر کی طرف تھا یونیفارم پر جو خون وغیرہ لگا تھا وہ گھر جانے سے پہلے اپنے آفس میں رکھے ایک اضافی یونیفارم سے اسے بدل چکا تھا

رات کے دو بج رہے تھے اس لیے دروازے پر بیل دینے کی بجائے اس نے چابی سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر شاید شفق اندر سے کنڈی بھی لگا چکی تھی وہ بہت احتیاط سے موبائل کی ٹورچ سے راستہ دیکھتا دیوار کی مدد سے اوپر کی طرف چڑھ کر اندر پھلانگ گیا ہاتھوں سے مٹی جھاڑتا سیدھا کھڑا ہوا پورے گھر میں سناٹا چھایا تھا البتہ ساری لائٹس آن تھی کچھ دنوں میں اس بات کا اندازہ اسے اچھی طرح ہو چکا تھا شفق کو اندھیرے سے بہت ڈر لگتا تھا رات کو بھی روزانہ وہ کمرے کی لائٹ آن کر کے سوتی تھی کمرے میں جانے سے پہلے اس نے کچن میں جھانکا معمول سے ہٹ کر ایک ٹرے میں کھانا ڈھک کر رکھا گیا تھا ایک نوالہ منہ میں ڈالتے مانو

اس کی سوئی ہوئی بھوک نے ایک دم سر اٹھایا کھڑے کھڑے آدھے سے زیادہ کھانا پیٹ میں اتار کر باقی کا اسی انداز سے ڈھک کر وہ کچن سے باہر نکلتا کمرے میں جانے لگا پھر کچھ سوچ کر اپنے کمرے میں جانے کی بجائے اس نے شفق کے کمرے کا ناب گھمایا دروازہ کھلا ہوا تھا یا شاید آج وہ بند کرنا بھول گئی تھی اپنی قسمت پر رشک کرتا صالح اندر داخل ہوا

سامنے وہ گہری نیند کے آغوش میں سوئی ہوئی اسے سکتے میں مبتلا کر گئی کالے سیاہ بال بے ترتیبی سے تکیے پر پھیلے تھے کچھ بال جو اس کے چہرے کی زینت بنے تھے صالح کو الجھن میں ڈال رہے تھے اس کی طرف قدم بڑھا کر اس نے احتیاط سے شفق کے چہرے سے بال ہٹائے بنا دوپٹے کے وہ کتنی آرام سے محو خواب تھی اگر ہوش میں ہوتی تو خود کو اس حالت میں صالح کو دیکھتے پا کر شرم و حیا سے ہی مر جاتی لمبے بال بار بار اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہے تھے ساری سوچیں اور باتیں ایک طرف رکھ کر صالح نے جھک کر اس کے ریشمی بال اپنے ہاتھ میں لے کر محسوس کیے وہاں سے اٹھتے اس کی نظریں سیدھا اس کے کان میں پہنی بالیوں پر گئی جن سے سفید جگماتے موتی نیچے لٹک رہے تھے صالح نے کبھی بھی اسے ان بالیوں کو اتارتے نہیں دیکھا تھا اپنے دل کی خواہش پر لبیک کہتا وہ اس کے نزدیک ہو کر مزید اس پر جھکتا اپنے لبوں سے ان بالیوں پر چھاپ چھوڑتا پیچھے ہوا شفق کے کسمسا کر دوبارہ سونے پر وہ موبائل نکال کر اپنا کام کرتا اپنے کپڑے لے کر دوسرے کمرے میں بند ہو گیا

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟" صالح کو گھر سے باہر جاتا دیکھ شفق کے ماتھے پر بل پڑ گئے جب دیکھو وہ گھر سے باہر ہی ہوتا تھا ایک وہ تھی سارا دن گھر میں رہ رہ کر اکتا جاتی تھی "کیوں؟" شرٹ کے بٹن بند کرتے صالح کا انداز لاپرواہ سا تھا یہی بات شفق کو زمر لگنے لگی تھی

"کیا مطلب ہے آپ کے کیوں کا جب دل کرتا ہے منہ اٹھا کر باہر چلے جاتے ہیں پھر چاہے دوسرے لوگ بھاڑ میں چلیں جائیں کوئی مرے کوئی جیسے آپ کو فرق نہیں پڑتا" شفق پہلے تپی بیٹھی تھی صالح کا انداز دیکھ کر سیدھا اس پر چڑھ دوڑی

"بنابات کی لڑائی کرنے کا موڈ ہے میری بیوی کا؟" شفق کے تیور دیکھ کر وہ داڑھی کچھاتا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ شفق کو تو صدمہ لگا تھا

"تم کہنا چاہتے ہو میں جھگڑا لو ہوں؟" وہ ہاتھ میں پکڑا چاقو لیے اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی صالح نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس چاقو کو جس سے وہ کچھ دیر پہلے سکون سے بیٹھی فروٹس کاٹ رہی تھی اب پتا نہیں کون سی روح اچانک سے اس کے اندر گھس گئی تھی

"سیریلی تم!" صالح تو اس کے تم پکارنے پر ہی بے ہوش ہونے کو تھا کہاں وہ آپ آپ کہہ کر پکارنے والی لڑکی اب تم، تم کر کے بات کر رہی تھی

"ہاں تو کیا کریں گے؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کے کندھے تک ہی پہنچ پا رہی تھی

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اسے اپنے سامنے کھڑا ہوتا دیکھ صالح بھی اپنی پر اتر آیا بات بات پر رونے والی لڑکی آج بنا خوف کے پوری تیاری کے ساتھ میدان میں اتر آئی تھی شفق منہ کھولنے کو تھی جب صالح نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اس کا منہ بند کر دیا "سچ بتاؤ یہ نوشین کی پڑھائی ہوئی پٹی ہے نا مجھے یقین ہے ایسا خرافاتی دماغ صرف اسی کا ہے" صالح کے اتنے درست اندازے پر شفق نے اس سے نظریں چرائیں کل ہی نوشین نے اسے کہا تھا اپنے شوہر کے آگے بولنا سیکھو ورنہ پوری زندگی وہ اسے بولنے نہیں دے گا ہمیشہ اپنی چلائے گا جب اس نے نوشین سے اپنی بوریت کا بتایا تو اس نے کہا جب صالح گھر سے باہر جانے لگے شفق تھوڑا جھوٹ موٹ کی لڑائی کرے اس سے تب وہ خود اسے مائیکے چھوڑ آئے گا

"بتاؤ مجھے" شفق اس کی طرف نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی جب صالح کے سخت انداز پر وہ لرز کر رہ گئی

"میری طرف دیکھو شفق" اس کی جھکی نظروں کو دیکھتے صالح نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اونچا کیا جو روپ وہ کچھ دیر پہلے صالح کو دکھا رہی تھی وہ اب کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا اس کا چہرہ ایک دم پیلا پڑ گیا تھا ہونٹ سفید ہو چکے تھے جیسے اس کے جسم سے کسی نے سارا خون نکال لیا ہو

"آئی۔۔۔ ایم سوری" دل میں نوشین کی کلاس لینا کا سوچتے وہ بھاگنے کی تیاری میں تھی جب صالح نے اسے موقع دئے بنا ہی اسے اپنی طرف پکڑ کر کھینچ لیا وہ ٹوٹی ڈال کی طرح اس کے سینے سے آکر لگی

"میں اب تم ہوں تمہارے لیے؟" اپنے ہاتھ سے اس کے چہرے سے بال ہٹا کر کان کے پیچھے کرتے وہ سوال کر رہا تھا

"آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ ہیں"

تمہیں لڑائی کرنی ہے میرے ساتھ؟

"نن۔۔۔ نہیں" اس سے اٹھتی کلون کی خوشبو شفق کے دماغ پر چھا رہی تھی

"تم مانتی ہو تم سے غلطی ہوئی؟" اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا وہ اسے خود سے قریب کیے کھڑا تھا

"ج۔۔۔ جی" (نوشین اللہ پوچھے تم سے) خود کو چھڑوانے کی کوشش میں خود کو ہلکان کیے

وہ بے بس سا محسوس کر رہی تھی

"ٹھیک ہے پھر ایس پی صالح مجرموں کو سزا دئے بنا آزاد نہیں چھوڑتا تو مسسز سزا کے لیے

تیار ہو جائیں"

"آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ مجھے سزا۔۔۔ دے گے؟" شفق نے تڑپ کر اپنا جھکا چہرہ اوپر اٹھایا

"میری آنکھوں میں دیکھو کیا میں تمہیں جھوٹا لگتا ہوں؟" شفق کی حیرت سے پھٹی آنکھیں دیکھ

صالح کو اب اسے تنگ کرنے میں مزا آ رہا تھا

"پل---پلیز" وہ دونوں ہاتھ اس کے سینے پر جما کر زور لگا رہی تھی جب صالح نے ایک ہاتھ اس کے بالوں میں ڈال کر اس کا چہرہ اونچا کیا اور پوری شدت سے اس کی سانسوں پر قابض ہو گیا شفق اس کے مضبوط حصار میں بس پھڑپھڑا کر رہ گئی

"آئندہ کسی کے بے تکیے مشورے پر عمل کرنے سے پہلے اس چھوٹی سی سزا کو اپنے دماغ میں ضرور رکھنا دوسری بار کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو اس سے بڑی سزا ملے گی اوکے" بچوں کی طرح اس کا گال تھپتھپا کر وہ جیسے مڑا پورے چہرے پر تبسم بکھر گیا

اپنی معصوم سی بیوی اسے حد سے زیادہ اچھی لگنے لگی تھی وہ دن دور نہیں تھا جب وہ دھڑکن بن کر اس کے دل میں دھڑکنے لگتی

دو دن مشکل سے آرام کرنے کے بعد ارحم پھر سے ڈیوٹی جوائن کر چکا تھا صالح نے اسے کچھ دن مزید چھٹی لینے کا مشورہ بھی دیا تھا مگر وہ انکار کر گیا گھر کون سا اس کے کوئی اپنے بیٹھے تھے جو اس کا خیال رکھتے ارحم کو اس کے چچا نے پالا تھا جو گاؤں میں رہتے تھے خود وہ اپنی نوکری کی وجہ سے شہر میں شفٹ ہو گیا تھا

اس وقت وہ صالح کے آرڈر پر زخموں کی مرہم پٹی کروانے آیا تھا جس سے خون نکل کر اس کی یونیفارم خراب کر چکا تھا

ہسپتال میں بیٹھا کسی نرس کا انتظار کر رہا تھا جو ابھی تک اسے دیکھنے نہیں آئی تھی برداشت کی حد ختم ہوئی تو بیزاری سے اٹھ کر خود ہی وارڈ سے باہر نکل آیا ابھی وہ وارڈ بولے کو آواز دینے لگا تھا جب دوسری طرف جمال کے وارڈ سے نرس بھاگتی ہوئی باہر نکل "کیا ہوا ہے؟" باہر کھڑے سپاہی اسے دیکھ کر سلام کرنے لگے جب ارحم نے پریشانی سے انہیں دیکھا

"سر جمال کو ہوش آگیا ہے میں ابھی ایس پی صاحب کو کال کرنے لگا تھا" ایک سپاہی نے اسے وضاحت دیتے جیب سے موبائل باہر نکالا

"رہنے دو میں بتا دیتا ہوں سر کو یہاں خیال رکھو اچھی طرح کسی کو بھی پوچھے بغیر اندر مت جانے دینا" انہیں آرڈر دے کر وہ موبائل پر نمبر ڈائل کرتا ایک سائیڈ پر آگیا ایس پی صالح کو ساری صورت حال بتا کر وہ خاموش ہوا کچھ دیر دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے اوکے سر کہہ کر بات ختم کی

"کیوں جمال صاحب نکل گئی ساری بہادری یا ابھی باقی ہے تمہاری حالت دیکھ کر تو ترس آ رہا ہے مگر جو کام تم کر چکے ہو وہ یاد آتے دل چاہتا ہے تمہیں اس سے بھی بڑی سزا ملنی چاہیے" وارڈ میں داخل ہو کر ارحم نے جمال کی حالت دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا جس کا صرف ہاتھ اور چہرہ ہی باہر تھا باقی کا سارا جسم کور کیا گیا تھا جو ہاتھ باہر تھے ان کی بھی ساری چمڑی جھلس چکی تھی

"مجھے بچالو پلیز میں مرنا نہیں چاہتا اس کے آدمی مجھے یہاں ڈھونڈتے ہوئے کسی بھی وقت پہنچ جائے گے" جمال ارحم کو دیکھ کر ایک دم روتے ہوئے گرگڑانے لگا

"ٹھیک ہے مگر تمہیں پہلے اس آدمی کا نام بتانا ہے اور کیا کیا جانتے ہو اس کے بارے؟" اپنے موبائل میں آڈیو ریکارڈر آن کر کے ارحم نے اسے بولنے کا اشارہ کیا جمال کا چہرہ بھی کافی حد تک آگ کے شعلوں کی نظر ہو چکا تھا اس کے سوالوں کا جواب بھی وہ بہت مدہم آواز سے دے رہا تھا

"بتاؤ کون ہے وہ؟" اس نے ذرا جھک کر درشت لہجے میں پوچھا

"وہ --- وہ --- اس --- کا نام" جمال ارحم کو اس کا نام بتانے ہی والا تھا جب کسی کی مداخلت نے اس کی زبان بند کر دی

"محترمہ آپ کس کی اجازت سے اندر آئی ہیں؟" ارحم نے کھردرے لہجے میں اسے دیکھ کر گھورا اپنے کام میں اس لڑکی کی مداخلت اسے ذرا پسند نہیں آئی تھی جو آرام سے کھڑی جانے یہاں کیا تلاش کرنے آئی تھی

"یو مسٹر میں کسی کام سے نہیں آئی اینڈ مائٹ اٹ مجھے یہاں آنے کے لیے آپ کی یا کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں سمجھے آپ" دوپل انتظار کیے بنا اس لڑکی نے ارحم کو جھاڑ کر رکھ دیا جو اس کے الفاظ سنتے ہی سیخ پا ہو چکا تھا

"آپ کو دکھائی نہیں دے رہا میں ایک پولیس والا ہوں یہاں تفشیش چل رہی ہے مجھے اس کا بیان ریکارڈ کرنا ہے اب جائیں یہاں سے"

ارحم نے اس لڑکی کی توجہ اپنی جانب کروائی جہاں وہ پولیس کی وردی پہنے غضب ڈھا رہا تھا صرف اپنی نظر میں جبکہ سامنے کھڑی سرخ رنگ کے فراک پر سفید کوٹ میں ملبوس لڑکی کو ایک آنکھ نا بھایا تھا

"پولیس والے ہیں تو میں کیا کروں یہ پولیس سٹیشن نہیں ہسپتال ہے اور میں یہاں کی ڈاکٹر ہوں جس وارڈ میں آپ موجود ہیں جس مریض کو آپ دھمکا کر زبردستی سوال جواب کر رہے ہیں وہ میرا مریض ہے اس لیے ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے میرے مریض سے بات کرنے کی اجازت میں کسی کو نہیں دیتی نکلیں اس کمرے سے باہر" کوئی لحاظ کیے بنا ہی اس نے دو منٹ میں ارحم کے پیشے کو بھی کسی کھاتے میں رکھے بنا باہر کا راستہ دکھا دیا

"عجیب بد دماغ ڈاکٹر ہیں آپ آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی؟" ارحم نے جھنجھلا کر اس لڑکی کو دیکھا

"عجیب بے وقوف پولیس والے ہیں آپ آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی؟" دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اس نے ارحم کی بات اسی کو ہی واپس لوٹا دی

ارحم اسے نظر انداز کرتا جمال کی طرف متوجہ ہوا جو کب سے دونوں کی بحث سن رہا تھا

"آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی پیشنت کی حالت خراب ہے ابھی اس لیے بعد میں اپنا بابا لے کر آئیے گا جائیں یہاں سے " جمال کی دوسری طرف کھڑی ہو کر اس نے گلا پھاڑتے ہوئے میز پر ہاتھ مارا

"بد دماغ لڑکی" ارحم اسے پاگل ہوتا دیکھ خود ہی وارڈ سے باہر نکل گیا "بڑا آیا پولیس والا بیوقوف نا ہو تو مجرم ہے تو کیا ہوا ان کا کوئی دل نہیں ہوتا کیا " وہ جمال کا چیک اپ کرتی خراب موڈ سے اس سے باتیں کر رہی تھی

صالح جتنا اس گتھی کو سلجھانے میں لگا تھا یہ اتنا ہی الجھتی جا رہی تھی جمال کے نمبر کا سارا بائو ڈیٹا نکالنے کے بعد جو نمبر اس کے سامنے آئے تھے ان میں کوئی بھی نمبر سے ایک سے زیادہ بار بات چیت نہیں کی گئی تھی کمال کی بات تھی سارے نمبر مختلف پی سی او سے کیے گئے تھے یا دکانوں سے جہاں سارا دن بھیڑ لگی رہتی ہے ایسے میں یہ پتا کرنا کہ کس آدمی نے کون سے نمبر پر کال کی نا ممکن سی بات تھی

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا جب اس کے نمبر پر بیپ ہوئی میز پر رکھے موبائل کو اٹھا کر اس نے میسج دیکھا کوئی انجان سا نمبر تھا

"تمہارے پاس کل تک کا وقت ہے ایس پی اس کیس سے اپنے ہاتھ واپس کھینچ لو اس سب کے لیے تمہیں منہ مانگی رقم ملے گی ورنہ تم اچھے سے جانتے ہو تمہارے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے "

یہ اس کے نمبر پر آنے والی دوسری دھمکی دی پہلی دھمکی اسے جمال کو پکڑنے کے ٹھیک دو گھنٹے بعد ملی تھی جب وہ گھر جا رہا تھا مگر وہ نظر انداز کر گیا۔ نمبر پر کال بیک کرتے اس نے کان سے لگایا مگر اس بار بھی آپریٹر اسے نمبر بند ہونے کا بتا رہی تھی پہلا میسج ملتے بھی اس نے کال کرنے کی کوشش کی تھی تب بھی یہی جواب ملا تھا اتنا تو طے تھا میسج کرنے والا ایک ہی شخص تھا اس کیس سے ہاتھ واپس کھینچنے کا مطلب تھا بزدلی وہ ایس پی صالح ابرار تھا ہر خطرے سے لڑ جانے والا ایسی دھمکیاں اسے ہر روز ملتی تھی وہ آج تک پیچھے نہیں ہٹا تھا نا اس بار رکنے والا تھا موبائل کو جیب میں رکھتے وہ آنکھوں پر کالا چشمہ لگاتا آفس سے باہر چلا گیا صالح کی اس حرکت کے بعد سے شفق دو دن سے مسلسل اس سے چھپتی پھر رہی تھی اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ صالح اسے ایسی سزا بھی دے سکتا ہے اس وقت اس کے گھر خالہ اور نوشین بھی موجود تھے جو اس کا حال چال پوچھنے آئی تھی وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھی نا جانے کس مراقبے میں تھی جب خالہ نے اس خاموشی کو توڑا "یہ تو ہے ہی پاگل لیکن لڑکی تم تو سمجھدار ہو اس کی باتوں میں کیسے آگئی؟" نوشین کی کمر پر ایک مکا جڑتے انہوں نے شفق کو دیکھ کر بھنویں اچکائیں

"آئے ہائے۔۔۔! اماں تم بھی ناکمال کرتی ہو اپنی بیٹی کو پاگل بول رہی ہو سچ کہتے ہیں گھر کی مرغی دال برابر" کمر پر ہاتھ رکھے وہ بڑے ڈرامائی انداز میں ہاتھ نچا نچا کر کسی لڑکا عورت کی طرح بول رہی تھی

"تیری دال مرغی کا بھوت میں بعد میں اتارتی ہوں خبردار اگر تو نے اسے دوبارہ الٹی سیدھی پٹی پڑھائی ورنہ تیری ہڈیاں توڑنے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی" نوشین کو اس طرح منہ بسورتا دیکھ شفق اپنی مسکراہٹ ضبط کرتی چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ گئی

"لو کر لو بات اتنی ہڈیاں تو انسان کے جسم میں نہیں ہوتی جتنی اماں میری توڑ چکی ہے" اس کی اگلی بات پر جہاں شفق نے زور سے قمقہ لگایا خالہ نے بھی ہنس کر اسے تمھڑا رسید کیا وہ بس

"اماں۔۔!" کر کے رہ گئی

"جا تو گھر دروازہ کھلا ہے" خالہ نے نوشین کو آنکھوں سے اشارہ کرتے باہر جانے کا کہا وہ خراب سامنہ بناتی اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر بڑبڑاتی ہوئی نکل گئی

"ہاں ہاں جا رہی ہوں تم پڑھا لو اب اپنی پٹیاں اسے"

"دیکھو لڑکی تمہاری بڑی ہونے کے ناطے بس اتنا کہوں گی تم دونوں میاں بیوی ایک دوسرے

کا لباس ہو

یہ رشتہ ایک گاڑی کی طرح ہے اس لیے ایک دوسرے کو سمجھو گے تو گاڑی آگے بڑھی گی ورنہ وہی کی وہی کھڑی رہ جائے گی اگر تمہارے دل میں کوئی بات ہے ہے اور تمہارا میاں نہیں سمجھ رہا تو زبان سے بولنے میں کوئی حرج نہیں جو چاہیے اس سے مانگو اور پورے حق سے مانگو کوئی بات اچھی نہیں لگتی اسی وقت بات چیت کر کے قصہ ختم کرو مرد کو اس طرح ہر وقت لڑنے جھگڑنے والی عورت سے چڑھ جاتی ہے اس کے دل میں اپنے لیے جگہ بناؤ اب میں چلتی ہوں مجھے دوائی لینے بھی جانا ہے کل سے جوڑوں میں بہت درد ہو رہا ہے " اس کے سر ہلانے پر انہوں نے شفق کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اپنے گھٹنوں کا سہارا لے کر کھڑی ہوتی اسے اندر سے دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی

صبح اس وقت ارحم کے ہمراہ ہسپتال میں موجود تھا جمال کو کڑی نگرانی کے اندر رکھا گیا تھا جب سے اسے دھمکی بھرے پیغام ملے تھے اس نے سیکورٹی اور کڑی کر دی تھی

ارحم کو لیتا وہ ایک کمرے میں آیا تھا جو بالکل خالی تھا اسے بیڈ پر بیٹھا کر خود وہ اسے پانچ منٹ میں آنے کا کہتا باہر نکل گیا جہاں جمال کے متعلق کچھ باتیں ڈسکس کرنے کے بعد اس نے ارحم کی مرہم پٹی کرنے کے لیے کسی نرس کو بھیجنے کا کہہ دیا تھا

تھوڑی دیر تک نرس آئے گی تم بینڈیج کروا کر باہر آ جانا مجھے ڈی آئی جی کی کال آرہی ہے باہر ہی ہوں " تھوڑا اندر جھانکتے اس نے ارحم کو اطلاع دی اس کے سمجھ جانے پر خود وہ ہسپتال کی پچھلی جانب جا کر پرسکون گوشے میں کال آنے کا انتظار کرنے لگا

"سر آپ ہی ارحم ہیں؟" ایک نرس نے آکر اس سے سوال کیا

"جی" وہ بیڈ پر ٹانگ سیدھی کرتا بیٹھ گیا جب نرس وہاں مرہم پٹی کا سامان رکھ کر چلی گئی وہ بس اسے پکارتا رہ گیا

"سارے ہی پاگل ہیں یہاں" ارحم نے چڑ کر اپنی ٹانگ بیڈ سے نیچے لٹکائی اس سے پہلے وہ کسی کی مزید تعریف کرتا سفید کوٹ میں ملبوس آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے لڑکی اندر داخل ہوئی اس کا پورا چہرہ ماسک سے چھپا ہوا تھا

"ٹانگ اوپر رکھیے اپنی" ارحم کو اس طرح بیٹھا دیکھ اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا وہ گہرا سانس بھرتا واپس اسی پوزیشن میں بیٹھ گیا

"کتنے دنوں سے پٹی نہیں کی آپ نے؟" پہلے سے بندھی پٹی کی حالت دیکھ کر اس نے ارحم سے سوال کیا

"تین دن شائد" ارحم نے اندازہ لگاتے اس کے جھکے چہرے کی طرف دیکھا اس کے گھنگھرا لے کھلے بال پیچھے لگے ایک کلپ میں قید تھے خود وہ بڑی فرصت سے اس کے زخم کا معائنہ کر رہی تھی

"کافی لاپرواہ انسان ہیں آپ" زخم کو صاف کرتے اس نے اگلا جملہ بولا

"ایکسیو زمی" ارحم نے اچھنبے سے اسے دیکھا

ایکسیوزڈ ----

"آپ پوچھے گی نہیں یہ گولی کیسے لگی مجھے؟" ارحم نے خود ہی بات کا آغاز کیا
 "نہیں کیوں کہ گولی لگی نہیں صرف چھو کر گئی ہے" منٹوں میں اس کی غلط فہمی دور کروائی
 گئی

"کافی دلچسپ ہیں آپ" پہلی بار کسی لڑکی سے اس طرح کی باتیں کر رہا تھا اسے خود کو بھی
 ہنسی آرہی تھی

"آپ کی عمر شاید مجھ سے کم ہے اس لیے فضول حرکتیں کرنا بند کریں" وہ اس کے خود سے
 فری ہونے پر چوٹ کر گئی اور ارحم نے ہنستے ہوئے جیسے اپنی غلطی تسلیم کی
 "دو دن پہلے مجھے ایک ڈاکٹر ملی تھی بڑی کوئی لڑکا خاتون تھی اس سے بھی بڑھ کر بہت ہی بد
 دماغ تھی وہ آپ تو جانتی ہوں گی انہیں؟" اس لڑکی کو یاد کرتے اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا
 "جی نہیں وہ بہت قابل اور ذہین ڈاکٹر ہیں اس ہسپتال کی" سامنے کھڑی لڑکی کے ماتھے پر
 سلوٹ پڑتے ارحم نے بخوبی دیکھا تھا
 اچھا لگ تو نہیں رہا تھا؟

"دیکھنے کے لیے آنکھوں کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔" اس کی گھورتی آنکھیں ارحم کو مزہ دے رہی
 تھی

"تو پھر یہ کیا ہیں؟" ارحم نے اپنی دونوں آنکھیں کھول کر مزید بڑی کی

"بٹن ---" اس نے ماسک اتار کر اسے دیکھتے ہوئے سماءل دی پھر پی کی آخری گانٹھ اس قدر کس کر باندھی کہ ارحم کی سی نکل گئی

"اوہ معاف کیجئے گا" اس کی ایک مسکراہٹ ارحم کو جلانے کے لیے کافی تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اس لڑکی سے اس کی دوبارہ ملاقات بھی ہو گی اس سے پہلے دونوں مقابلے پر اتر آتے ایک نرس بچہ لیے اندر داخل ہوئی آتے پہلے سے موجود اس لڑکی کو پکڑا دیا کیوں رو رہا ہے یہ ؟

پتا نہیں میم میں نے بہت کوشش کی مگر یہ چپ ہی نہیں ہو رہا تھا ابھی مجھے ایک مریض کو بھی دیکھنا ہے اس لیے یہاں لے آئی

"کوئی بات نہیں" اس لڑکی نے سماءل دیتے بچے کی طرف دیکھا جو اس کے بال مٹھی میں پکڑے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپا رہا تھا

"میرے بے بی کو ماما کے پاس آنا تھا۔" اس کے ہاتھ سے اپنے بال نکال کر وہ بچے کو چپ کرانے کی کوشش میں کمرے سے باہر چلی گئی ارحم نے غصے سے اپنی ٹانگ بیڈ سے نیچے رکھی درد کی اٹھتی لہر اسے لنگڑانے پر مجبور کر گئی

"بد دماغ لڑکی" اس وقت خود کو احمق تصور کرتا وہ لب بھیج کر رہ گیا آخر ضرورت کیا تھی اتنا فری ہونے کی اب خوا مخواہ میں اس کے سامنے بے وقوف بن گیا

صالح کا مسیج آیا تھا آج وہ گھر دیر سے آئے گاتب سے وہ گم سم سی بیٹھی تھی کتنے ہی دن گزر گئے تھے ذاکر اور اماں سے بات ہوئے ان دونوں نے بھی مڑ کر اس کی خبر نالی تھی کمرے میں جا کر اس نے موبائل میں سے چارجر کی پن نکال کر ایک طرف رکھا اور ذاکر کا نمبر ملایا

"ہیلو ---" وہ شاید نیند میں تھا اس لیے آواز بھاری لگ رہی تھی
 "بھائی ---" ذاکر کو پکارتے پتا نہیں کیوں اس کا دل بھر آیا دوسری جانب نیند میں ڈوبا ذاکر اس کی آواز کانوں میں پڑتے آنکھیں کھولتا جھٹ سے اٹھ کر بیٹھ گیا
 "شفق تم رو رہی ہو جان؟" اس کی لرزتی آواز پر ذاکر کے ماتھے پر بل پڑ گئے
 "نہیں تو" سوں سوں کرتے اس نے نفی میں سر ہلایا جیسے وہ اس کے سامنے ہی بیٹھا ہو
 "شفق بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟"

کچھ نہیں ہوا بتا تو رہی ہوں ---
 "شفق جھوٹ مت بولو مجھ سے رات کے اس وقت مجھے کال کر کے روتے ہوئے بتا رہی ہو کہ کچھ نہیں ہوا" اس وقت گھڑی پر وقت دیکھتے اس نے بیڈ سے اتر کر پیروں میں چپل پھنسائی

"بس آپ کی یاد آ رہی تھی اس لیے" وہ بچوں کی طرح مسمنائی
 ٹھیک ہے پھر میں وڈیو کال کر رہا ہوں

"اس کی ضرورت نہیں ہے بھائی میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں اماں کیسی ہے؟" گال پر بہتے آنسو صاف کر کے اس نے ذاکر کی پریشانی کم کرنی چاہی مگر وہ کال کاٹ چکا تھا اگلے پانچ سیکنڈ میں اس کے نمبر پر وڈیو کال آئی تو شفق نے اوکے کرتے کیمرا اپنے چہرے کے سامنے کیا

"تم ٹھیک ہو؟" ذاکر کے انداز سے لگ رہا تھا اس کے جواب سے وہ مطمئن نہیں ہوا تھا "آپ خود دیکھ لیں بالکل ٹھیک ہوں میں" شفق نے ہلکا سا مسکرا کر سکرین پر خود کے لیے ہلکان ہوتے ذاکر کو دیکھا

"شوہر کہاں ہے تمہارا؟" ذاکر کے سوال پر شفق نے گھبرا کر نظریں چرائیں

<https://www.classicurdumaterial.com/> شفق --!

"بھائی وہ آنے ہی والے ہیں میری بات ہو گئی ہے ان سے" شفق نے سچ جھوٹ ملا کر اسے بتا دیا ورنہ ذاکر کا اسے پتا تھا ابھی اس کے پاس پہنچ جاتا

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

"رات کے بارہ بج رہے ہیں تم اس وقت گھر پر اکیلی ہو؟" ذاکر کی پریشانی کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئی تھی

"روزانہ کا کیا معمول ہے اس کا؟" اس کی کڑی پوچھ تاچھ پر شفق نے اس وقت اسے فون کرنے پر خود کو کوسا۔

"وہ روز جلدی آ جاتے ہیں آپ بلا وجہ پریشان ہو رہے ہیں۔" شفق نے ہنستے ہوئے بات سنبھالی مگر وہ بھول گئی تھی سامنے اس کا بھائی بیٹا ہے جو اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اس کے دل کا حال جان لیتا تھا

"بہت اچھے تم وہاں جا کر جھوٹ بولنا بھی سیکھ گئی ہو"

"بھائی وہ -----" شفق اس سے بات کر رہی تھی جب ذکر کال کاٹ چکا تھا شفق نے گھبرا کر موبائل دیکھا جب باہر سے کچھ گرنے کی آواز پر اس کا دھیان بٹا "اچھا ہوا آ گئے ہیں" کچھ دن پہلے بھی صالح کا دیوار کود کر آنا یاد آتے وہ کچھ پر سکون ہوئی پھر ذکر کو کال ملا دی اسے صالح کے آنے کا بتا کر اس نے بہت مشکل سے اسے صالح سے بات کرنے سے روکا تھا

سر پر دوپٹہ درست کرتی وہ کمرے سے باہر نکلی پورا لیونگ روم اندھیرے میں ڈوبا تھا آج سے پہلے صالح نے کبھی بھی رات کے وقت لائٹس اوف نہیں کی تھی وہ جانتا تھا اسے اندھیرے سے کتنا ڈر لگتا ہے

موبائل کی فلیش لائٹ آن کرتے اس نے لیونگ روم کی لائٹس جلائی حیران کن بات تھی صالح کو پکارنے کے باوجود ابھی تک اسے کوئی جواب نہیں آیا تھا دوسرے کمرے میں جھانک کر اس نے دیکھا وہ خالی پڑا اس کا منہ چڑھا رہا تھا

شفق پریشان ہوتی کچن کی طرف مڑی تھی جب لیونگ روم میں کسی نقاب پوش کو دیکھ کر اس کے بڑھتے قدم تھم سے گئے گردن موڑ کر کانپتے ہوئے اس جانب دیکھا جہاں ایک آدمی ہاتھ میں چاقو لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"اک --- ک --- کون ہو تم ؟" ڈر کے مارے اس کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا ہاتھ میں پکڑے موبائل پر گرفت سخت کرتے وہ خود بھی لرز نے لگی تھی اسے یوں ہی بت بنے کھڑا دیکھ اس نے کمرے کی جانب دوڑ لگائی جب بیچ راستے میں اس نقاب پوش نے اس کی کلائی سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لیونگ روم میں موجود صوفے پر بے دردی سے پھینکا

"خالہ ---" شفق نے پوری طاقت سے چیخ ماری دوسری چیخ نکلنے سے پہلے وہ اس کا منہ دبوچ چکا تھا شفق خود کو اس کی گرفت سے چھڑوانے کے لیے ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی اپنے سر کو دائیں بائیں حرکت دیتے اس نے پوری طاقت سے اس نقاب پوش کے ہاتھ پر موقع ملتے ہی کاٹ لیا چاقو تو کہیں دور جا گرا تھا مگر لگے پل تھپڑ کی گونج سے شفق کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا آنکھوں سے موتی لڑیوں کی صورت بہتے اس کی کان پٹی سے ہوتے بالوں میں جذب ہو رہے تھے کسی طرح اس نقاب پوش کو خود پر قابض ہونے سے روکنے کی کوشش کرتی وہ دل ہی دل میں خدا سے خود کی عزت بچانے کیلئے ہمت مانگ رہی تھی

"چھوڑو مجھے" میز پر پڑا ایش ٹرے ہاتھ آتے شفق نے اس نقاب پوش کے چہرے پر پہلا وار کیا جب وہ اسے پکڑنے کے لیے دوبارہ اٹھا تو شفق نے صوفے سے اٹھ کر ایک بار پھر سے

ایش ٹرے اس کے سر پر دے ماری پھر بھی اس چکر میں اس کی دائیں آستین پوری طرح پھٹ کر قمیض سے علیحدہ ہو چکی تھی یہ وقت سوچنے کا نہیں تھا اس لیے فرش پر پڑا اپنا موبائل اٹھا کر وہ بدحواس سی بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں بند ہو گئی اندر سے چٹکی لگانے کے بعد اس نے روتے ہوئے اپنے بکھرے بال کان کے پیچھے کیے موبائل پر انگلی چلاتے پاس ورڈ ڈائل کیا جو اس کی گھبراہٹ کی وجہ سے تیسری بار میں کھلا تھا کال لوگ سے صالح کا نمبر نکال کر وہ بیڈ کی پائنتی کی طرف زمین پر بیٹھتی اسے کال ملا رہی تھی اور اس کا نمبر لگاتار دوسری لائن پر مصروف تھا

ذاکر کے نمبر پر کال ملاتے اس نے موبائل کان سے لگایا جب باہر سے اس کے کمرے کا دروازہ دھڑا دھڑپٹا جا رہا تھا

"کوئی تو فون اٹھاؤ" وہ روتی ہوئی ایک بار پھر سے صالح کا نمبر ملا چکی تھی باہر سے آتی آوازوں سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کوئی دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اس بار صالح کے کال اٹھا لینے پر وہ خدا کا شکر ادا کر رہی تھی جب کوئی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا اور خوف سے لرزتی شفقت کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین پر گرا اس کے منہ سے نکلنے والی بلند چیخ لائن پر موجود صالح بھی سن چکا تھا

نائٹ ڈیوٹی پر موجود صالح اس وقت ہسپتال کے باہر ایک چھوٹی سی چائے کی دکان پر کھڑا تھا گھر سے نکلنے کے بعد سے شفقت سے اس کی ایک بار بھی بات نہیں ہوئی تھی وہ جمال کے

متعلق کچھ باتیں ڈسکس کر رہا تھا جب شفق کی کال دیکھ کر اس نے دوسری طرف معذرت کی اتنی دیر میں قریب سے گزرتے آدمی نے گزرتے ہوئے اسے دھکا مارا موبائل ہاتھ سے چھوٹتا ہوا نیچے گر گیا۔

یہ تو شکر تھا صرف سکرین پر نشان پڑے تھے موبائل ابھی بھی چل رہا تھا شفق کے نمبر پر کال کرتے ہونٹوں میں دبی سگریٹ نکال کر اس نے جوتے کی مدد سے سرک پر مسلی

مگر شفق کا نمبر مصروف تھا کال کٹتے وہ دوبارہ نمبر ڈائل کرنے والا تھا جب پھر سے اس کا فون آنے لگا صالح نے مزید دیر کیے بنا اس کی کال اوکے کی ابھی وہ صرف اسے ہیلو کی کہہ پایا تھا جب شفق کی دلخراش چیخ اس کا دل دہلا گئی

"شفق --- شفق کون ہے وہاں شفق جواب دو مجھے" وہ بدحواسی سے سرک پر کھڑا چلا رہا تھا دوسری طرف صرف خاموشی چھائی ہوئی تھی صالح نے پہلی بار پیروں کے نیچے سے زمین سرکنا محسوس کیا تھا وہ بھاگتا ہوا اپنی جیب میں بیٹھا کال کب کی کٹ چکی تھی اب نمبر مسلسل بند جا رہا تھا کسی کو بتائے بغیر وہ وہاں سے ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا ہسپتال سے نکلا اتنی زیادہ ٹریفک ہونے کے باوجود اس کی گاڑی مانو ہوا سے باتیں کر رہی تھی اس وقت اسے صرف شفق کی فکر تھی صبح ہی وہ اس کے ساتھ کتنے یادگار پل گزار کر آیا تھا

"ہیلو ایس پی صالح ابرار ---" سپیکر آن کرتے اس نے موبائل کو ڈیش بورڈ پر پھینک دیا

"کون ہو تم؟" انجانی آواز سنتے وہ چونکا ضرور تھا مگر نظریں راستے پر ہی تھی

"میں تو بس پوچھنا چاہ رہا تھا تمہاری بیوی تو ٹھیک ہے نا۔۔۔ ہا ہا ہا؟" جو بات اس کی سماعت

سے گزری صالح کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا

"یو بلڈی۔۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری فیملی کی طرف آنکھ

بھی اٹھانے کی" صالح نے ہاتھ کی مٹھی بناتے اسے سٹیرنگ پر دے مارا

"ہمت کی بات مت کرو تو اچھا ہے ایس پی پہلے جا کر اپنی بیوی کو سنبھالو کیا بتاؤں بیچاری

کسی چڑیا کی طرح پھڑپھڑا رہی تھی یقین جانو اس کا حسن دیکھ کر تو ایک پل کو مجھے بھی افسوس

ہوا پر کیا کریں ہمارا کام ہی ایسا ہے" شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ قہقہہ لگاتا وہ صالح کو آگ

لگا گیا اس کا بس چلتا تو موبائل سے اس انسان کو باہر نکال کر اپنے ہاتھ سے گولی مار دیتا

"ہمت ہے تو سامنے آ کر بات کر پھر دیکھتا ہوں کیسے بکو اس کرتا ہے تم جیسے بچ انسان ایک

کمزور عورت پر وار کرنے کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہو تیرا پالا آج تک مجھ سے نہیں پڑا نا مرد کی

اولاد ایک بار سامنے آ ایسی موت ماروں گا تیری آنے والی نسلیں بھی پناہ مانگے گی" کینسل کا

بٹن دبا کر اس نے کال کاٹ کر موبائل پچھلی سیٹ کی طرف اچھال دیا

جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوا بہت سی بھینٹ اس کے گھر کے چاروں طرف جمع تھی صالح کے

اندر آتے وہ افسوس سے سر ہلاتے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے کسی کے پاس کہنے کو کچھ بھی

نہیں تھا وہ اپنے اندر ہمت جمع کرتا جیسے لیونگ روم میں داخل ہوا کوئی چیز اپنے ٹھکانے پر

نہیں تھی صوفہ اپنی جگہ سے ہٹ چکا تھا میز پر رکھا ایش ٹرے وہی ٹوٹا پڑا تھا ریوٹ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے لال رنگ کا دوپٹہ وہی زمین پر گرا پڑا تھا صوفے کے سامنے رکھا میزا پوری طرح الٹا پڑا تھا صالح کی حالت ایسی تھی کسی نے سینہ چیر کر اس کا دل نکال لیا ہو وہ سانس لینا بھول کر شفق کا دوپٹہ زمین سے اٹھا کر سینے سے لگاتا وہی فرش پر بیٹھ گیا

"جب دل کرتا ہے منہ اٹھا کر باہر چلے جاتے ہیں پھر چاہے دوسرے لوگ بھاڑ میں چلیں جائیں کوئی مرے کوئی جیے آپ کو فرق نہیں پڑتا" صبح شفق کے کسے گئے الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرائے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے رخسار سے ہوتا ہوا ڈاڑھی میں جذب ہوا

شفق کا خیال آتے وہ اپنے من بھر کے قدم بھرتا کمرے میں داخل ہوا سامنے وہ اس کی طرف پشت کیے ڈاکر کے سینے سے لگی بیٹھی سسک رہی تھی

"ش --- شفق" صالح نے وہی کھڑے ہو کر اس کا نام پکارا جب ڈاکر اور طاہرہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے

بکھرے بال آنکھوں سے بہتے اشک سو جھی ہوئی لال آنکھیں لرزنا جسم بڑی سی چادر میں وہ اپنا وجود چھپائے دوڑتی ہوئی اس کی باہوں میں آسمائی جو لڑکی اس کی قریب آنے سے کتراتے تھی آج خود دوڑتی ہوئی اس کی طرف چلی آئی تھی اس کی آنکھ سے نکلتا ہر اشک اس کی تڑپ صالح کا سینہ درد سے چھلنی کر رہے تھے

یہ تکلیف شفق اکیلی نہیں جھیل رہی تھی صالح بھی اس کے درد میں برابر کا شریک تھا یہی نکاح کے دو بول کی طاقت ہوتی ہے دو مختلف لوگوں کے ایک رشتے میں بندھتے ہی زندگی کی خوشیاں، غم ہر دکھ تکلیف میں دونوں کا برابر کا حصہ ہوتا ہے دو انجانے لوگ مل کر ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرتے ہیں

"آئی ایم سوری" وہ خود بھی روتا ہوا اسے خود میں بھیجنے بار بار اس کی پیشانی اور بالوں پر بوسہ دے رہا تھا

"ہاتھ مت لگاؤ میری بہن کو" شفق کو پیچھے ہٹا کر ڈاکر نے صالح کے چہرے پر تمانچہ جڑ دیا جب صالح توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹ گیا مگر خاموش ہی رہا تھا آج جو بھی ہوا کہیں نا کہیں وہ بھی خود کو اس سب کا ذمہ دار مان چکا تھا اگر وہ لا پرواہی نہ کرتا تو کس کی اتنی مجال تھی کہ شفق کی طرف آنکھ بھی اٹھا سکے فرض کو نبھاتے نبھاتے وہ اپنے ذاتی رشتے بھلا بیٹھا تھا اس غلطی کی سزا تو بنتی تھی اس لیے اس نے ڈاکر کا ہاتھ نہیں روکا تھا نا آج وہ اس کا ہاتھ روکنا چاہتا تھا یہی اس کی سزا تھی

"بولو کہاں تھے تم جب میری بہن کو تمہاری ضرورت تھی اپنی ذمہ داری پر لائے تھے نا تم اسے اب باقی سب اس سے بڑھ کر ہو گیا تمہارے لیے؟" وہ صالح کا گرم زبان پکڑے اسے جھنجھوڑ رہا تھا صالح میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر روک سکے اس کی آنکھیں بار بار پیچھے کھڑی شفق کی طرف اٹھ رہی تھی جو طاہرہ کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

"میری مرضی نا ہوتے ہوئے بھی میں نے اپنی بہن کو تمہارے بھروسے چھوڑا تھا ایس پی اور تم اس بھروسے کے لائق ہی نہیں تھے اس لیے آج کے بعد سے میری بہن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی مت دیکھنا اس کا بھائی ابھی زندہ ہے جو اپنی جان سے بڑھ کر اس کی حفاظت کر سکتا ہے " صالح کو پیچھے کی طرف دھکا دیتے ذاکر نے اسے انگلی دکھاتے وارن کیا اور شفق کو خود سے لگایا وہ شفق کا ہاتھ پکڑے اسے لے جا رہا تھا جب صالح نے شفق کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا وہ جانتا تھا ذاکر کا فیصلہ درست تھا مگر غلط وہ بھی نہیں تھا کیسے اسے خود سے دور ہونے دیتا شفق کی وجہ سے اس نے اپنی زندگی میں رشتوں کی اہمیت محسوس کی تھی کسی اپنے کا ساتھ کس قدر حسین اور خوبصورت ہوتا ہے وہ اب جان پایا تھا جس ہستی کی وجہ سے وہ ان سب چیزوں کو سمجھنے کے قابل ہوا تھا آج اس کی نظروں کے سامنے سے وہ اس سے دور ہو رہی تھی جو اس کے لیے ناممکن سی بات تھی

"چھوڑو اس کا ہاتھ " صالح کے ہاتھ میں شفق کا ہاتھ دیکھتے ذاکر غصے سے دھاڑا تھا مگر وہ بھی ایس پی صالح ابرار تھا جسے اس بات سے رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا

"مجھے میری بیوی سے بات کرنی ہے " صالح نے احتجاج کیا

"نہیں اب کوئی بات نہیں ہوگی " ذاکر شفق کا ہاتھ صالح کے ہاتھ سے نکالنے کے لیے آگے بڑھا دونوں کو آمنے سامنے کھڑا ہوتا دیکھ طاہرہ نے آگے بڑھ کر درمیان میں مداخلت کی

"ذاکر انہیں بات کرنے دو آخری فیصلہ شفق کا ہو گا وہ یہاں رہنا چاہتی ہے یا تمہارے ساتھ گھر جانا چاہتی ہے کوئی اسے فورس نہیں کرے گا" حالات کی نازکت کو دیکھتے ہوئے اس وقت یہی فیصلہ بہتر تھا ذاکر کچھ بنا بیچھے ہٹ گیا تو طاہرہ کے گھورنے پر صالح نے بھی مرتے کیا نا کرتے شفق کا ہاتھ چھوڑ دیا

"یہ مزید یہاں نہیں رہے گی آپ کیا چاہتی ہیں میں وہاں بیٹھ کر اس کے مرنے کا انتظار کروں؟" ذاکر غصے سے بھرا بیٹھا تھا اسے رہ رہ کر ہول اٹھ رہے تھے وہ وقت پر نا پہنچتا تو اس کی بہن کے ساتھ پتا نہیں کیا انہونی ہو جاتی گھر کی چھت سے بھاگتے آدمی کو دیکھ کر جیسے وہ اندر داخل ہوا سامنے کا منظر دیکھ کر اس نے کرب سے نظریں جھکائی اس کی بہن اس کی نظروں کے سامنے بغیر چادر پھٹے کپڑوں میں ڈرتی ہوئی چیخ چلا رہی تھی ایسا لمحہ تھا اس نے خدا سے دعا کی تھی کاش یہ حقیقت نا ہوتی جیسے ہی شفق ہوش و حواس گنوانے کی حالت میں لپک کر اس کی طرف بھاگی وہ وہی جامد ہو گیا

جس بہن کو اس نے نازوں سے پالا تھا کسی کی بری نظر تک پڑنے نہیں دیتا تھا آج وہی اسے بد سے بدتر حالت میں ملی تھی اس وقت صالح اس کے سامنے ہوتا تو یقیناً خون خرابہ ہو جاتا "بولو شفق بیٹا آپ کا کیا فیصلہ ہے؟" طاہرہ نے شفق سے سوال کیا کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد وہ اس کی آنکھوں سے بہتے پانی کی زبان سمجھ کر اسے گلے سے گئی ذاکر بھی بچہ تو تھا

نہیں کہ اس کی آنکھوں سے جھلکتی التجا دیکھ نہیں سکتا تھا وہ طاہرہ کا ہاتھ تھام کر شفق کی طرف دیکھے بنا کمرے سے باہر نکلا

"اسے سمجھا دینا میری نظروں کے سامنے نا آئے ورنہ میرے ہاتھوں سے پہلا قتل اس ایس پی کا ہی ہو گا تمہارا بھائی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے امید کرتا ہوں تم نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا ہو گا دوسرے لوگوں کو بتا دوں اگر میری بہن پر ایک آنچ بھی آئی تو میں اپنے ہاتھوں سے اسے زمین میں گاڑ دوں گا" آخری بات صالح کے گوش گزارا تن فن کرتا وہاں سے نکلا "آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" اس کی نم آنکھوں سے آنسو چلتے وہ اسے سینے سے لگا گیا جہاں ایک بار پھر سے اپنے سائبان کے سائے میں آتے شفق بکھر سی گئی تھی اس کا رونا بہت جلد ہچکیوں میں بدلہ تو جسم ہلکورے لینے لگا صالح نے اسے خود سے الگ کرتے اس کے ہاتھوں پر لگی ننھی ننھی خراشیں دیکھی ابھی اس کا ہاتھ چادر کی طرف بڑھا ہی تھا جب وہ سر نفی میں ہلاتی پیچھے ہٹ گئی

"یہ لیں چیلنج کر کے آئیں میں باہر ہی ہوں" اپنی ہاف سلیوز والی شرٹ اس کے حوالے

کرتے اس نے خود ہی واشروم روم کا دروازہ کھول کر اسے اندر بھیجا

اندر سے پانی گرنے کی آواز پر اس نے باہر جا کر لیونگ روم کا حلیہ درست کیا شفق کے باہر

آتے اس کا ہاتھ تھام کر وہ اسے بیڈ کی طرف لے آیا

میڈیکل باکس سے روئی نکال کر اس نے شفق کے زخموں پر احتیاط سے مرہم لگائی ابھی تک سر جھکائے وہ خود کو رونے سے روکے بیٹھی تھی ورنہ دل تھا کہ اس کی اتنی سی پرواہ پر بھی رونے کو کر رہا تھا اس کے ہاتھ ابھی تک کانپ رہے تھے شاید وہ صدمے سے باہر نہیں نکل پائی تھی چادر ہٹا کر صالح نے اس کے بازو دیکھے جہاں نیلے رنگ کے چھلکتے نشان اس کی آپ بیتی چیخ چیخ کر بیاں کر رہے تھے صالح نے ضبط سے لب بھیج لے کرے میں جلتی روشنی میں اس کے نازک سے رخسار پر انگلیوں کے نشان واضح نظر آرہے تھے جنہیں انگلیوں کے پوروں سے چھو کر اس نے محسوس کیا نچلے لب سے نکلتا خون اب جم چکا تھا

"آہ۔۔۔۔۔" جیسے ہی صالح نے اس کے چہرے پر دوائی لگائی شفق نے سسک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"کتنے لوگ تھے؟" اس کی سرد آواز شفق کا خون منجمد کر گئی

"ای۔۔۔ ایک" <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial>

"شروع سے بتاؤ مجھے سب ایک بھی چیز چھپائے بغیر" صالح اس وقت برداشت کی آخری سیڑھی پر تھا مگر یہ سب جاننا بھی ضروری تھا اس نے سوچ لیا تھا ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں وہ اب زیادہ وقت نہیں لگائے گا جس کسی کی نے بھی بری نظر اس کے گھر پر ڈالی تھی وہ اس کی آنکھیں نوچ لے گا

شفق نے اسے شروع سے لے کر آخر تک سب بتا دیا تو صالح کو تھوڑا سکون ہوا اس کی بہادری کی وجہ سے زیادہ نقصان ہونے سے بچ گیا تھا خدا کا شکر ادا کرتے اس نے شفق کو لیٹنے کا اشارہ کیا خود دوسری طرف بیڈ کرواؤں سے ٹیک لگاتے وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا شفق کے معاملے میں کہیں نا کہیں کوتاہی جو اس نے برتی تھی اب اسے اپنی اس کوتاہی کو سدھارنا تھا جب تک وہ اس شخص کو پکڑنا لیتا شفق کو اکیلا چھوڑنا کسی خطرے سے خالی نہیں تھا اس کی تیز ہوتی سانسیں سن کر اس نے جھک کر شفق کے نیند میں ہونے کی تصدیق کی سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کی ڈبی اٹھاتا وہ شفق پر بلینکٹ درست کر کے کمرے سے باہر نکل آیا لائٹر کی مدد سے سگریٹ سلگا کر اس نے گہرا کش لیا اس وقت اس کا دماغ بہت تیزی سے اگلا پلان تیار کر رہا تھا یہ تو طے تھا اب وہ کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑنے والا تھا بیڈ پر پڑا وہ ننھا پانچ ماہ کا بچہ ہاتھ پیر مارتا بری طرح رو رہا تھا اس کی فریاد سننے کو کوئی زی روح موجود نا تھا شاید اس وقت اسے بھوک لگی تھی مگر باہر بیٹھی خاتون اس کی ماں کو کوسنے میں مصروف تھی

"خود چلی گئی ہے ہمارے لیے عذاب چھوڑ گئی ہے ارے جاتے جاتے اس عذاب کو بھی اپنے ساتھ لے جاتی صبح سے سر میں درد کر رکھا ہے اس کمبخت نے " بلند آواز میں کچن میں کام کرتی لڑکی کو سنارہی تھی جو اسی کے کہنے پر شام کا کھانا بنانے میں مصروف تھی اپنی سوتیلی

ماں کی آواز کانوں میں پڑتے اس نے چولے کے نیچے جلتی آگ کو بند کر دیا کفگیر کو زور سے شیلف پر پٹخ کر کچن سے باہر نکل گئی

"اری او کدھر جا رہی ہے چل پہلے کھانا بنا جا کر" صوفے پر بیٹھے بیٹھے منہ میں چھالیاں دباتی وہ غراتی ہوئی بولی

"میرا بچہ رو رہا ہے میں اس کے پاس جا رہی ہوں باقی کا کھانا خود بنا لو جا کر کوئی کام خود بھی کر لیا کرو" دھلا ہوا فیڈر ہاتھ میں لہراتے اس نے اس سخت دل عورت کو دیکھا جو اس کے باپ کے مرنے کے بعد اپنے اصل رنگ میں لوٹ آئی تھی

"تیرا نہیں تیری اس منحوس بہن کا بچہ ہے ہر وقت بھوکا ہی رہتا ہے جب دیکھو کھانے کی پڑی رہتی ہے تھوڑی دیر میں مر نہیں جائے گا کھانا بنا جا کر افضل آنے والا ہے"

تھوک دان میں چھالیاں نکال کر وہ کمر پر ہاتھ رکھے عروا کو گھور رہی تھی

"آپ کو کیا تکلیف ہے میرا بچہ ہے میری مرضی جتنا بھی کھلاؤں اسے میرے پیسے سے کھاتا

ہے یادداشت کمزور ہے تو میں بتا دیتی ہوں یہ پورا گھر میرے خرچ پر چلتا ہے اس لیے میری زبان نا کھلوائیں تو بہتر ہے رہی بات آپ کے نکمے اور آوارہ بیٹے کی تو اس کا ٹھیکہ نہیں لیا میں

نے۔ آئندہ ارسلان کے بارے میں آپ نے کچھ بھی الٹا سیدھا بولا تو یاد رکھیے گا پھر جب عروا

اپنی پر اتر آتی ہے تو کسی کا لحاظ نہیں کرتی "کالی آنکھوں پر سجا نظر کا چشمہ ٹھیک کرتی وہ

سامنے کھڑی پروین کو ہٹا کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی

"ارے ارے میرے بے بی کو بھوک لگی ہے۔۔ شش دیکھو آگئی ماما ٹی خالی ہو گئی ہے ہاں
 ابھی دیکھو کیسے ماما علاج کرتی ہیں اپنے بیٹے کا" بیڈ پر لیٹے ارسلان کو گود میں لینے سے پہلے
 عروا اسے گود میں لیتی خاموش کروانے کی کوشش کرنے لگی جس نے پورا گھر سر پر اٹھا رکھا
 تھا

دودھ کی بوتل تیار کر کے اس نے ایک طرف رکھی بہت پیار سے اس کے گال چوم کر اس کا
 نرم و نازک سا ہاتھ اپنے گال سے مس کیا
 جانے پہچانے لمس کو محسوس کرتی وہ خاموش ہو کر آنکھیں بڑی کیے خود پر جھکی عروا کو ٹکڑ ٹکڑ
 دیکھ رہا تھا جب عروا نے دودھ کی بوتل اس کے منہ میں دی آدھا دودھ پینے کے بعد جب
 اس کا پیٹ کچھ حد تک بھر گیا تو اس معصوم سی جان نے پیاری سی مسکان کے ساتھ عروا
 کے بالوں کو مٹھی میں بھر لیا یہ کام اس کا من پسند تھا جیسے ہی وہ اسے اپنی گود میں لیتی
 ارسلان اس کے بالوں سے کھیلنے لگ جاتا۔

کچھ دیر بعد اس کی بھاری سانسوں کی آواز پر اس نے دودھ کی بوتل ایک طرف رکھ کر اسے
 کمرے میں موجود واحد پالنے میں لٹا دیا

خود کو پر سکون کرنے کے لیے وہ بیڈ کرواؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی
 گرتجولیشن میں ہی اس کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا جب وہ ماسٹر کر رہی تھی اس کے باپ نے
 دوسری شادی کر لی پھر ایک دن اچانک ہی وہ پروین کو گھر لے آئے وہ صرف دو ہی بہنیں

تھی دونوں ہی اپنے کام سے کام رکھتی تھی پروین کو اپنی ماں کا درجہ کبھی دے ہی نہیں سکی تھی ایک سال بعد جیسے ہی پروین نے اپنے بیٹے افضل کو جنم دیا دونوں بہنوں کی اہمیت جیسے گھر میں ختم ہو کر رہ گئی تھی عروا پھر بھی دنیا کے ساتھ چلنے والی لڑکی تھی اپنے حق کے لیے بولنا اسے خوب اچھے سے آتا تھا اس کی نسبت رامین ایک کم گو اور ڈری سہمی لڑکی تھی جس کا فائدہ پروین خوب اٹھاتی تھی اپنے کام سے لے کر افضل کے کام تک سبھی پروین رامین سے کرواتی تھی پروین غلطی سے کوئی کام عروا کو کہہ بھی دیتی تو وہ سرے سے نظر انداز کرتی یا بدلے میں کوئی ایسی چیز مانگ لیتی جو پروین کو منظور نہ ہوتی اسی طرح دن گزرتے گئے رامین کو ایک لڑکے سے پیار ہو گیا یہ بات پروین اچھی طرح جانتی تھی شروع میں اس نے ہی رامین کو کھلی آزادی دی جب بات حد سے آگے بڑھ گئی تو اس نے فیصل کو مرچ مصالحہ لگا کر ایسے بات بتائی کہ فیصل کے لیے رامین غلط اور پروین درست ٹھہرے اس نے رامین کی شادی پروین کے کسی رشتے دار سے کر دی جو ہر لحاظ سے رامین سے کم تر تھا اس بات پر عروا نے بہت شور مچایا مگر کسی نے اس کی بات تک نہیں سنی وہ دن بھی آگیا جب رامین رخصت ہو کر اس گھر سے چلی گئی پیچھے عروا روز پروین کے تانے سنٹی مگر کہتی کچھ نہیں تھی جانتی تھی اس نے ذرا سی چوں چاں بھی کی تو اس کا باپ اسے ہی غلط سمجھے گا اس نے اپنا سارا فوکس پڑھائی میں لگا دیا وہ شہر کی سب سے بہترین ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اس بات سے فیصل نے بھی اسے منع نہیں کیا تھا یہ بات پروین کو بہت کھلتی تھی مگر عروا سب نظر انداز کرتی گزرتے وقت

کے ساتھ کامیابی کی سیڑھیاں طے کرتی چلی گئی میڈیکل کے بعد بہت ہی کم وقت میں اس کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اسے شہر کے نامور ہسپتال میں سے جاب کی آفر ہوئی یوں آہستہ آہستہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو چکی تھی فیصل کی وفات کے بعد پروین کھل کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی افضل کہنے کو اس کا بھائی تھا مگر کبھی بھی اسے بڑی بہن کی عزت نہیں دی تھی سارا دن گلی محلوں میں مارا ماری لڑکیاں چھیڑنا بس یہی اس کا کام تھا ایک دو بار پولیس بھی اسے پکڑ کر لے جا چکی تھی مگر عروا نے یہ کہتے ہوئے پروین کی مدد نہیں کی کہ وہ ان کے آوارہ بیٹے پر اپنی محنت کی کمائی ضائع نہیں کرے گی یوں فیصل کا سارا پیسہ اڑانے کے بعد افضل اور پروین عروا کے محتاج ہو کر رہ گئے تھے قسمت بھی عجیب کھیل کھیلتی ہے ہوتا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے کچھ دن سکون کے نہیں گزرے تھے جب رامین بچے کی پیدائش کے وقت اس دنیا سے رخصت ہو گئی نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے سسرال والوں نے بچے کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا ہسپتال کے وارڈ میں پڑی اس کی مردہ بہن کو چھوڑ کر سب اس بات پر لڑ رہے تھے کہ بچہ کس کے پاس جائے گا اور کوئی بھی حامی بھرنے کو تیار نہیں تھا تب عروا نے اس بچے کو گود میں لیتے اسے اپنا نام دیا اس بات سے اسے کوئی غرض نہیں تھی کہ اکیلی اس ننھی جان کی ذمہ داری کیسے سنبھالے گی خود کی خوشیوں اور مستقبل کی فکر چھوڑ کر اس نے اس بچے کو اپنا مانتے ہوئے اسے ارسلان کا نام دیا تھا تب سے وہ اسی کا بیٹا تھا ہسپتال میں بات کرنے کے بعد وہ صبح جاتے ہوئے اسے ساتھ لے

جاتی تھی وہاں اسے چلڈرن وارڈ میں چھوڑ کر وہ ڈیوٹی سے فارغ ہوتے سیدھا اس کے پاس پہنچتی تھی اب تو ہسپتال کا سارا عملہ ہی ارسلان کے پاس ہوتا تھا جسے تھوڑا وقت ملتا وہ ارسلان صاحب کو اٹھائے پھرتا یہ کہنا بہتر ہو گا عروا کے ساتھ ساتھ وہ پورے ہسپتال کا ہی لاڈلا تھا اس کی ایک چیخ پر سب دوڑے چلے آتے

وہ کہتے ہیں نا ہر چور چوری کرنے کے بعد کوئی نا کوئی سراغ چھوڑ ہی جاتا تھا اس بار بھی یہی ہوا تھا شفق کے گہرے نیند سونے کے بعد اس نے کمرے سے باہر نکل کر لیونگ روم کے ساتھ باہر دروازے کے پاس بھی اچھی طرح چیکنگ کی تھی تب اسے میز کے نیچے دبے قالین سے پرس ملا تھا جسے دیکھ کر صالح نے یہی اندازہ لگایا کہ شاید شفق سے اس کی چھینا جھپٹی کے وقت یہ یہاں گر گیا تھا اور اس شخص کا دھیان باہر اکٹھا ہوتے لوگوں کی طرف تھا جلدی جلدی کے چکر میں وہ اس پرس کو اٹھانا بھول گیا تھا جو بھی تھا صالح کے لیے یہ بہت بڑا ثبوت تھا پرس کو کھولنے کے بعد اندر سے اسے ایک لڑکی کی تصویر کے ساتھ ساتھ چند ہزار ہزار کے نوٹ ملے تھے کڑکتے پیسوں کو پرس میں ڈال کر اس نے اچلتی نگاہ تصویر میں مسکراتی لڑکی پر ڈالی اس کی آنکھوں میں اترتے لال ڈورے اس کی دل میں جلتی آگ کو بیاں کر رہے تھے

"بس آج کی رات ہے چین کی نیند سو لو کل کا سورج طلوع ہونے سے پہلے تمہیں ایس پی صالح بتائے گا اس کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کا مطلب کیا ہوتا ہے " جلتی سگریٹ کو ہاتھوں میں مسل کر اس نے پرس کو اپنی جیکٹ میں رکھا کمرے کے خواب ناک ماحول میں قدم رکھتے اس کی نظر شفق کی طرف اٹھی اس ایک پل میں اس نے طے کر لیا تھا اب وہ شفق کو ایک منٹ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑے گا اس کی شروعات وہ آج سے کرنے کا ہی ارادہ رکھتا تھا

بیڈ کی دوسری جانب جا کر بلینکٹ ایک طرف کرتے وہ نیم دراز ہوا اس کے کچھ فاصلے پر لیٹی شفق سمی ہوئی ڈمی سہمی سی لیٹی تھی اس کے ماتھے پر پڑے بل اس بات کی نمائندگی کر رہے تھے آج کر حادثے میں وہ کس قدر ڈسٹرب ہو چکی تھی صالح نے نرمی سے اسے کھینچ کر اپنے قریب کیا جب شفق نے ذرا سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

"م۔۔ میں ٹھیک ہوں " صالح کی فکر کو سمجھتے ہوئے وہ ہچکچا کر پرے ہٹی

"مجھے پتا ہے آپ کتنی ٹھیک ہیں " شفق کی ضد کو ایک طرف رکھتے صالح نے دوبارہ اسے اپنے قریب کرتے اس کا سر اپنے بازو پر رکھا اس کی اتنی سی جسارت پر شفق کی کان کو لو تک سرخ ہو چکی تھی وہ گھبراہٹ کے مارے رونے کو تھی

"کس بات کی تکلیف ہے آپ کو محرم ہوں آپ کا کوئی غیر نہیں کچھ نہیں کر رہا ابھی میں لیٹ جائیں خاموشی سے ورنہ دوسرا طریقہ بھی آتا ہے مجھے " اسے باز نا آتے دیکھ صالح نے

دھمکی دی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا وہ اپنی زور آزمائی چھوڑ کر جلدی سے آنکھیں بند کر گئی صالح نے مسکرا کر اس کی حرکت نوٹ کی دل کی خواہش پر عمل کرتے اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی جب شفق نے روہانے ہو کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی اور وہ اس کی ناراضگی سمجھتے قہقہہ لگا گیا

"اچھا سوری کچھ نہیں کر رہا اب پکا" اسے یوں خفا ہوتا دیکھ وہ اسے خود میں بھیج گیا۔ دن کا اجالا ڈھلا تو ہر سو چاند کی چاندنی کا پہرا چھا گیا اس وقت کلب کی رنگ برنگی روشنی میں ایک کونے میں رکھی کرسی پر بیٹھ لال رنگ کا مشروب ہاتھوں میں لیے وہ وہاں آتی جاتی لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا آستین اوپر کو فولڈ کیے کالی پینٹ کے ساتھ کالی ہی شرٹ پہنے وہ ماحول کا حصہ لگ رہا تھا اس کی تنگ شرٹ سے جھلکتے کسرتی بازو ماتھے پر بکھرے سے ریشمی بال ہر لڑکی کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے کافی بار لڑکیوں نے خود آکر اس سے دوستی کرنے میں پہل کرنے کی کوشش بھی کی مگر اس کے ایک بار آنکھ دکھانے پر ان میں سے کوئی بھی وہاں دوبارہ بھٹکی نہیں تھی اس کی نظریں مہمانوں کو سرو کرتی بس ایک ہی لڑکی پر ٹکی تھی چہرے پر سچی فاتحانہ مسکان اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھی وہ اپنے مقصد کے کس قدر قریب تھا جیسے ہی وہ لڑکی اس جگہ سے باہر نکلی وہ ہاتھ میں تھاما گلاس ایک جگہ رکھ کر اس کے پیچھے چل دیا "کون ہو تم؟" اس وقت سنسان سے گوشے میں کھڑی تھی جب قدموں کی آہٹ پر پلٹ کر اس نے اس خبرو سے مرد کو دیکھا

"مجھے دیکھ کر اگر آپ کو کچھ یاد نہیں آ رہا لیڈی تو یقیناً میں انجان ہوں آپ کے لیے۔ یقیناً
 کریں اس طرح انجان جگہ پر سڑک کے بچ و بچ کھڑے ہو کر ایک اجنبی سے اس کا تعارف لینا
 بڑی احمقانہ سی بات ہے" وہ مغرور انداز میں اپنی چال چلتا اس کے مقابل آکھڑا ہوا
 "چپ چاپ بتاؤ میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟" لڑکی اس کا انداز دیکھ کر غرائی تھی
 "تمہارا شوہر کہاں ہے؟" سپاٹ سے لہجے میں سوال کرتا وہ لڑکی کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا
 "مجھے --- کی --- کیا پتا؟" وہ انکاری ہو کر الٹے قدم لیتی تیز تیز چلنے لگی جب وہ سامنے سے آ
 کر اس کے سر پر گن تان گیا

"سوری مگر آپ کو چلنا ہو گا میرے ساتھ" اس کے گن سے اشارہ کرتے نا جانے کہاں سے
 ایک کار آکر ان کے پاس کی
 تم مجھے ڈرا رہے ہو؟

"جی نہیں میں وارن کر رہا ہوں ورنہ میرے پاس شوٹنگ کے آرڈر اب بھی ہیں" کار کی
 پچھلی طرف کا دروازہ کھولتے اس نے لڑکی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جو خود کو گن پوانٹ پر دیکھ کر
 بیٹھ بھی گئی

ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا اشارہ کرتے اس نے گن کو سیفٹی بیلٹ میں رکھا
 "آپ پولیس والے ہیں؟" وہ لڑکی اتنی بھی بیوقوف نہیں تھی جتنی اسے لگ رہی تھی مگر جواب
 دینا نا دینا اس کی مرضی تھی وہ اس وقت خاموش رہنے کے موڈ میں تھا

پوری رات بے چینی سے کاٹنے کے بعد جیسے ہی اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولی صالح اس کے سر پہ بیٹھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا پیار بھری مسکان اسے دینے کے بعد اس نے بھنویں اچکا کر سوتی جاگتی شفق کو دیکھا جو نفی میں سر ہلاتی اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی آہ --- وہ کہنی کے بل اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی جہاں چاقو کا کٹ لگا تھا

"طبیعت کیسی ہے؟" اس کی توجہ اپنی جانب کرتے صالح نے اسے بازو سے تھام کر اٹھنے میں مدد دی

"ٹھیک ہے اب" شفق نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی

"فریش ہو کر ناشتہ کر لیں پھر چاہے تو سو جائیے گا" اس کی گال پر آتی لٹ کو پیچھے ہٹا کر صالح نے اسے خود سے قریب کیا جب اس کے یک دم موڈ بدلنے پر وہ بوکھلا سی گئی

"مجھے نہیں آئی نیند" وہ اسے خود سے پرے کرتی نظریں چرا گئی

"اچھا تو اس کا کیا مطلب سمجھوں میں رات بہت اچھی نیند آئی آپ کو؟" اس کا معنی خیز جملہ اسے حیا سے لال کر گیا

"مجھے نہیں پتا" وہ بس جان چھڑانے کے موڈ میں تھی

"پھر سے کوشش کر کے دیکھ لیں" صالح نے اس کے کان میں سرگوشی کی

"بہت بے شرم ہیں آپ" صالح کو باز نا آتا دیکھ شفق اسے دھکا دیتی واشروم میں بند ہو گئی

"ارے میں تو صرف نیند کی بات کر رہا تھا" اس نے ہنستے ہوئے قہقہہ لگایا

شفق کو اچھی طرح ناشتہ کرانے کے بعد صالح نے اس کے زخموں پر دوائی لگائی تھی آج کام سے اس سے چھٹی لے لی تھی آج کا پورا دن وہ شفق کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا

نوشین اور خالہ سے ملنے کے بعد محلے کے چند افراد بھی اس سے ملنے آئے تھے جن سے ایک دو باتیں کر کے اس نے معذرت کر لی اس کا ارادہ شفق کو سیر کروانے کا تھا مگر وہ پہلے ہی اپنے گھر جانے کی ضد کیے بیٹھی تھی بڑے کڑے بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا پہلے وہ شفق کو اس کے گھر لے جائے گا اور پھر دونوں گھومنے جائیں گے شفق کمرے میں تیار ہو رہی تھی وہ باہر بیٹھا سکون سے چنیلز سرچ کرتا اس کا انتظار کر رہا تھا آدھے گھنٹے بعد جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھلا صالح کی نظریں اسی پر ٹک گئیں

آسمانی رنگ کی گھیر دار فراک کے ساتھ سفید ٹراؤڈر اور گلے میں پنک رنگ کا دوپٹہ زیب تن کیے اسے حیرت سے گنگ کر گئی ریشمی لمبے بال پشت پر لہراتے ہوئے الگ ہی انداز بیاں کر رہے تھے بھوری آنکھوں پر سچی اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کی چلمن کو مسکارے سے سجائے نرم و نازک سے لبوں پر نیچرل گلوں لگائے وہ کسی اور ہی دنیا سے آئی اپسرا لگ رہی تھی

"چلیں؟" ہیل سے ٹک ٹک کرتی وہ اس کے سر پر کھڑی پوچھ رہی تھی

"دل تو نہیں کر رہا مگر ہائے قسمت آپ کو خفا بھی نہیں کر سکتے" اس کا ہاتھ تھام کر وہ

محبت لٹاتے انداز میں بولا تو شفق کی ہنسی نکل گئی

"آپ میرے جذلوں کی توہین کر رہی ہیں؟" وہ خفا خفا سا بھی شفق کے دل کے تار چھیڑ رہا تھا جینز کے ساتھ رف سی شرٹ پہنے بھی اس کے ساتھ کھڑا رچ رہا تھا دیکھنے والا ان کی جوڑی کو سراہے بنا رہ نہیں سکتا تھا

"غلط الزام مت لگائیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے صالح کو دیکھ کر اس نے گھوری دی جو سر خم کرتا اپنی نظریں ڈرائیونگ پر مرکوز کر چکا تھا اس کا پیار ہی تھا کہ شفق سب بھلا کر کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی اپنے ہر ایک انداز میں محبت اور نرمی سموئے اس نے بہت پیار اور احساس سے شفق کے دل میں بیٹھے ڈر کو باہر نکال پھینکا تھا ہر پل اسے اپنا ساتھ محسوس کرواتے وہ شفق کو باور کرا چکا تھا کہ زندگی کے ہر موڑ پر وہ اس کے ساتھ کھڑا رہے گا جس قدر وہ خوف سے مرجھا سی گئی تھی اس کی محبت کے شجر تلے آکر اس قدر ہی پرسکون ہو چکی تھی

ارسلان کو گود میں لیے وہ اپنی ڈے کی شفٹ ختم کرتی ہوئی گھر پہنچی تھی جب گھر کے باہر بہت سی بھیڑ دیکھ کر اس کا دماغ ہی خراب ہو گیا

"گھوڑے گدھوں کی طرح کام کرنے کے بعد انسان گھر جا کر سکون بھی نہیں کر سکتا ہر روز کا نیا تماشا" وہ جھنجھلاتی ہوئی اس بھیڑ کو چیر کر اندر داخل ہوئی سامنے دو عورتیں اور تین مرد پروین اور افضل کے سامنے کھڑے تھے ان کے ساتھ کھڑے لڑکے کے سر سے خون بہہ رہا تھا گرمیوں پھٹ کر نیچے لٹک رہا تھا سفید قمیض خون و خون کیے وہ معصوم سی شکل بنائے

انصاف کی دہائی مانگنے آیا تھا دوسری طرف افضل سینہ چوڑا کیے پروین کے ساتھ ایسے کھڑا تھا جیسے کوئی تمغہ لے آیا ہو

"ذرا ایک منٹ" سب کو دیکھ کر وہ انہیں ایک طرف کرتی ارسلان کو لے کر ان کے درمیان سے گزری

"اب آپ لوگ دوبارہ شروع کر لیں" واپس مڑ کر انہیں اشارہ کرتی پروین کا غصے سے لال چہرہ دیکھ کر کمرے کی طرف بھاگی اس کے قدم رکھنے سے پہلے ہی بلند آوازیں اس کے کانوں تک پہنچ چکی تھی

کمرے کا دروازہ اچھی طرح بند کر کے اس نے کنڈی لگائی ارسلان نیند میں تھا تو اسے بیڈ پر لیٹا کر وہ فریش ہونے چلی گئی

آرام دہ کپڑے زیب تن کیے وہ بال خشک کر کے کچھ کھانے کی غرض سے نیچے آئی تو بھیر میں اضافہ ہو چکا تھا سب پر لعنت بھیج کر اس نے کچن کا رخ کیا

"واہ مینو تو شاندار ہے" ہونٹوں کو گول کرتے اس نے آنکھوں کو پھیلا کر کھانے سے بھرے ڈونگے دیکھے

جن میں قورمہ نان بریانی کھیر سب تھا یہ سب پروین نے ہی افضل کے لیے منگوا کر رکھا تھا وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی سارا کھانا اپنی پلیٹ میں بھرنے کے بعد چچ اور پانی کا گلاس ٹرے میں رکھتی باہر پڑے صوفے پر آن بیٹھی

"لائو شو دیکھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے" کھانے سے بھرپور انصاف کرتی وہ ان عورتوں کو پروین پر چڑھتا دیکھ تبصرہ بھی کر رہی تھی ساتھ کھڑا افضل اسے ایسے دیکھ رہا تھا مانو ابھی کھا جائے "عروا ذرا پولیس کو فون لگا ابھی مزہ چکھاتی ہوں میں ان لوگوں کو" خود کو کمزور پرہتا دیکھ پروین نے سامنے بیٹھی عروا کو آواز لگائی یقیناً اس سے مدد مانگ رہی تھی صاف نظر آ رہا تھا افضل نے جان بوجھ کر اس لڑکے کی پٹائی کی تھی وہ بھی سب کے دلوں میں اپنا ڈر بیٹھانے کے لیے پر سارا معاملہ الٹا اسی پر الٹ گیا

'معاف کیجئے گا لیکن میرے موبائل کا کریڈیٹ صبح ہی ختم ہو گیا تھا ہوتا بھی تو آپ کے اس نکمے جاہل بیٹے پر بالکل خرچ ناکرتی" کھانے کی پلیٹ ایک طرف رکھ کر اس نے لگی لپٹی بغیر سب کے سامنے دونوں ماں بیٹے کی عزت اتار دی سونے پر سہاگایہ ہو گا دوسری پارٹی نے پولیس کو کال ملا کر افضل کو گرفتار کرا دیا

ذاکر اور طاہرہ شفق کے اچانک گھر آنے پر چونکنے کے ساتھ مسکرا بھی اٹھے تھے شفق ذاکر کے گلے لگی کھڑی تھی طاہرہ بھی صالح کو پیار دے کر اسے اندر لے آئی ناذاکر نے اس سے بات کی نا اس کا کوئی ارادہ تھا دونوں چپ کا روزہ رکھے بس آنکھوں سے کام چلا رہے تھے صالح جانتا تھا ذاکر کا غصہ نا جائز نہیں تھا مگر اس سب کی وہ اسے سزا بھی دے چکا تھا اب اس نے بھی سوچ لیا تھا ذاکر پہل کرے گا تبھی وہ بھی اس سے بات کرے گا چھوٹی سی بات کو دونوں انا کا مسئلہ بنا کر بیٹھ گئے تھے

جیسے ہی ملازمہ نے کھانے لگنے کا بتایا ذاکر صالح کی طرف دیکھے بنا اسے کھانے کی میز کی طرف لے آیا اس بار شفق کو بھی ذاکر کا یہ رویہ برا لگا تھا

"بھائی پلیز جا کر انہیں لے کر آئیں ورنہ میں کھانا نہیں کھا رہی" بھائی کی بات مان کر چلی تو آئی تھی مگر اب بیٹھنے سے انکار کر گئی

"اسے بھوک نہیں ہو گی اس لیے نہیں آیا تم بیٹھو" وہ اس کے لیے پلیٹ سیدھی کرتا بات کو ٹال گیا

"بھوکی میں بھی نہیں آئی تھی وہ مہمان ہیں ہمارے آپ میرے شوہر کے ساتھ یہ نہیں کر سکتے تھے" اس کے خفا ہو جانے پر نا چاہتے ہوئے ذاکر کو صالح کے پاس جانا پڑا

"یہاں کیوں بیٹھے ہو؟" صالح صوفے پر بیٹھا موبائل پر مصروف تھا جب اس کی آواز پر متوجہ ہوا

"پہلے بتا دیتے میں کار سے باہر ہی نہیں نکلتا" صالح غصہ ضبط کرتا بات کو غلط مطلب میں لے گیا

"بکواس مت کرو میں نے ایسا کچھ نہیں کہا" ذاکر کا پارا بھی ہائی ہوا تھا

"تمیز سے بات کرو" صالح دبی دبی آواز میں غرایا تھا وجہ پیچھے بیٹھی شفق تھی جو دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی

"اس بات پر خود عمل کرنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" ذاکر اس سے بھی دگنی آوازیں غرایا تھا

"بھائی۔۔۔۔!" ذاکر کے پیچھے کھڑی شفق صدمے سے چلائی تھی دونوں کو دبی آواز میں بات کرتا دیکھ اسے لگا وہ نارمل بات چیت کر رہے ہیں اس بات سے خوش ہوتی دونوں کے پاس پہنچی تو معاملہ ہی الٹ تھا

"میں گھر جا رہا ہوں تم میرے ساتھ چل رہی ہو" صالح ذاکر کو دیکھے بنا شفق سے مخاطب ہوا "میری بہن تمہاری پراپرٹی نہیں ہے"

"اگر میں کہوں ہے تو؟" صالح بھی کہاں باز آنے والا تھا

اس سے پہلے وہ مرنے مارنے پر اتر آتے چونکے تب جب پاس کھڑی شفق چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے میں مصروف تھی

شفق۔۔! بیک وقت دونوں بھاگتے ہوئے اس تک پہنچے دونوں کے چہرے پریشانی کے تاثر سے لبریز تھے

"آئی ایم سوری۔۔۔" اسے یوں آنسو بہا کر ہلکان ہوتا دیکھ صالح نے پہل کرتے ذاکر کو دیکھتے معافی مانگی کہیں نا کہیں یہ بات ذاکر کے دل کو بھی چھوئی تھی جیسا سا تھی اس نے شفق کے لیے سوچا تھا صالح کافی حد تک اس پر کھرا اترتا تھا اس دن غصے میں ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ ہی نہیں سکا تھا جس قدر وہ تڑپا تھا شفق کو دیکھ اس کا بھی وہی حال تھا اس کی آنکھوں

میں شفق کے لیے محبت کی جھلک دکھائی پڑتی تھی کل تک کی اس کی بکھری سی بہن کو کس قدر پیار سے اس نے سمیٹا تھا اسے اندازہ تھا شفق کا ہنستا مسکراتا چہرہ دیکھ کر تو اس کے بے چین دل کو بھی قرار آیا تھا کچھ کہے بنا اس نے صالح کو گلے لگایا

"تم نے مجھے سوری نہیں بولا" اسے خود سے دور کرتا وہ ابھی بھی گلا کر رہا تھا جب شفق اور ذاکر نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا یہ آدمی کبھی نہیں سدھر سکتا تھا

"آئی ایم سوری" اس نے خود کو سنجیدہ کرتے صالح کو دیکھا

"بھوک لگی ہے؟" شفق کی طرف دیکھ کر صالح اس کے آنسو صاف کرتا کھانے کی میز پر لے گیا ذاکر کو ویسے ہی نظر انداز کر رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے اس نے صالح کو کیا تھا پیچھے کھڑے ذاکر نے ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کی اس کی نظروں کے سامنے اس کے گھر کھڑا ہو کر وہ خود کو اس سے بہتر ثابت کرنے کی کوشش میں تھا

ایک بھر پور دن گزارنے کے بعد صالح شفق کو لیے ایک الگ راستے پر گامزن تھا سنسان سی سرک جس کے دونوں اطراف میں گھنے سرسبز درخت کسی جنگل کا سماں دے رہے تھے شفق کب سے خاموش بیٹھی اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہی تھی دو بار پوچھنے کے باوجود اسے جواب نہیں ملا تھا ایک پرانی سی عمارت کے سامنے گاڑی روکنے پر وہ گاڑی سے اتر کر اس کی طرف آیا

"آ جاؤ" شفق اس کے کہنے پر باہر نکلی تو صالح اس کا ہاتھ پکڑ کر عمارت کے اندر داخل ہوا

"بتائیں تو یہاں کیوں آئے ہیں ہم؟" اردگرد جگمگاتے جالوں اور دھول مٹی سے اٹے اس گھر کو دیکھ کر پریشان سی ہو گئی تھی

"اب آگئے ہیں تو خود دیکھ لینا" اسے لے کر وہ اندر ایک کمرے میں داخل ہوا جہاں ایک عورت کے ساتھ ایک مرد بھی موجود تھا

"کیا چاہتے ہو تم؟" صالح کے اندر قدم رکھتے وہ عورت چیخنی تھی

"آواز نیچی رکھو ورنہ تمہارے حق میں بہتر نہیں ہو گا" سرد لہجے میں اس عورت کو جواب دیتے اس نے شفق کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک صاف ستھری کرسی پیش کی اس کے ہاتھ پر نرمی سے دباؤ ڈال کر وہ اسے تسلی دے رہا تھا جسے سمجھ کر شفق نے سر ہلادیا

"تمہارا آدمی مجھے یہاں کیوں لایا ہے؟" اس کے خوف سے قدرے کم آواز میں بات کرتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی جب اس کے ایک اشارے پر پیچھے کھڑے ارحم نے اسے پیچھے لے جا کر کرسی سے باندھ دیا

"کیا کر رہے ہو تم لوگ؟" وہ خود پر تنگ ہوتی رسیوں کو دیکھ کر خود پر قابو نہ پاتے ہوئے چلائی تھی جب صالح نے جیب سے کپڑا نکال کر اس کا منہ بھی بند کر دیا شفق صدمے سے بیٹھی ساری کروائی دیکھ رہی تھی صالح کا یہ انداز دیکھ کر اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ اس سے کچھ پوچھ بھی سکے

"کچھ نہیں کر رہے بس چارہ پھینک رہے ہیں مچھلی کے جال میں پھنسنے کے لیے " خود بھی شفق کے برابر بیٹھ کر اس کا زرد پڑنا چہرہ دیکھتے وہ نا محسوس طریقے سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام گیا جبکہ اس کی حرکت کو نوٹ کرتے ارحم کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ نے ڈیرہ جمالیا شفق کو اپنی طرف دیکھتے پا کر اس نے سر کو حرکت دیکھتے دور سے ہی اسے سلام کیا جسے دیکھ کر صالح نے اسے گھوری دی تو نظروں کا رخ پھیر گیا

پانچ منٹ کے انتظار کے بعد ہی کوئی دروازہ توڑنے کے سے انداز میں کھولتا اندر داخل ہوا جو کوئی بھی تھا پسینے سے نہایا ہوا ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جھکا ہوا زور زور سے سانس لے رہا تھا شاید وہ بھاگتے ہوئے وہاں پہنچا تھا اس کے چہرے پر لگا بڑا سا کٹ اسے مزید خوفناک بنا رہا تھا شفق سہم کر صالح کی شرٹ کو پیچھے سے مٹھیوں میں دبوچ گئی۔ اس آدمی کو دیکھ کر جہاں رسیوں سے بندھی وہ عورت جامد ہوئی صالح کی آنکھوں میں خون اتر آیا

"تو نے یہ سب کر کے اچھا نہیں کیا ایس پی " وہ آدمی دھاڑتا ہوا صالح کی طرف بڑھا جب ارحم نے اسے گردن سے دبوچ کر زمین پر بیٹھنے پر مجبور کر دیا

"مجھے ---- گھر جانا ہے پلیز " اپنی آنکھوں کے سامنے اس آدمی کو مار کھاتا دیکھ شفق کی آنکھوں میں نمی اتر آئی

"خبردار اگر تم نے آنسو بہائے" شفق کی پانی سے بھری آنکھیں دیکھ کر صالح نے کاٹ دار لہجے میں اسے ٹوکا شفق اس کا انداز دیکھ کر ہی خوف سے پیچھے ہوتی دیوار سے لگ گئی وہ نہیں جانتی تھی یہاں کیا ہو رہا ہے یہ لوگ کون تھے وہ بس گھر جانا چاہتی تھی

"اسے پہچانتے ہو نا تم؟" وہاں بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے صالح نے اسے بالوں سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا رحم اس کی گردن چھوڑ کر آرام سے شفق کے ساتھ جا کھڑا ہوا اب بس تماشا دیکھنے کا وقت تھا

"تم ہنس کیوں رہے ہو؟" شفق نے سرگوشی کرتے پاس کھڑے لڑکے سے پوچھا

"آپ کو ایکشن موویز پسند ہیں؟" وہ اس معصوم سی لڑکی کو دیکھ کر الٹا سوال کر گیا اس سے پہلے وہ کوئی سوال کرتی صالح اپنی پر اتر آیا تھا سامنے کھڑا آدمی کسی روئی کی طرح دھل رہا تھا کمرے میں صرف اس آدمی کی چیخیں گونج رہی تھی وہ زمین پر لیٹا اپنا بچاؤ کرنے کی تگ و تود میں تھا مگر صالح آج اسے بخشنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھا اس کا جسم جگہ جگہ سے زخمی کرنے کے بعد اسے آدھ موا چھوڑ کر وہ اپنا زخمی ہاتھ جھٹکتا ہوا کھڑا ہوا مار دھاڑ کی آواز بند ہونے پر شفق نے بند آنکھوں کو کھول کر ڈرتے ڈرتے اس آدمی کو دیکھا جب صالح نے اس آدمی کو بالوں سے پکڑ کر اسے شفق کے قدموں میں پھینکا اپنی جانب آتی اس افتاد پر چیخ کر دو قدم پیچھے ہٹی

"معافی مانگ" جوتے سے اسے ٹھوکر مار کر اس نے شفق کو اپنے حصار میں لیا

"مجھے --- مجھے معاف کر دو" وہ شفق کے آگے ہاتھ جوڑ کر منہ سے خون تھوکتا اس سے معافی مانگ رہا تھا شفق خود پریشان تھی یہ ہو کیا رہا ہے

"گاڑی میں بیٹھو میں آتا ہوں" صالح کے اشارے پر ارحم اسے کمرے سے باہر لے آیا "پانی" اسے ہاتھ مسلتا دیکھ ارحم نے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی شفق کو خود بھی اس وقت پانی کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی ڈھکن کھول کر اس نے پوری بوتل منہ پر رکھ لی

"میں آپ سے کچھ پوچھوں؟" اپنے بھرے بھرے لہجے پر ضبط کرتے اس نے ساتھ چلتے ارحم سے سوال کیا

<https://www.classicurdumaterial.com/> ضرور --

Support@classicurdumaterial.com "یہ آدمی کون تھا؟"

اور --- اور وہ اندر کیا چل رہا تھا یہ جیل بھی نہیں لگ رہی میں نے فلموں میں دیکھی یہ تو گھر جیسا لگ رہا ہے "چاروں طرف نظر دوڑا کر اس نے ارحم کو اپنی الجھن ظاہر کی جو ساکت سا کھڑا اسے دیکھ کر بے ہوش ہونے کو تھا

"کیا ہوا ہے؟" شفق نے ڈرتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا اس نے تو کچھ بھی غلط نہیں پوچھا تھا بس چھوٹا سا سوال کیا تھا

"آپ کو نہیں پتا اندر موجود آدمی کون تھا؟" ارحم نے بے یقینی سے اسے دیکھا

"مجھے کیسے پتا ہو گا؟" شفق نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا جب لگے لمحے رحم قہقہہ لگاتا اپنا پیٹ پکڑے گرنے والا ہو گیا

"اچھا اچھا سوری" اس کا غصے سے تلملاتا چہرہ دیکھ کر رحم فوراً سے سیدھا ہوا

"جس آدمی نے آپ پر حملہ کیا تھا وہی تھا ہم نے کل رات ہی اس کی بیوی کو اٹھایا تھا تبھی وہ آج سر کے دھمکی دینے پر بھاگتا ہوا آیا تھا اپنی بیوی کو بچانے" بات کو مختصر کرتے اس نے شفق کے گزار دی جو ہکا بکا کھڑی تھی

"جب اس نے آپ سے معافی مانگی آپ نے سر کیوں ہلایا؟" وہ دلچسپی سے اس بھولی سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے پیچھے اس کا ہوش و حواس میں رہنے والا سر آج پاگل ہو گیا تھا

"وہ تو بس اسے مار سے بچانے کے لیے کیا تھا میں نے" گاڑی میں بیٹھتی شفق نے اسے اصل بات بتائی

"یہ بات سر سے مت کہئے گا ورنہ ممکن ہے وہ اس آدمی کو جان سے مار ڈالیں" صالح کو باہر آتا دیکھ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہوتا وہ وہاں سے نکلا تھا

جس لڑکی کے چکر میں ایس پی صالح نے آج قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا وہ یہ تک نہیں جانتی تھی یہ سب ہو کس لیے رہا ہے

"میں کہتی ہوں باہر نکل میرے بیٹے کو جیل بھجوا کر خود آرام سے کمرے میں پڑی ہے"

پروین بھناتی ہوئی اس کے کمرے کے باہر چکر لگا رہی تھی جو اندر جانے کب سے ارسلان کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی

"کیا ہے کیوں دماغ خراب کر رکھا ہے؟" ارسلان کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے عروا نے کمرے سے باہر آتے دروازہ دوبارہ بند کر دیا

تمہاری وجہ سے وہ لوگ میرے بیٹے کو لے کر چلے گئے میں کچھ نہیں جانتی تم ہی اسے رہا کرا کر لے کر آؤ۔۔۔

"میری وجہ سے نہیں وہ اپنے کارناموں کی وجہ سے جیل کی ہوا کھا رہا ہے میں تو کہتی ہوں رہنے دیں اندر عقل ٹھکانے آجائے گی" اپنے مفت مشورے سے اسے نوازتی وہ پروین کو آگ لگا گئی

"میں بھی دیکھتی ہوں کیسے نہیں جاتی تم تمہارا تو باپ بھی جائے گا" اسے دروازے کے آگے سے دھکا دے کر وہ پھرتی سے اس کے سنبھلنے سے پہلے کمرے میں گھس گئی اور دروازہ اندر سے لاک کر لیا

"یہ کیا حرکت ہے دروازہ کھولیں؟" ارسلان کو خود سے دور ہوتا دیکھ اس کی جان پر بن آئی

"پہلے میرے بیٹے کو چھڑوا کر آ اور اپنا لالڈلا لے جا ورنہ آج یہ یونہی پڑا روتا رہے گا ہو سکتا ہے بھوک سے مر بھی جائے یاد رکھ جتنی جلدی جائے گی اتنی جلدی یہ تیرے پاس ہو گا" وہ جانتی

تھی عروا کی جان ارسلان نامی طوطے میں بند تھی اب وہ اس کی اسی کمزوری پر وار کر کے اسے بلیک میل کر رہی تھی

عروا کو یقین تھا اس نے ایسا نا کیا تو پروین سچ میں ایسا ہی کر دکھائے گی ابھی وہ سویا ہوا تھا گھڑی پر وقت دیکھ کر اس نے ارسلان کے اٹھنے کا اندازہ لگایا دروازے کو پیر سے ٹھوکر مار کر وہ باہر صوفے پر پڑا اپنا پرس اٹھا کر لگ بھگ باہر کی طرف دوڑی تھی

"اللہ بھی نا بڑی نا انصافی کرتا ہے اچھے لوگوں کو اوپر بلا لیتا ہے باقی بچے کچھے ذلیل لوگوں کو ہماری چھاتی پر مونگ دلنے کے لیے چھوڑ دیا ہے کیا ہو جائے گا اگر ان ماں بیٹے میں سے کسی ایک کو بھی اوپر بلا لے کچھ تو چین لوں گی میں " بینک سے پیسے نکالنے کے بعد وہ سیدھا پولیس سٹیشن آئی تھی

سفید کرتی کے ساتھ کسپری زیب تن کیے آنکھوں کو چشمے سے چھپائے سر پر سٹالر سجائے ہر شخص کی اٹھتی نظروں کا مرکز بنی کھڑی تھی اسے کسی بھی حال میں افضل کو چھڑوانا تھا دل بار بار ارسلان کے لیے غوطے کھا رہا تھا

دو گھنٹے کی مسلسل جدو جہد اور زلالت جھیلنے کے بعد آخر کار وہ افضل کو رہا کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی اس سب میں اس نے وکیل کے ساتھ دوسری پارٹی کے علاج کے خرچہ کے لیے اچھی خاصی رقم بھی ادا کی تھی

"یوں غنڈہ گردی کرتے تمہیں شرم نہیں آتی لو لنگڑے تو ہو نہیں کہ کام نہیں ملے گا تھوڑا اپنی عمر کا لحاظ بھی کر لیا کرو" تمھانے سے اس کے ہمراہ باہر نکلتی وہ غصے کی زیادتی کے باعث وہیں اس پر برس پڑی

"تم اپنی اوقات میں رہو سمجھی زیادہ نصیحت مت جھاڑو میرے سامنے" افضل اسے بچ راستے میں بڑے چھوٹے کا لحاظ کیے بنا ہی کھری کھوٹی سنا کر پتا نہیں کہاں کو چل دیا "بد تمیز جاہل نا ہو تو جیسی ماں ویسا بیٹا خود تو دونوں چلے گئے میری جان عذاب میں ڈال گئے" وہ دل ہی دل میں اپنے ماں باپ کو یاد کرتی گھر جانے کے لیے کسی رکشے کا انتظار کر رہی تھی

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" ارحم کام ختم کرتا گھر کی طرف جا رہا تھا جب اسے تمھانے کے سامنے سڑک کے کنارے کھڑے دیکھ اس کی تیوری چڑھی "بس اسی کی دیر تھی" وہ چشمہ ٹھیک کرتی بڑبڑائی

"میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے؟" ارحم اسے خاموش دیکھ کر سختی سے پیش آیا اس لڑکی سے اسے جتنی بھی چڑکیوں نا تھی خود کو اس سے پوچھے بنا روک نا پایا تھا "یہاں لنگر تو بٹ نہیں رہا ظاہر سی بات ہے کام سے آئی تھی اب ختم ہو گیا تو گھر ہی جاؤں گی عجیب پاگل انسان ہیں آپ" وہ اسے خود پر بھڑکتا دیکھ تمللا اٹھی تھی

"زبان بند رکھیں چلیں میرے ساتھ میں چھوڑ دیتا ہوں آپ کو اندھیرا چھا رہا ہے آپ اس وقت اکیلی سڑک پر گھڑی نا جانے کس کرشمے کا انتظار کر رہی ہیں " اسے یوں تن تنہا دیکھ کر ارحم کے ماتھے پر بل پڑے

"کیا تکلیف ہے آپ کو مجھے نہیں جانا کہیں ؟ " عروا کا بس نہیں چل رہا تھا اس بیوقوف کا سر پھاڑ دے

"یوں سچ سنو کر سڑک کنارے گھڑی ہو کر آپ ہر آتے جاتے کو دعوت نظارہ دے رہی ہیں اس سے بہتر ہے پولیس والے سے لفٹ لے لیں " پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے وہ نظریں سڑک پر لٹکائے بیٹھا تھا عجیب بے نیازی تھی اسے لفٹ بھی دے رہا تھا اور ہر انداز سے لا پرواہی بھی جھلک رہی تھی

"یو مسٹر ماسٹرڈ یور لینگویج

یہ کس انداز میں بات کر رہے ہیں آپ مجھ سے " اپنے لیے اس کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر عروا جنگ کے محاز پر اتر آئی

"کون سی گینگ سے ہیں آپ ؟ " وہ اس کے آستین چڑھانے کے انداز دیکھ کر محفوظ ہوا تھا "جلدی چلیں پلیز " جانتی تھی یہاں سے ہٹنے والا وہ بھی نہیں تھا ویسے بھی وہ پولیس والا تھا اتنا تو اسے بھروسہ تھا ہی کہ اس کے ساتھ محفوظ رہے گی بار بار گھڑی پر وقت دیکھتی وہ لب کاٹ رہی تھی ارحم نے ڈرائیونگ سٹارٹ

کرتے اس کے بتائے ایڈریس پر گاڑی موڑ لی

"یہاں کس کام سے آئی تھی آپ؟ عموماً ایک ڈاکٹر تو ہسپتال میں پائی جاتی ہے" دونوں کے

درمیان حائل خاموشی کو توڑتے ارحم نے اس سے سوال کیا

"میری جیسی پھوٹی قسمت والے لوگ ایسے ہی راہ چلتے مل جاتے ہیں" وہ بنا سوچے سمجھے خود
کی قسمت پر ماتم کرتی ارحم کو چونکنے پر مجبور کر گئی

آپ کا شوہر کہاں ہے؟

"بھاڑ میں؟" وہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑی تھی

"اوہ۔۔۔۔! تو کیا آپ کو جہنم تک لفٹ چاہیے مجھ سے؟" ارحم اسے جان بوجھ کر لڑنے کے

لیے اکسارہا تھا <https://www.classicurdumaterial.com/>

"نہیں وہاں تو آپ جیسے اعلیٰ طبقے کے لوگ رہتے ہوں گے ہم جیسے چھوٹے لوگوں کا کیا کام"

شیشے سے باہر دیکھتے اس نے گھڑی پر وقت دیکھا ارسلان کو نیند سے جاگے ایک گھنٹہ بیت

چکا تھا اسے یقین تھا وہ ضرور اسے ڈھونڈتے ہوئے رو رہا ہو گا اسے بھوک لگی ہوگی مگر وہ یہ

نہیں جانتی تھی اس کی بے چینی، پریشانی سے لب کاٹنا غرض کہ ہر چھوٹی چھوٹی حرکت پر

پاس بیٹھے ارحم کی نظر تھی

دس منٹ کی ڈرائیو کو پانچ منٹ میں مکمل کرتا اس کے دئے گئے پتے پر پہنچا وہ بھگدڑ مچاتی گاڑی سے باہر نکل کر گھر کے اندر داخل ہو گئی بنا اسے ایک بھی لفظ کہے وہ جو اس سے شکریہ جیسے الفاظ سننے کے انتظار میں بیٹھا تھا اس کے اس طرح جانے پر سخت بد مزہ ہوا "عجیب بد دماغ لڑکی ہے، نہیں بلکہ ڈاکٹر ہے چھوڑو مجھے کیا" اپنی بات کی خود ہی تردید کرتے اس نے گاڑی واپس موڑ کر رفتار بڑھا دی

وہ اس وقت بیڈ پر بیٹھی ہاتھ میں کتاب لئے خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی آئینے کے سامنے تیار ہو رہے صالح کی نظریں اسی پر ہی جمی تھی کب سے اسے دیکھ رہا تھا جو کچھ کہنا تو چاہتی تھی مگر کہہ نہیں پا رہی تھی

"کچھ کہنا ہے؟" اسے چوری چوری خود کو دیکھتا پا کر وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا "نہیں تو میں نے کیا کہنا ہے" کندھے سے لٹکتی اپنی چٹیا کے بلوں سے کھیلتی وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا گئی

"ادھر دیکھیں میری طرف" اس کے ہاتھ سے کتاب لے کر اس نے ایک طرف صوفے پر

پھینک دی اپنے سامنے اسے اس کا یوں بے جان چیزوں کو توجہ دینا سخت زہر لگا تھا وہ اسے گھورتی دوبارہ کتاب اٹھانے کے لیے بیڈ سے اٹھی جب اس کی بل کھاتی چوٹی وہ اپنی مٹھی میں قید کرتا اسے پیچھے کھینچ چکا تھا

"کیا ہے؟" اپنے بال اس کی گرفت سے نکال کر وہ اس کی مسکراتی نظروں سے اپنی نظریں چرا گئی

"ٹھیک ہے مت بتائیں میں جا رہا ہوں" سر پر کیپ لیتے وہ کلائی میں گھڑی باندھتا کھڑا ہوا جب وہ

اس کے سامنے آتی سرعت سے اس کا راستہ روک گئی
 "میں ناراض تھی" اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی وہ اسے باور کروا رہی تھی کہ وہ اسے سمجھنے میں ناکام ٹھہرا ہے

"جانتا ہوں مگر اس معاملے میں آپ کو منا کر میں مزید شے نہیں دے سکتا" اس کے ماتھے پر لب رکھتا وہ اسے جتا گیا کہ اس کی ذات سے بے خبر ہونا اس کے لیے ناممکن سی بات تھی
 "آخر آپ مان کیوں نہیں جاتے؟" وہ اب بھی ضد پر اڑی تھی
 "آپ اپنی ضد کیوں نہیں چھوڑ دیتی؟" اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ماتھا اس کی ناک سے ٹکرایا یہ لڑکی اس کے زندہ رہنے کے لیے کس قدر ضروری ہو چکی تھی وہ خود بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا

آج ہی اسے نائٹ ڈیوٹی پر جانے کا آرڈر ملا تھا وہ تھی کہ اسے بار بار جانے سے منع کر رہی تھی شفق کا کہنا تھا اس کا دل گھبرا رہا ہے اس لیے آج کی رات وہ نا جائے اور صالح چاہتے ہوئے بھی اس کی بات مان کر گھر نہیں بیٹھ سکتا تھا پہلے ہی اس نے اسے مشکل سے راضی کیا تھا

جب وہ اسے کسی کو مارنے پر اپنی قسم دینے پر اتاؤلی ہو رہی تھی صالح نے بہت مشکل سے اس کا دھیان بٹا کر خود کو بری کروایا تھا اب وہ اپنی بھولی سی بیوی کو کیا بتاتا کہ اس کا پیشہ ہی ایسا تھا جب تک سامنے والے پر ذرا سا ہاتھ صاف نا کرتا کوئی منہ کھولنے کو ہی تیار نہیں ہوتا تھا بھلا لاتوں کے بھوت بھی باتوں سے مانے ہیں وہ تھی پیار محبت کا پرچم لہرانا چاہتی تھی "جلدی آئیے گا پھر" وہ نم ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتی اس پر آیت الکرسی کا ورد کر کے پھونک رہی تھی جو اسے خالہ نے کل ہی بتایا تھا

"لوگ کہیں گے تم مجھ پر تعویذ کر رہی ہو" وہ ہنستا ہوا اسے خود میں بھینچ گیا "کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے آپ لوگوں کی سن لیتے ہیں" اس کے سینے سے لگی شفق نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"یہ بھی ہے" گہری ہوتی ہنسی کے ساتھ اس نے شفق کو دیکھ کر آنکھ دبائی جو شرم سے لال ہوتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی

"ارسلان دیکھو میں آگئی ہوں ارسلان بے بی آنکھیں کھولو" وہ جب سے آئی تھی بچہ پالنے میں لیٹا ابھی تک سویا ہوا تھا اسے یوں سوتا دیکھ وہ پہلے پہل کچھ پر سکون تو ہوئی تھی مگر اب اس ننھے بچے کی نیند نا ٹوٹے دیکھ وہ پریشان ہو چکی تھی آج سے پہلے ارسلان نے کبھی ایسا کیا بھی

تو نا تھا

"ارسلان ---!" عروا نے اسے پالنے سے نکال کر اپنی گود میں لیا مگر وہ بچہ کسی بے جان
لو تھڑے کی طرح کبھی ایک طرف ڈھلک جاتا کبھی دوسری طرف

"شاکرہ ---! جلدی آؤ" نئی ملازمہ کو آواز لگاتے اس نے ارسلان کو بیڈ پر لٹا کر اس کی ننھی
کلائی پکڑتے نبض چیک کی پھر ہارٹ بیٹ چیک کی اس کی ناک کے آگے دو انگلیاں رکھتے اس
نے ارسلان کی سانسیں چیک کی جو نارمل ہی تھی مگر وہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہا تھا
"کیوں چلا رہی ہو؟" شاکرہ کی جگہ پروین اس کے کمرے میں داخل ہوتی بد مزہ ہوئی
"یہ --- یہ اٹھ کیوں نہیں رہا؟" پروین سے اپنی خلش کو ایک طرف رکھ وہ متفکر سی اس سے
سوال کر رہی تھی

"مجھے کیا پتا بھی میں نے کون سا اسے زہر دے دیا ہے" عروا کے پوچھنے کی دیر تھی پروین
اسی پر چڑھ دوڑی

"میں نے چھوٹا سا سوال کیا ہے آپ سے میرے جانے کے بعد آپ کے پاس ہی تھا نا یہ تو
اب اٹھ کیوں نہیں رہا یہ؟" عروا ارسلان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اسے گرمی فراہم کر رہی
تھی مگر اس کی تیکھی نظریں پروین پر تھی

"ارے مجھے کیا پتا لڑکی خود دیکھو یہ سب یہ ڈرامے مجھے مت کر کے دکھاؤ" پروین کمرے سے
باہر نکلی ہی تھی جب عروا نے اسے پکڑ کر وہی روک لیا

"سچ بتائیں کیا کیا ہے آپ نے اس معصوم کے ساتھ ورنہ میں ابھی پولیس کو فون لگا کر آپ سمیت آپ کے اس جاہل بیٹے کو بھی اندر کروا دوں گی" وہ جیسے ہی اپنی پر آئی پروین کو سانپ سونگھ گیا۔

"بتاتی ہیں کہ کروں فون؟" اسے زبان نا کھولتا دیکھ وہ غصے کی شدت سے چلائی تھی "بتاتی ہوں وہ میں نے بس --- تھوڑی سی نیند کی دوا دی تھی رو کر میرا سر کھا رہا تھا اسے چپ بھی تو کروانا تھا نا" اس کی وضاحت پر عروا کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائی گی "آپ عورت کہلانے کے لائق ہی نہیں ہیں شرم آنی چاہیے آپ کو چھوٹے سے بچے کے ایسا سلوک کرتے ہوئے" عروا نم آنکھوں سے ارسلان کو لے کر باہر کی طرف دوڑی تھی اگر اسے دوا زیادہ مقدار میں دی گئی تھی تو یقیناً اس کا معدہ جلد از جلد واش کرنا ضروری تھا ورنہ ارسلان کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا

"اگر اسے کچھ ہوا تو یاد رکھیے گا آپ کی اس نالائق اولاد کو اپنے ہاتھوں سے مار دوں گی میں" پروین کو اپنے پیچھے آتا دیکھ عروا نے اسے پرے دھکا دے کر خود سے دور کیا آتے وقت اپنا پرس وغیرہ وہ اس اجنبی کی گاڑی میں ہی چھوڑ آئی تھی مگر سوچنے کا وقت تھا کہاں جلدی جلدی کے چکر میں اس نے گھر کے پاس رہتی ایک عورت سے مدد مانگی تھی جنہیں شاید اس کے رونے پر تھوڑا ترس آیا تو شوہر کو بلا کر لے آئی

عروا نے اس کے شوہر کو مختصر ساری بات بتائی تو خدا کا شکر ہوا وہ جانے کے لیے راضی ہو گیا

ہسپتال پہنچنے تک سارا راستہ اس کی نظریں ارسلان پر ہی جمی رہی بار بار اسے پکار رہی تھی جیسے ابھی اٹھ کر وہ اس کے ساتھ کھیلے گا اسے دیکھ کر مسکرائے گا اپنی مٹھی میں اس کے بال پکڑ کر انہیں منہ میں ڈالنے کی کوشش کرے گا

"فکر مت کرو ٹھیک ہو جائے گا" اس عورت نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دی مگر دل کہاں مان رہا تھا بے جان سا وجود ہاتھ میں لیے اس کی ساری طاقت ختم ہو رہی تھی ہاتھوں کے ساتھ ساتھ اب تو ٹانگیں بھی کانپ رہی تھی

وہ ارسلان کو لے کر اسی ہسپتال آئی تھی جہاں وہ کام کرتی تھی اسے ہاتھوں میں اٹھائے وہ سیدھا چلڈرن وارڈ کی طرف دوڑی تھی دوپٹہ سر سے اتر کر کندھوں پر آن ٹھہرا تھا ہسپتال کی ایک ڈاکٹر کی یہ حالت دیکھ کر وہاں کا عملہ سب کام چھوڑ کر اس کے پاس پہنچا اسے یوں

روتا دیکھ اندر موجود ڈاکٹر نے ارسلان کو اس کے ہاتھ سے لے کر وہاں موجود بیڈ پر لٹایا دو تین مزید میل ڈاکٹر بھی اس کی بکھری حالت دیکھ کر دیکھنے آئے تھے اب عروا کے ساتھ کھڑے اس کی ڈھارس بندھا رہے تھے

"یہ ٹھیک تو ہو جائے گا نا؟" ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑ کر اس نے ارسلان کے پاس موجود چائلڈ سپیشلسٹ کو دیکھا

"یہ بے ہوش ہے شاید اسے نیند کی دوا دی گئی ہے آپ مجھے نام بتا سکتی ہیں دوائی کا؟" اس نے عروا کو دیکھ کر سوال کیا جیسے ہی عروا نے جلدی سے اسے دوائی کا نام بتایا تو وہ سر ہلا کر اس کا مزید تفصیلی چیک اپ کرنے میں مصروف ہو گئی

"صبح تک اسے ہوش آجائے گا ڈاکٹر عروا مگر اس کے سائیڈ افیکٹس بھی ہو سکتے ہیں" عروا نے سکون کا سانس لیا ہی تھا جب اگلی بات پر وہ مزید پریشان ہو گئی

"کچھ دنوں تک ویکنس رہے گی ہو سکتا ہے دودھ ناپے یا پھر دودھ پیتے قے کر دینا وغیرہ یہ ایک چھوٹا سانچہ ہے اس کی بوڈی اس قدر ہیومی میڈیسن کی مقدار کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی آپ کو اس کا اچھے سے خیال رکھنا پڑے گا بہتر ہے آج رات آپ ہسپتال میں ہی گزار لیں" عروا کی حالت دیکھ کر انہوں نے اسے نرمی سے سمجھایا ورنہ عروا بھی جانتی تھی وہ بچوں کے معاملے میں لا پرواہی پر ان کے والدین تک کو ڈانٹ دیتی تھی

"آئندہ خیال رکھنا کہ اپنے بچے کو کسی محفوظ ہاتھوں میں دو" عروا کو دیکھ کر انہوں نے تنبیہ کی جانتی تھی وہ خود اس قدر لا پرواہ نہیں سو سکتی ارسلان تو پھر پورے ہسپتال کا لاڈلا تھا

"سوری" وہ روتے ہوئے سر جھکا گئی جب ڈاکٹر نے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر اسے گلے لگا کر پیار دیا جانتی تھی وہ شروع سے کتنا جھیلے ہوئے یہاں تک پہنچی تھی اتنی کم عمر میں اکیلے اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر دنیا کا ٹھوک بجا کر مقابلہ کرنا ہر کسی کے بس کی بات ہی کہاں ہے

جیسے جیسے خبر ہسپتال میں ہو کی طرح پھیلی کچھ ہی وقت میں سب آنکھیں نم کیے ارسلان کو چاروں طرف گھیرے کھڑے تھے یہ رش تب ہٹا جب اس ہسپتال کا سب سے سینئر ڈاکٹر طلحہ بھی ارسلان کو دیکھنے کے لیے خود چلڈرن وارڈ میں موجود تھا

"اے چل نکل باہر گاڑی سے" چیک پوسٹ پر تعینات کونسلٹنٹ نے سر جھکا کر شیشے سے گاڑی کے اندر جھانکا

شہر میں ہر جگہ کڑی چیکنگ جاری تھی کسی کو بھی بغیر چیکنگ کے جانے کی اجازت نہیں تھی ایس پی صالح ابرار خود اس سب کی نگرانی کر رہے تھے صبح ہی اسے پتا چلا تھا لڑکیوں کی غیر قانونی سمگلنگ کے لیے ایک ٹرک شہر سے باہر جا رہا ہے اسے ہر حال میں اس ٹرک کو شہر سے باہر جانے سے روکنا تھا اس کام کے لیے اپنے سٹاف کو بھی اس نے سخت ہدایات دی تھی آج وہ کسی قسم کی کوتاہی برداشت کرنے کے موڈ میں نہیں تھا

لگ بھگ پوری رات یونہی چاکو چوبند کھڑے سپاہی بھی اب جمائیاں لینے لگے تھے تہجد کی آذانیں کانوں میں پڑتے ان سب پر رحم کھا کر اس نے سب کو گھر جانے کی اجازت دے دی تھی وہ سڑک کنارے کھڑا اپنے کسی آدمی سے بات کر رہا تھا جب ٹریفک کے پیچ وپیچ ایک ایمبولینس پھنسی دیکھ اس نے رحم کو اشارہ کیا

اس کے آرڈر پر رحم نے آگے کھڑی گاڑیوں کو ایک طرف لگوا کر ایمبولینس کو جانے کا راستہ دیتے اندر بیٹھے ڈرائیور کو اشارہ کیا وہ سر ہلاتا جلدی سے ایمبولینس لے کر وہاں سے نکل گیا

"واہ استاد جی کیا دماغ پایا ہے آپ نے کمال کا پلان تھا پولیس والے خود ہی بیوقوف بن گئے
ہا ہا ہا ہا"

سنسان سے علاقے میں ایسولینس روکے اندر سے ایک دوسرے کو دیکھ کر قہقہے لگاتے دو آدمی
باہر نکلے دونوں نے چہرے پر پہنے ماسک اتار کر ہاتھ میں پکڑ لئے خود اپنی جیت کی خوشیاں منا
رہے تھے

"دیکھا پھر ایسے ہی تو میں تیرا استاد نہیں ہوں" دوسرے نے اپنی تعریف سن کر فخر سے کالر
کو سیدھا کیا

جس گاڑی کے ساتھ کھڑے دونوں جشن منا رہے تھے وہ پوری لڑکیوں سے بھری تھی جنہیں
بیہوشی کی دوا دے کر اندر بند کر دیا گیا تھا

جیسے ہی انہیں پتا لگا تھا پولیس کو ان کا پلان پتا چل گیا ہے تب ان میں سے ایک نے یہ
ترکیب اپنے باس کو تھی الگ الگ گاڑیوں کو اسی طرح مختلف سڑکوں سے گزار کر سب نے
ایک ہی جگہ اکٹھا ہونا تھا وہاں سے وہ لوگ ان لڑکیوں کو کنٹینر میں ڈال کر بحری جہازوں کے
ذریعے پانی کے راستے سے باہر لے جانے والے تھے

دیکھتے دیکھتے وہ سنسان سا علاقہ گاڑیوں سے بھر گیا جن پر رنگ کر کے انہیں ایسولینس کی
شکل دی گئی تھی ہر گاڑی کی حفاظت کے لیے دو دو آدمی مقرر تھے سبھی کی موجودگی کو دیکھ
کر وہ سب خاموشی سے اپنا اپنا کام کرنے لگے اس سب پر آنکھیں گڑائے ایک سانولا سا آدمی

کرسی پر بیٹھا نظر رکھے ہوئے تھے ہر دو منٹ بعد انہیں جلدی جلدی ہاتھ چلانے کا حکم بھی دے رہا تھا

جیسے ہی وہ ارد گرد کے ماحول سے لاپرواہ ہو گئے تبھی ایک گولی بنا آواز کیے ہوا کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی آئی اور اس کرسی پر بیٹھے آدمی کا سینہ چھلنی کر گئی یکایک دو گولیاں مزید اس کے جسم میں پیوست ہوتے وہ کرسی سمیت زمین بوس ہوا

باقی سب اپنا اپنا کام چھوڑ کر اس پر ہنستے ہوئے مذاق بنانے لگے جب مزید دو آدمی بھی اسی طرح کھڑے کھڑے زمین پر گرے ان کے جسم سے نکلتا خون دیکھ کر ان سب کی ہنسی پل بھر میں غائب ہوئی اپنے اپنے ہتھیار نکال کر وہ جہاں کھڑے تھے وہی بیٹھتے ہوئے کوئی محفوظ کونہ تلاش کرتے چھپ گئے

"ہمت ہے تو سامنے آؤ؟" ٹرک کے ساتھ چھپے ہوئے ایک آدمی نے دھاڑ لگائی وہ وہاں موجود اپنے دشمنوں کو للکار رہا تھا پھر کیا تھا ایک گولی سیدھا اڑتی ہوئی اس کے منہ میں گھسی اور وہ

وہی زمین پر پڑا ترپتا ہوا اس دنیا سے ہی رخصت ہو گیا

دور کھڑے درختوں کے پیچھے چھپے ایس پی صالح نے کچھ فاصلے پر کھڑے ارحم کو انگوٹھا دکھاتے اس کے اچھے نشانے پر اسے شاباشی دی تھی

اپنی اپنی جگہ سنبھالے وہ سب موقع کی تلاش میں تھے جب صالح کے سپاہی کے قدموں کی آواز پر دوسری طرف سے دھڑا دھڑا فائرنگ شروع ہو گئی شاید وہ لوگ اندازہ لگا چکے تھے ان کے

دشمن کس جگہ چھپے ہیں صالح نے بھی اپنے سپاہیوں کو جوابی مقابلہ کرنے کی اجازت دے دی

کچھ ہی دیر میں دوسری طرف کے چند ایک کو چھوڑ کر سارے افراد مارے گئے تھے جبکہ صالح کا ایک سپاہی صرف زخمی ہوا تھا

وہاں موجود گاڑیوں کی تعداد دیکھ کر صالح نے کھڑے کھڑے دوسری طرف موجود مجرموں کی تعداد کا اندازہ لگایا وہ لوگ بارہ آدمی مار چکے تھے اب صرف ایک بچا تھا اس سے پہلے وہ اندازہ لگاتا اپنے پیچھے ہوتی پتوں کی ذرا سی سرسراہٹ پر اس کے دماغ نے سگنل دیا جسم کو حرکت دے بغیر اس نے آنکھ کے ایک کونے سے پیچھے کھڑے مجرم کو دیکھا

جو ہنستا ہوا ٹھیک ارحم کے پیچھے کھڑا تھا اندازہ تو ارحم بھی لگا چکا تھا اس لیے صالح نے اسے ایک ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا تب سے وہ ساکت کھڑا صالح کے اشارے کا ہی

انتظار کر رہا تھا

جیسے ہی اس آدمی نے بندوق تان کر ٹریگر دبایا صالح چھلانگ لگا کر ارحم کے اوپر گرا بندوق سے نکلی گولی سیدھا صالح کی پیٹھ میں سوراخ کرتی اندر داخل ہوئی تب نیچے لیٹے ارحم نے ایک ہاتھ سے صالح کو پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اس آدمی کا نشانہ لیا جو پیٹ میں گولی لگنے سے زمین پر گر تو گیا مگر ایک بار پھر سے صالح کو اپنا نشانہ بنا چکا تھا

رات سے صبح ہونے کو آئی تھی مجال ہے جو ایک پل کے لیے بھی اس کی آنکھ ملی ہو اس وقت وہ طاہرہ کے ساتھ اپنے کمرے میں موجود تھی رات وہ اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اسے اس کے گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا جانے سے پہلے اسے کہہ کر گیا تھا جلدی کام ختم کر کے اسے اپنے ساتھ لے جائے گا تب تک وہ یہاں سیف رہے گی وہ کسی صورت اسے اکیلا نہیں چھوڑتا تھا خود نا بھی ہوتا تو کسی نا کسی کے پاس چھوڑ دیتا یا کسی کو گھر بلا لیتا پوری رات کا ملایا نمبر ایک بار پھر ڈائل کرتے اس نے موبائل کان پر رکھا مگر افسوس جواب نادر

"غیر ذمہ دار --- لا پرواہ انسان" غصے سے اس نے ہاتھ میں پکڑا موبائل میز پر پٹخا جب طاہرہ کی آنکھ کھل گئی

"شفق بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اسے یوں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا دیکھ طاہرہ بھی چونک سی گئی تھی ورنہ شفق نیند کی کتنی پکی تھی وہ بھی جانتی تھی

"جی بس نیند نہیں آرہی تھی" ان کی گود میں سر رکھتے شفق کی آنکھیں نم سی ہو گئیں "کوئی پریشانی ہے؟" اس کے سر میں پیار سے انگلیاں چلاتے وہ اس سے وجہ دریافت کر رہی تھی

"نہیں پریشانی تو کوئی نہیں ہے"

"ایک بات پوچھوں؟" طاہرہ کو خاموش دیکھ شفق نے سوال کیا

"ضرور پوچھو"

"اگر کوئی ہمیں اچھا لگنے لگے اور پھر وہ ہر وقت اپنی من مانی کرے تو کیا کرنا چاہیے؟" اسے پتا بھی نہیں کتنی معصومیت سے اپنے دل کی بات وہ طاہرہ تک پہنچا چکی تھی جو اس کا شکوہ سنتے ہی مسکرا اٹھی

"سوال تو اچھا ہے مگر بہت بار غلط فہمی بھی آپسی تعلقات خراب کر دیتی ہے ہو سکتا ہے جو بات تمہارے لیے من مانی ہو سامنے والی کی نظر میں نا ہو ہمیشہ خود کے نظریے سے نہیں دیکھتے بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جہاں ہمیں دوسروں کے نظریے کو بھی سمجھنا چاہیے ممکن ہے جس بات میں آج تمہیں کچھ وزن نا لگے کل وہی تمہارے لیے بہتر ثابت ہو" اس کی پیشانی پر پیار دیتے انہوں نے رب سے ان بچوں کی خوشیوں کے لیے دعا کی تھی

"چلو اٹھو نماز پڑھو شاباش پھر سو جانا آنکھیں دیکھو سرخ ہو رہی ہیں" فجر کی اذان کانوں میں پڑتے انہوں نے شفق کو اپنی گود سے نکال کر کھڑا کر دیا خود بھی بستر سے نکل کر وضو بناتی رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئیں

نماز سے فارغ ہوتے انہوں نے پاس بیٹھی شفق کو دیکھا جو ابھی فرض ادا کر رہی تھی دعا مانگ کر جیسے کمرے سے باہر نکلی ان کی نظر ہڑبڑی میں اپنے کمرے سے باہر نکلتے ڈاکر پر پڑی اس وقت اس کے ہاتھ میں گاڑی کی چابیاں دیکھ کر وہ اندازہ لگا چکی تھی ضرور کوئی بڑی بات ہوئی ہے دل میں آئے وسوسے نکال کر انہوں نے جلدی سے تسبیح کا ورد شروع کر دیا

"ہیلو انسپکٹر ارحم سپیکنگ" وہ ہسپتال کے باہر ہی کھڑا تھا جب انجانے نمبر سے کال آتی دیکھ اس نے اپنا تعارف کروایا

"پتا ہے مجھے تمہارے سر کہاں ہیں؟" کچن سلیب سے ٹیک لگائے وہ عاجز آچکی تھی
"کون سر" ارحم نے چونک کر سوال کیا

"ایس پی صالح ابرار" شفق نے دانت پیستے ہوئے صالح کا نام لیا حد ہو گئی تھی اب صبح سے دوپہر ہونے کو آئی تھی اور اس آدمی کا کہیں کوئی اتا پتا نہیں تھا
"اوہ --- میم سر تو اس وقت شہر میں موجود نہیں ہیں انہیں کسی کام کے سلسلے میں رات کو ہی باہر جانا پڑ گیا اس لیے شاید آپ کو بتایا نا ہو" اپنی آواز کو نارمل رکھتے اس نے بہت اچھی طرح شفق سے بات کی ورنہ اس کے ماتھے پر پڑی شکنیں کچھ اور ہی بیاں کر رہی تھی جس حالت میں وہ رات صالح کو ہسپتال لائے تھے اس کا بیچ پانا نا ممکن سی بات تھی دو گولیاں لگنے کی وجہ سے اس کا خون کافی حد تک بہہ چکا تھا

ڈی آئی جی کی آمد کے بعد وہاں کا عملہ اس کے آپریشن کے لیے راضی ہوا تھا ارحم نے ڈی آئی جی کے کہنے پر ڈاکٹر کو بھی کال کر کے بلا لیا تھا ساری رات ان سب نے ایک پیر پر کھڑے ہو کر آئی سی یو کے باہر ہی گزاری تھی چاہے ان سب کے لیے فرض کے لیے جان دے دینا ایک نارمل سی بات تھی مگر اندر موجود شخص صالح ابرار تھا اور باہر کھڑا ہر شخص اس کی جان کے لیے دعا گو تھا

جیسے ہی اسے ہوش آیا اس نے ذاکر سے شفق کو اس بارے میں بتانے کے لیے سختی منع کر دیا تھا اسے ڈر تھا اس سب کا وہ الٹا اثر نالے لے تب سے ہی وہ شفق کی کال بھی نہیں اٹھا رہا تھا

ارحم نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے شفق کو پکارا
"ہیلو"

"تم سچ کہہ رہے ہو؟" وہ اس سے تصدیق چاہ رہی تھی ارحم نے لب بھیج کر آنکھیں بند کی
"جی میم"

"اچھا اگر ان سے تمہاری کوئی بات ہو تو مجھے ضرور بتا دینا اللہ حافظ"

"اللہ حافظ" اب تک موبائل ہاتھوں میں لیے کھڑا تھا اس بات کا اسے سب سے زیادہ افسوس تھا اس کی وجہ سے اس کے سر آج اس حالت میں تھے وہ کھڑا ان کی بیوی سے جھوٹ بول رہا تھا کہ سر شہر سے باہر گئے ہیں
<https://www.facebook.com/ClassicalUrduMaterial/>

"کیسی طبیعت ہے اب؟" صالح کے آنکھیں کھولتے پاس بیٹھے ذاکر نے اس سے حال پوچھا جو بیڈ پر اوندھا لیٹا پٹیوں سے جکڑا ہوا تھا ایک گولی پیٹھ پر دوسری کندھے کے پاس لگی تھی
"فکر مت کرو مجھ سے اتنی جلدی پیچھا نہیں چھڑاوا سکتے تم" صالح نے ذاکر کی سنجیدہ شکل دیکھتے مذاق کیا جو ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا

"تم ہو ہی ڈھیٹ انسان یہی توقع تھی تم سے" ذاکر نے اسے دو بدو جواب دیا جب اندر آتے
 ارحم کی بھی ہنسی نکل گئی

"سر شفق مہم بہت پریشان ہو رہی ہیں آپ ان سے بات کر لیں ایک بار" ارحم صالح کو
 مخاطب کرتا اس کے پاس ہی آکھڑا ہوا

"یار ابھی تو مشکل سے بچا ہوں تم پھر سے میری پیشی لگوانے کے چکروں میں ہو" کندھے
 سے اٹھتا درد اسے بے حال کر رہا تھا مگر وہ کہاں باز آنے والا تھا
 "ٹھیک ہے پھر ارحم بتا دو ایس پی کو میں اپنی بہن کو اپنے پاس ہی رکھ لیتا ہوں اسے اتنی
 پرابلم ہے تو" ذاکر نے ارحم کو دیکھتے آنکھ دبائی

"ارحم اسے کہو یہ چاہے تو اپنی بہن کو رکھ لے مگر میری بیوی پر صرف میرا حق ہے جہاں ایس
 پی صالح ابرار رہے گا اس کی مسسز بھی وہی رہے گی" ان دونوں کے درمیان کھڑا ارحم بیچارا
 ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا اس کے چہرے سے لگ رہا تھا وہ ان دونوں کی لڑائی سے
 کافی مزے لے رہا تھا

"کیسے ہو جوانوں؟" ڈی آئی جی کی آمد پر ارحم ہنسی روکتا جلدی سے سیدھا ہوا ذاکر نے بھی آگے
 بڑھ کر انہیں سلام کیا جبکہ بیڈ پر لیٹا صالح منہ بسور گیا

"کچھ لوگوں کو اپنی تیمارداری کا اتنا شوق ہوتا ہے کہ ہسپتال میں ہی آکر لیٹ جاتے ہیں پھر
 چاہے دوسرے لوگوں کی جان نکل جائے"

ذاکر کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے انہوں نے خود سے خفا صالح کو چھیڑا
 "ان کچھ لوگوں کو ہم نے دعوت نہیں دی تھی وہ خود آئے تھے" صالح نے جل کر ان کی
 بات کا جواب دیا ایک تو اس کی حالت غیر ہو رہی تھی یہاں لوگوں کو مذاق سوجھ رہا تھا
 دیوار کے ساتھ لگے ارحم کے ساتھ ساتھ یہ شواب ذاکر کو بھی مزادے رہا تھا
 "کچھ لوگ سیدھے منہ بات تک نہیں کرتے" چائے کا آخری گھونٹ لے کر انہوں نے کپ
 کو پرچ میں رکھا خود ارحم کو دیکھ کر جیسے اس کی حالت پر افسوس کیا
 "کچھ لوگوں کو دکھائی دینا بھی بند ہو گیا ہے" صالح کے غصے کا گراف بڑھتا جا رہا تھا
 "غصہ تھوک بھی دو اب یار اپنے سالے سے تو تم نے بنالی ہے جو تمہاری بیوی کی دوسری
 شادی کروا رہا تھا میرے صرف نابتانے کی وجہ سے تم غصے سے آگ بگولہ ہو رہے ہو" سنجیدہ
 بات کرتے ہوئے بھی انہوں نے جانتے بوجھتے اس میں ذاکر کو لپیٹ لیا
 "بنا کہاں لی ہے سر کسی نے زبردستی بنوائی ہے" ذاکر نے ہنسی ضبط کرتے شفق کا حوالہ
 دیا اس کی بات پر ارحم اور ڈی آئی جی کا جہاں قہقہہ گونجا صالح بس ان سب کو گھور کر رہ گیا
 سارے ایک سے بڑھ کر ایک تھے کوئی کسی سے پیچھے رہنے والا نہیں تھا
 "کیا ہے یہ کیسا کھانا بنایا ہے تم نے کام چور ہو گئے ہو تم لوگ سارے کے سارے" طاہرہ
 کے کہنے پر وہ آکر کھانے کی میز پر بیٹھی تھی مگر سب کچھ بد مزہ سا محسوس کرتے وہ آپے
 سے باہر ہو گئی اس کا چڑچڑاپن سمجھتے طاہرہ نے ملازمہ کو اشارے سے وہاں سے ہٹایا

"شفق جانتی ہوں تم پریشان ہو مگر اس طرح دوسروں پر چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہو گا ہو سکتا ہے وہ ضروری کام میں الجھ گیا ہو" اس کا غصے سے لال ہوتا چہرہ دیکھ طاہرہ نے اسے سمجھانا چاہا

"ہاں سب کو یہاں ضروری کام ہیں ایک میں ہی فارغ ہوں ہر وقت سب پر بوجھ بنی رہتی ہوں" ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتی وہ آنسو بہاتی اپنے کمرے میں جانے کی بجائے ذکر کے کمرے میں چلی گئی دروازہ بند کر کے اس نے ایک ساتھ ساری لائٹس آن کر دی

"سب مصروف ہیں میری کسی کو فکر ہی نہیں ہے سب مجھے بھول گئے ہیں اب تو بھائی کے پاس بھی میرے لیے وقت نہیں ہے" اس کے بیڈ سے سارے تکیے اٹھا کر زمین پر پھینکنے کے بعد اس نے چادر بھی کھینچ کر ایک طرف پھینک دی آنسو لڑیوں کی صورت رخسار پر بہہ رہے تھے رونے کی وجہ سے اس کی ناک اور کان کی لو سرخ ہو چکی تھی وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر ٹانگیں سمیٹتی اپنا سر گھٹنوں پر رکھ کر دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی کچھ دیر رونے کے بعد اس نے جب خود کو ہلکا محسوس کیا تو سر اٹھا کر دوپٹے سے گال پونچھتے اس کی سسکی نکلی تھی اس آدمی نے اسے بری طرح اپنا بنا لیا تھا جب وہ اس رشتے کو محسوس کرنا چاہتی تھی اس سے ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہتی تھی وہ پتا نہیں کہاں گم ہو گیا تھا

سائیڈ ٹیبل پر پڑا ریوٹ اٹھا کر اس نے دیوار پر لگی ایل ای ڈی آن کر لی۔ لگاتار چینل سرچ کرنے کے بعد اسے احساس ہوا وہ نیچے طاہرہ سے کتنی بد تمیزی سے پیش آئی تھی

وہ لوگ بھی کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں نا جنہیں غلطی کرنے کے بعد اس بات کا احساس بھی ہو جائے زندگی غلطی سدھارنے کا موقع بھی بہت کم ہی دیتی ہے شفق ان کچھ خاص لوگوں میں سے تھی وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر بیڈ سے نیچے اتری اتنے میں اس کے ایک ہاتھ کا دباؤ آنے سے چینل خود بخود تبدیل ہو گیا

او ہو۔۔۔ اس نے پلٹ کر ایل آئی ڈی پر چلتے خبر نامے پر نظر ڈالی اس سے پہلے وہ اسے اوف کرتی سرخیوں میں چلتے ایس پی صالح ابرار کے نام کو دیکھ کر والیوم بڑھا دیا جیسے ہی بریک کے بعد ہیڈ لائنز شروع ہوئی سکرین پر نظر آتی اینکر خاص خاص خبریں بتا رہی تھی حال ہی میں پولیس نے بہت سے مجرموں کو مار گرایا تھا اور بہت سی لڑکیوں کو بازیاب کرانے میں بھی کامیاب رہے تھے

"ناظرین آپ سب کو بتاتے چلے یہ آپریشن شہر کے ایس پی صالح کی وجہ سے کامیاب رہا انہوں نے اس میں اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے اس آپریشن کی کامیابی کا تاج اپنے نام کیا ہے۔۔۔" اس کے بعد بھی نا جانے وہ کیا کیا بتا رہی تھی مگر شفق کی نظریں سکرین پر چلتی ویڈیو پر جامد ہو گئی جہاں سٹریچر پر لیٹے صالح کو کچھ آدمی اٹھا کر گاڑی میں ڈال رہے تھے اس کے چہرے پر جا بجا خون لگا تھا منہ پر آکسیجن ماسک لگا تھا وردی پوری خون میں لت پت تھی اٹاں۔۔۔! وہ بلند آواز میں چیختی وہی کھڑے کھڑے زمین پر گر گئی

"شفق میری بچی کیا ہوا ہے؟" طاہرہ حواس باختہ سی کمرے میں داخل ہوئی شفق کو اس طرح زمین پر پڑے دھاڑیں مارتا دیکھ اس کے خود کے ہاتھ پیر سن ہو گئے

"شفق -- ادھر دیکھو کیا ہوا ہے کیوں ایسے کر رہی ہو؟" طاہرہ نے اس کے چہرے سے بال ہٹا کر اسے گلے سے لگایا مگر نا وہ کچھ بتا رہی تھی ناچپ ہو رہی تھی

اس کی نظریں اپنے پیچھے لگی ایل آئی ڈی پر محسوس کرتے طاہرہ نے گردن موڑ کر دیکھا سکریں پر سرخیوں میں چلتی خبر سن کر اس کے خود کے ہوش اڑ گئے

"آپ نے ایسا کیوں کیا وہ --- وہ ہسپتال میں ہیں آپ --- سب نے مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائی کیوں؟" طاہرہ کو خود سے دور کرتے وہ بے بسی سے چیخ رہی تھی

"نہیں میری بچی تم غلط سمجھ رہی ہو مجھے کچھ بھی نہیں پتا تھا تم خود سوچو مجھے پتا ہوتا تو میں گھر پر کیا کر رہی ہوتی" خود کو اس کے شک کے دائرے میں کھڑا دیکھ اس نے اپنی صفائی دیتے اسے پیار سے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا مگر وہ نازک سی لڑکی اس صدمے سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی تبھی سامنے بیٹھی اپنی اماں کے گلے لگتے بکھر سی گئی تھی

ساری رات کی جاگی نرس کے کہنے پر وہ ابھی تھوڑا آرام کر کے ہی تھی

باہر سارے اسٹاف کی دوڑیں لگی ہوئی تھی عروا نے نرس سے وجہ پوچھی تو پتا چلا آج ہسپتال میں ایک ساتھ بہت سے ایمر جنسی کیس آ گئے تھے وہ خود بھی اس وقت ڈاکٹر طلحہ کے کہنے پر ایک مریض کو ایڈنڈ کرنے جا رہی تھی جانے سے پہلے اس نے اپنا بکھرا سا حلیہ سمیٹ کر خود

کو ایک بار آئیے میں دیکھا کل والے حلیے سے کافی حد تک مختلف لگ رہی تھی اس وقت بھی اس نے ہسپتال میں ہی خود کا پہلے سے رکھا ہوا سوٹ زیب تن کر لیا تھا یہ بھی اس نے ارسلان کی وجہ سے بہت پہلے اپنے لاکر میں رکھا تھا باقی کا سارا سامان ارسلان کا ہی تھا مگر اس سوٹ کو استعمال کرنے کا موقع اسے آج ملا تھا

سکائی بلیو رنگ کے سوٹ پر اپنا سفید کوٹ پہنے اس نے سر پر ترتیب سے دوپٹہ لیا تھا اب وہ بتائے گئے وارڈ کے سامنے موجود تھی ارسلان کو پہلے ہی اس کی ساتھی اپنے ساتھ لے جا چکی تھی

وارڈ کے باہر کھڑی پولیس کی وردی میں چلتے پھرتے آدمیوں کو دیکھ کر اس نے ناک چڑھائی مگر تھا تو کام اور کرنا بھی ضروری تھا باہر کھڑے کونسٹیبلز کو اپنے گلے میں ڈالا کارڈ دکھا کر وہ اندر داخل ہوئی

سامنے ایک آدمی پیٹ کے بل بیڈ پر لیٹا پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا اپنے ساتھ آئی نرس کو سامان تیار کرنے کا اشارہ کرتی وہ کچھ قدم آگے ہوئی دیوار کے ساتھ پڑے صوفوں پر دو اور آدمی بیٹھے اسی کو گھور رہے تھے ایک سر پھرے کو تو وہ پہلے ہی جانتی تھی دوسرا نیا نمونہ معلوم ہو رہا تھا "باہر جائیں مجھے ان کی ڈیسنگ چینج کرنی ہے" ان دونوں کو خود کو تکتے پا کر اس نے اونچی آواز میں ان سے کہا

"جی نہیں ہمیں اجازت نہیں ہے" اس سے پہلے وہ مریض کو ہاتھ لگاتی کانوں میں پڑتی آواز پر اس نے زہر آلود نظروں سے دونوں کو دیکھا

"اس طرح میں ان کی ڈریسنگ چینج نہیں کر سکتی" اس نے بیزاری سے سامنے بیٹھے پولیس والے کو دیکھا جو ہر بار اس سے لڑنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا

اچھی خاصی بحث کے بعد کچھ دیر بعد نرس ڈاکٹر طلحہ کو بلا کر لے آئی اس کے کہنے پر انہوں نے درمیان میں پردہ لگوا کر ارحم کو ماسک لگاوا کر دور کھڑے ہونے کا انتظام کر دیا عروا کو آنکھوں سے کام جاری رکھنے کا کہہ کر وہ خود آپریشن کی تیاری کرنے چلے گئے

وہ خود وارڈ بوائے کی مدد سے صالح کی ڈریسنگ چینج کر رہی تھی ڈاکٹر تو باہر چلا گیا تھا مگر ارحم وہی کھڑا اس کے تیزی سے چلتے ہاتھ دیکھ رہا تھا چاہے وہ کام تیزی سے کر رہی تھی مگر خود پر اس کی نظریں اچھی طرح محسوس کر سکتی تھی

کندھے کی ڈریسنگ چینج کرنے کے بعد اس نے پیٹھ کی ڈریسنگ چینج کی جب درد کی شدت سے صالح نے کراہ کر دونوں ہاتھوں سے تکیہ مٹھیوں سے دباتے لب بھیج لے

"ریلیکس اٹس ڈن" کام ختم ہوتے اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچتے صالح کو تسلی دی جس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمک رہی تھی

ہاتھوں سے گلوں اتار کر اس نے چہرے سے ماسک اتارا سائیڈ ٹیبل پر پڑے ٹشو باکس سے دو تین ٹشونکال کر اس کا چہرہ صاف کیا جو اب پر سکون حالت میں تھا

"آریو اوکے؟" نرس کے جاتے وہ اس کی فائل اٹھا کر بی پی اور ٹیمپریچر چیک کر رہی تھی اس کے سوال پر صالح نے صرف سر ہلایا تبھی دوسری طرف کھڑا رحم پردے کے پیچھے سے نکل کر صالح کے پاس آیا

"ایک بات پوچھوں؟" صالح کو نیم بے ہوش دیکھ کر اس کی رگ مزاح بیدار ہو گئی جانے کیوں اس لڑکی میں اسے دلچسپی ہونے لگی تھی

"جیسے میرے کہنے سے رک جائیں گے" وہ اسے گھوری دیتی دوبارہ اپنا کام کرنے لگی "اس ہسپتال میں واحد ڈاکٹر آپ ہی ہیں یا صرف ہمارے استقبال کے لیے آپ کو بطور خاص مقرر کیا گیا ہے" رحم نے بغور اس کے چہرے پر نظریں جمائے اس کے الجھے ہوئے تاثر دیکھے

"دنیا کے سب سے بڑے خوش فہم انسان آپ ہیں چاہے تو ہمارے پاس ایک پاگلوں والا وارڈ خالی ہے وہاں کیوں نہیں بھرتی ہو جاتے" کمرے میں داخل ہوتے ڈاکٹر کا لحاظ کیے بنا اس نے رحم کو جھاڑ کر رکھ دیا جس کا چہرہ سنجیدہ مگر آنکھیں مسکرا رہی تھی

"سنیں" اسے باہر جاتا دیکھ رحم نے پیچھے سے ہانک لگائی

"کیسے" وہ خود پر ضبط کرتی واپس پلٹی تھی صرف اس وجہ سے کہ مشکل وقت میں وہ اس کی مدد کر چکا تھا

"یہ لیں آپ کی امانت" اپنی جیکٹ سے اس نے لیڈیز پرس نکال کر اس کے سامنے کیا عروا نے ایک نظر اسے دیکھا رحم نے آنکھوں سے اسے اشارہ کیا وہ چپ چاپ پرس لے کر وہاں سے باہر نکل گئی ایک بار پھر سے بنا شکریہ کے دو بول بولے

"عجیب لڑکی ہے بہت" رحم خود سے بڑبڑا رہا تھا جب ذاکر نے ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بھنویں اچکائیں

"کیا؟" رحم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"تم بتاؤ کیا چل رہا ہے؟" وہ بھی ذاکر مصطفیٰ تھا اڑتی چڑیا کے پر گن لینا اسے اچھے سے آتا تھا

"بھائی وہ شادی شدہ ہے" ذاکر کو باز نا آتا دیکھ رحم نے منہ بسور کر اسے اصلیت بتائی

"پھر تم اپنی خیر مناؤ" اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ اس نے بے ساختہ قہقہہ لگایا

"صورت حال کیسی ہے؟" تین دن کے بعد صالح کو ہسپتال سے ذاکر کے گھر پر شفٹ کیا گیا تھا جب کمرے میں آتی طاہرہ کو دیکھ کر اس نے سوال کیا

"اس وقت تو نازک ہے صرف تمہارے لیے نہیں باقی سب کے لیے بھی باقی تم لوگوں کو اللہ کا بلی" اس کا اشارہ سمجھ کر طاہرہ نے ذاکر کے ساتھ ساتھ رحم کو بھی دیکھا ان سب نے ایک ساتھ مل کر شفق کو دھوکے میں رکھا تھا اور رحم بھی صرف ان کا کہنا ماننے کی وجہ سے لپیٹ میں آ گیا تھا

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے" بہت سے نرم تکیوں کی ٹیک لگائے صالح نے ہاتھ کے پاس رکھا ایک تکیہ اٹھا کر ارحم کی طرف اچھالا جس کی پریس والوں سے بات کرنے کے باوجود پتا نہیں کیسے یہ ویڈیو نیوز چینل والوں کے ہاتھ لگ گئی تھی

"آرام سے ---" انہیں یوں موج مستی کرتے دیکھ ڈاکر نے صالح کو دیکھتے کہا اس کے زخم ابھی تک بھرے نہیں تھے وہ اسے گھر پر صرف شفق کی وجہ سے لے کر آیا تھا جو پھولوں جیسا چہرہ رکھنے والی لڑکی کلا کر زرد پڑ چکی تھی جتنے دن صالح نے ہسپتال میں رہا تھا اس کے بلانے کے باوجود وہ اس سے ملنے نہیں گئی تھی نا ہی اس نے ڈاکر کو ابھی تک اپنی شکل دکھائی تھی

"یار کوئی بلا دو اسے" ڈاکر کو کمرے سے باہر جاتا دیکھ صالح نے التجا کی

"پہلے میں خود کو تو اس سب سے باہر نکالوں تمہارے چکر میں مجھ سے بھی ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہے وہ" ڈاکر نے اسے گھور کر اپنی بھڑاس نکالی جسے نظر انداز کرتے صالح نے دانت نکالے تھے

"یار پلیز" اس کا بس نہیں چل رہا تھا خود دوڑ کر شفق کے پاس پہنچ جائے مگر ڈاکٹر نے مکمل بیڈ ریسٹ کا کہا تھا

"کرتا ہوں کچھ" اسے یوں بے بس ہوتا دیکھ وہ لبوں پر مسکان بکھیرے وہاں سے باہر نکلا تو صالح نے اپنے موبائل میں پہلے سے موجود اس روٹھی ہوئی حسینہ کی تصویر پر ہاتھ پھیر کر اسے اپنے قریب محسوس کیا

"میرا بچہ ناراض ہے مجھ سے؟" شفق کے کمرے کا کھلا دروازہ دیکھتے وہ خاموشی سے اندر گھس گیا سامنے وہ بیڈ پر پڑی بکھرے حلیے میں اس کا دل دہلا گئی

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے آپ نے؟" وہ پریشان ہوتا اس کے پاس بیٹھتا اس کے بکھرے بال ایک جانب کر رہا تھا جب شفق نے اس کا ہاتھ جھٹک کر خود سے پرے کیا

"بھائی سے بھی ناراض رہو گی اب تم؟" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا بہت پیار سے اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا کبھی بھی اس سے ناراض نہیں ہوئی تھی پہلی دفعہ تھا جب وہ اس منحوس آدمی کی وجہ سے اپنی بہن کی ناراضگی جھیل رہا تھا

"جائیں یہاں سے آپ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے اپنے پیاروں کے پاس جائیں جو آپ کے لیے مجھ سے بڑھ کر عزیز ہو گئے ہیں" لہو رنگ آنکھوں سے ڈاکر سے شکوہ کرتی وہ چہرے کا رخ پھیر گئی اس کی بات سن کر ڈاکر صدمے سے بے ہوش ہونے کو تھا

"اپنی جان سے بڑھ کر بھلا مجھے کون عزیز ہو سکتا ہے آپ کے بھائی صرف ایک لڑکی سے پیار کرتے ہیں وہ صرف شفق صالح ابرار ہے " اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ڈاکر اسے سمجھا رہا تھا مگر شفق غصے کی شدت سے آپے سے ہی باہر ہو گئی

"نام مت لیں اس آدمی کا میرے سامنے اس دنیا کا سب سے بڑا خود غرض اور لاپرواہ انسان ہے وہ مجھے اس کی شکل بھی نہیں دیکھنی " چہرے سے گرم سیال مادہ رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا کھڑے کھڑے اس نے ڈاکر کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے ہی باہر نکال کر دروازہ اندر سے بند کر دیا

وہ بیچارہ ہکا بکا اس کے کمرے کے باہر کھڑے یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو کچھ اس کے ساتھ ہوا سب سچ تھا یا اس کی آنکھوں کا دھوکہ تھا اس کی بہن نے اسے کمرے سے باہر نکال کر اس کے منہ پر دروازہ بند کر دیا

"ہوش میں آگئے ہو تو جاؤ فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں " طاہرہ نے اسے بت بنا دیکھ کندھے سے ہلایا

"سچ میں منحوس آدمی ہے " وہ چار حرف صالح پر بھیج کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا پیچھے طاہرہ نے بھی ہنستے ہوئے کچن کا رخ کیا شفق کی ضد وہ پچھلے تین دنوں میں دیکھ چکی تھی وہ اتنی آسانی سے ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی

سب خاموشی سے بیٹھے پر سکون ماحول میں کھانا کھا رہے تھے حال میں صرف پلیٹ اور چمچوں کی آواز ہی سنائی پڑ رہی تھی سب کی نظریں سامنے بیٹھی شفق پر تھی طاہرہ اور ذاکر کے ساتھ ارحم کو بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا تھا

ذاکر کو کچھ دیر پہلے والی اپنی بے عزتی یاد آتے اسے فلحال منانے کا ارادہ ترک کر چکا تھا ارحم کو اس سے اچھا موقع کہاں ملنے والا تھا بھلا اب قسمت نے یہ موقع اسے خود دیا تھا تو وہ کیوں نا اس کا فائدہ اٹھاتا

"بریبانی تو بہت اچھی بنی ہے" وہاں پھیلی کو سکوت کو توڑتے اس نے طاہرہ کو دیکھتے جملہ کہا جس نے کہا کچھ نہیں پر اس کی تعریف کے بدلے مسکرا دی تھی

"وہ --- وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی" اپنے سامنے سر جھکا کر کھانا کھاتی شفق کو دیکھ کر ارحم نے بات کا آغاز کیا

"دیکھیے میم میں جانتا ہوں میں نے آپ سے جھوٹ بولا مگر وہ سب میں نے مجبوری میں کیا تھا آپ تو سمجھ سکتی ہیں نا" اپنی غلطی کی وضاحت دیتے اس نے ذاکر کا چہرہ دیکھا جو اپنا سانس روکے بیٹھا تھا جانے کیا ہونے والا تھا

"ایم ریٹی سوری" شفق کو کوئی ری ایکٹ کرتے نا دیکھ ارحم نے اس بار انگریزی میں معافی کی اب کی بار ذاکر نے اسے آنکھوں سے باز رہنے کا اشارہ کیا مگر وہ ہنستے ہوئے اسے تسلی دینے لگا وہ بھی ارحم تھا دلوں کو کیسے جیتنا ہے اس سے بہتر کون جان سکتا تھا

میم-----!

اس کے بار بار پکارنے کے باوجود شفق خاموشی سے بیٹھی بریانی سے انصاف کر رہی تھی اس کے انداز پر ایک پل کو تو ڈاکر بھی حیران تھا یہ لڑکی کہیں سے بھی اس کی ڈری ڈری بہن نہیں لگ رہی تھی

"دیکھیں میں جانتا ہوں آپ غصہ ہیں اور آپ کو ہونا بھی چاہیے مگر وہ سب میں نے سر کے کہنے پر کیا تھا" ارحم کے سر کہنے پر شفق کا ہاتھ بس کچھ پل کے لیے رکا تھا جب وہ خوش ہوتا دوبارہ اپنی بات کا آغاز کر گیا

"صالح سر نے کہا تھا کہ ----" اس کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب شفق نے

اپنی جگہ سے اٹھتے سامنے میز پر پڑا بول اٹھا کر سارا کا سارا رائے اس کے سر پر الٹ دیا

"آئندہ میرے سامنے اس آدمی کا نام مت لینا" وہ اسے وارن کرتی اپنے کمرے میں جا چکی

تھی باقی سب اپنی اپنی جگہ منہ کھولے بیٹھے تھے شفق کے ہاتھوں اس کی درگت بننے پر سب

سے پہلا جناتی قہقہہ اس میز پر بیٹھے ڈاکر کا گونجا تھا بہت ضبط کے باوجود جب طاہرہ سے رہا نا

گیا تو وہ بھی ہنس ہنس کر دوہری ہو گئی

ارحم رونی صورت لیے اپنے ماتھے سے بہتے دہی کو دیکھ رہا تھا جو ٹپ ٹپ کرتا کسی بارش کی

صورت اس کی گود میں گر رہا تھا

"زہے نصیب آپ کے گھر پر تو بڑی رونق ہے" کچن میں کھڑی عروا کی ایک جھلک دیکھ کر ہی پروین کے سامنے بیٹھے آدمی کے منہ سے رال ٹپکنے لگی

یہ بات خود کو مصروف ظاہر کرتی عروا بھی اچھی طرح سن چکی تھی مگر خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا تھا ویسے بھی وہ آج کل اپنے الگ رہنے کا بندوبست کر رہی تھی جیسے ہی کوئی اچھی جگہ اسے ملتی وہ ارسلان کے ساتھ شفٹ ہو جاتی

"کاہے کی رونق پورا دن سکون سے گزرتا ہے شام کو یہ راگ شروع ہو جاتا ہے" پروین کا اشارہ ارسلان کی رونے کی آواز کی طرف تھا جو کمرے میں اکیلا ہونے کی وجہ سے رو کر عروا کو بلا رہا تھا

"آپ کہیں تو آپ کے سر کا درد میں اپنے ساتھ لے جاؤں" اس نے آنکھ دباتے پروین کو اشارہ کیا جب پاس سے گزرتی عروا ٹھٹھک کر رگ گئی

"کیا کہا تم نے؟" وہ پروین کو نظر انداز کرتی سیدھا اس آدمی سے روبرو ہوئی جو سفید کاٹن کا کلف لگا سوٹ پہنے مونچھوں کو بل دیتا اس کے خود سے مخاطب ہونے پر جھوم اٹھا

"میں کیا کہہ سکتا ہوں بس آپ کی ماں سے درخواست کر رہا تھا" اب کی بار اس نے نظریں جھکا کر شرمانے کی ایکٹنگ کی عروا تو اس کی خود پر جمی نظریں دیکھتے ہی سلگ اٹھی تھی

"اچھا۔۔۔! ویسے کھانا تو نہیں کھایا ہو گا آپ نے؟" چہرے پر مسکان سجائے اس نے آدمی کو دیکھا جبکہ پاس بیٹھی پروین اس کے انداز دیکھ کر کچھ بھی اندازہ لگانے سے قاصر تھی

"بھوک تو نہیں ہے مگر آپ جو پیار سے کھلا دے گی وہ کھالوں گا" اس کے کہنے کی دیر تھی عروا نے پیر سے چمڑے کا جوتا اتار کر اس کے سر پر دے مارا

"اب بول کیا بول رہا تھا تو؟" لگاتار اس کی چھترول کرتی وہ اس کی جان نکالنے کے درپے تھی "ارے ارے -- کوئی روکو اسے" ایک لڑکی کو خود پر حاوی ہوتا دیکھ وہ مدد کے لیے چلایا تھا "ہٹو پیچھے جنگلی نا ہو تو" پروین نے زبردستی اس کے ہاتھ سے جوتا کھینچ کر اسے پرے دھکیلا "تم نے میری عزت اتاروانے کے لیے اپنے گھر پر بلایا تھا" اپنی حالت درست کرتا وہ الٹا پروین پر ہی بھڑک اٹھا

"بڑے بے شرم ہوا بھی بھی پوچھ رہے ہو" پیر میں جوتا اٹکا کر اس نے آگ میں گھی کا کام کیا

"مجھے کل تک میرے پیسے مل جانے چاہیے ورنہ ----" پروین کو وارن کرتا وہ وہاں سے دم دبا کر بھاگا وہ بھی ارسلان کی تیز ہوتی آواز سن کر اوپر کو بھاگی تھی پیچھے کھڑی پروین کو اب جان کے لال پڑ گئے تھے عروا نے آکر اس کا بنا بنایا کھیل جو بگاڑ دیا تھا ورنہ تو وہ آدمی اسے مہلت تک دینے کو تیار ہو گیا تھا

"اگر تم مصروف نہیں ہو تو میں اندر آ جاؤں؟" اسے کوئی کتاب لے کر بیٹھے دیکھ طاہرہ نے کمرے میں آنے سے پہلے اجازت چاہی

"آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر خود ہی اندر لے آئی۔ انہیں بیڈ پر بٹھا کر خود نیچے بچھے دبیز قالین پر بیٹھ کر سر ان کے گھٹنوں پر ٹکا گئی

"میری بیٹی اداس ہے؟" اس کے پیار دیتے انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا "نہیں" ایک لفظی جواب دے کر وہ آنکھیں موند گئی

پھر اس طرح ہر وقت کمرے میں بند رہ کر کیوں خود کو اذیت دے رہی ہو؟

"نہیں میں نہیں دے رہی میں بس کوشش کر رہی ہوں اس سب سے باہر آنے کے لیے"

"اچھی بات ہے مگر یاد رکھو اس سب میں تمہارے کچھ فرض ہیں جن سے تم چاہ کر بھی منہ

نہیں موڑ سکتی بیٹا اسے اس وقت تمہاری ضرورت ہے اب تو ہفتہ بیت گیا تم ایک بار اسے

دیکھنے تک نہیں گئی ناراضگی ہے ٹھیک ہے پر وہ تمہارا شوہر بھی ہے اس کی ضرورتوں کا خیال

رکھنا تمہاری ذمہ داری ہے شاید تم جانتی نہیں ہو وہ ہر روز تمہارے ----"

"میں خیال رکھوں گی" طاہرہ کی بات کاٹتی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی کچھ سنے بنا ننگے پیر کمرے

سے باہر نکل گئی

"تف ہے تم دونوں پر ایک لڑکی تک کو راضی نہیں کر سکتے" انہیں یوں نا کام لوٹنا دیکھ وہ

خود کو کس حد تک بے بس محسوس کر رہا تھا کوئی اس سے پوچھتا ایک ہی گھر میں رہنے کے

باوجود اس نے ابھی تک شفق کی جھلک تک نہیں دیکھی تھی اس کی آنکھیں جس حد تک اس

پری چہرے کے لیے پیاسی تھی اب تو تصویر بھی اس کے آگے کچھ نہیں کر پا رہی تھی

"زیادہ شیر مت بنو یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے تم اکیلے نہیں ہم بھی اس طوفان کی ضد میں آچکے ہیں سمجھے اس لیے خاموش بیٹھو" ذاکر پہلے ہی حد سے زیادہ بے چین تھا شفق کی ناراضگی کو لے کر اب صالح کے الزام پر اسی پر بھرک اٹھا

"کیا بکو اس ہے یار" صالح پانی کا گلاس اٹھا کر پھینکنے ہی لگا تھا جب کمرے کی باہر وجود کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھٹھکی گلاس تھا ما ہوا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا

کالی شلوار قمیض کے ساتھ کالا دوپٹہ سر پر لیے ہوئے وہ اس کے دل کی دھڑکن بڑھا گئی زبان کو قفل لگائے بس آنکھیں اس کا دیدار کرتی جی اٹھی تھی اس کی بھگی لال آنکھیں ستواں ناک جو سرخ ہو چکا تھا صاف ظاہر تھا وہ رو کر آئی تھی اسے کمرے میں آتا دیکھ ارحم اور زا کر دونوں حیرت میں ڈوبے باہر نکل گئے

ابھی وہ چند قدم آگے آئی تھی جب کسی کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ صالح کا حلق کڑوا ہو گیا شفق کی موجودگی میں ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کرتے کچھ دوائیاں بدل کر ساری تفصیل اسے سمجھا دی جو پوری توجہ سے کھڑی سب سن بھی رہی تھی یہ خوش گوار تبدیلی اس وقت صالح کو بہت بھلی لگی تھی

"مجھے اجازت دیں پھر" ذاکر کے کمرے میں آتے وہ پیشہ وارانہ انداز میں اسے دیکھ کر باہر چلے گئے ایک بار پھر وہ دونوں اور ان کے درمیان حائل خاموشی صالح کو پل پل مار رہی تھی

"ناراض ہو؟" اس کی نظریں شفق پر جمی تھی جو دوائیاں ایک طرف رکھتی اب کھانے کا چارٹ دیکھ رہی تھی

"ایسے تو مت کرو پلیر شفق ---" اس کی آواز میں جتنا درد تھا اس سے کئی گنا بڑھ کر شفق کی آنکھوں میں تھا جنہیں اٹھا کر اس نے ایک بار بھی اسے نہیں دیکھا تھا

"یار ایسے کون خفا ہوتا ہے؟" وہ اس کی خاموشی پر چڑچڑا ہو رہا تھا

"کھانے میں کیا لیں گے آپ؟" چارٹ اس کے سامنے کرتے شفق نے عجیب ہی منطق کا سوال پوچھ لیا صالح نے غصے سے چارٹ پھاڑ کر دور اچھال دیا مگر وہ جوں کی توں ہی کھڑی رہی جیسے کوئی فرق ہی نا پڑا ہو

"میں کھانا بنا کر لاتی ہوں آپ کے لیے اس کے بعد دوائی بھی لینی ہے" ایک بار پھر سے وہ کھانے کا راگ الاپتی کمرے سے ہی باہر نکل گئی صالح اس کے نئے رنگ دیکھ کر گنگ بیٹھا اپنی قسمت کو کوس رہا تھا جبکہ دیوار کے ساتھ لگے وہ دونوں اس کی حالت پر ہنستے ہوئے افسوس کرنا نہیں بھولے تھے

"کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے؟" اسے رات کا کھانا کھلا کر وہ اب دوائی دینے آئی تھی اس کی ضد صالح کی سوچ سے بڑھ کر ثابت ہوئی تھی صالح کا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے کے باوجود وہ اسے ایسے نظر انداز کیے ہوئی تھی جیسے اس کے ہونے نا ہونے سے اسے کوئی فرق ہی

"آپ کی دوائی ---" پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھا کر وہ ہاتھ میں مختلف رنگ کی گولیاں پکڑے کھڑی تھی

بادامی رنگ کے لباس کے ساتھ سرخ دوپٹہ اوڑھے ہوئی تھی کندھے سے جھولتی موٹی سی چوٹی جس سے کچھ بال بھی نکل کر باہر آرہے تھے اس وقت تھکی تھکی سی آنکھوں میں نیند کا خمار لیے صالح کا ضبط آزمانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں؟" پانی کا گلاس میز پر پٹخ کر اس نے غصے سے شفق کو دیکھا مگر وہ باز کہاں آرہی تھی دوسرا پانی کا گلاس اٹھا کر صالح کی آنکھوں کے سامنے کر دیا "نہیں چاہیے مجھے کچھ" یکایک اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا اس کے ہاتھ سے گلاس جھپٹ کر اس نے وہ بھی فرش پر دے مارا

"کیا تکلیف ہے آپ کو آپ کی اطلاع کے لیے بتا دوں میں آپ کی ملازمہ نہیں ہوں" ہاتھ میں پکڑی رنگ برنگی گولیاں ڈسٹ بن میں پھینکتی وہ جانے کے لیے مڑی جب صالح نے اسے رعیت دئے بنا اپنی جانب کھینچ لیا

"چھوڑیں مجھے" اس کے سینے سے لگی وہ مکمل طور پر اس کی گرفت میں تھی جو اس کے چہرے کے نقوش ازبر کرتا اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں غصے سے زیادہ صالح کو ایک بچے کی سی ضد دکھائی دی تھی

"آپ جو جانتی ہیں وہ آدھا سچ ہے ناراض ہونے سے پہلے پورا سچ تو سن لیں پھر چاہیں گی تو میں معافی بھی مانگ لوں گا" ایک ہاتھ سے اس کی کلائی تھامے دوسرے سے اسے قریب کیے اس کی دھڑکنیں منتشر کر چکا تھا

"مجھے کچھ نہیں سننا اور آپ اس طرح میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے" خود کو چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہوتی وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی

"سننا تو ہو گا ہر بار آپ کی مرضی نہیں چلے گی مسسز رہی بات زبردستی کی تو اس کے لیے آپ نے ہی مجھے مجبور کیا ہے" اس کی ٹھوڑی کو اپنی دو انگلیوں سے اونچا کرتے وہ اس کی بھوری آنکھوں میں جھانک رہا تھا

"کوئی آجائے گا" اسے اپنی من مانی کرتا دیکھ شفق نے نیا حربہ آزمایا

"کوئی نہیں آئے گا انہیں پتا ہے ایس پی اپنی تھانے دارنی کے ساتھ مصروف ہے" شفق کے چہرے پر جھولتی لٹ کو اس نے پھونک مار کر پرے کیا جو مزاحمت چھوڑ کر آنکھیں پھاڑے اس کی دیدہ دلیری دیکھ رہی تھی

"چھوٹی سی بات کی اتنی بڑی سزا دے رہی ہیں جبکہ یہ بات چھپانے کا مقصد صرف یہی تھا کہ آپ دکھی نا ہوں اس دن کسی اور کا خون میرے کپڑوں پر دیکھ کر جو ری ایکشن آپ کا تھا بس یہی نہیں چاہتا تھا میں نے اس لیے آپ کو بتانے سے منع کیا تھا یہ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپ کے نین کٹورے پانی سے بھر جاتے ہیں یہی نہیں چاہتا تھا میں آپ مجھے ہنستی مسکراتی

اور مجھ سے لڑتی ہوئی ہی اچھی لگتی ہیں خود سوچیں ورنہ میں بیوقوف تھوڑی ہوں جو اپنی محبوب چیز کو ہی خود سے دور کر دوں " اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتا وہ کسی امرت کی طرح محبت کا رس اس کے اندر گھول رہا تھا

"میں انسان ہوں کوئی چیز نہیں " وہ نظریں جھکائے اس کے سینے سے لگی مہمانی تھی ہا ہا ہا سیرسلی اور جو محبوب کہا میں نے وہ آپ مانتی ہیں ؟

"مجھے نہیں پتا چھوڑیں مجھے " شرم و حیا سے سر اس کے سینے میں چھپائے وہ اپنی مزاحمت ترک کر چکی تھی

"با خدا آپ خود میرے سینے سے لگی ہوئی ہیں " صالح نے ہنسی ضبط کرتے اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کیے وہ جھٹ سے پرے ہوتی اس کے سینے پر مکا مار گئی

"اب میں صلح سمجھوں ؟ " خود سے کچھ فاصلے پر بیٹھی شفق کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اس نے اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں میں الجھائی تھی

"اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو دیں گے مجھے ؟ " بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی

"میں بھی سوچ رہا تھا آپ کے لیے کوئی تحفہ خریدوں افسوس وقت ہی نہیں ملا چلیں اب آپ نے فرمائش کر ہی دی ہے تو یہ خادم ضرور پوری کرے گا " اپنے برابر شفق کو جگہ دیتے وہ

ایک ادا سے اس کے سامنے جھکا شفق ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی

اس کی ہنسی کی گونج اور چہرے پر بکھرتی قوس قزاح کے رنگ صالح کا دل موہ لے گئے

"ایسا کچھ نہیں چاہیے مجھے بس ایک بات ہے اور آپ کو ماننی ہوگی " اس کے ضدی لہجے پر وہ سنجیدہ ہوتا سیدھا ہوا

"آپ غصہ تو نہیں ہوں گے؟" اس کے تصدیق چاہنے پر گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مسکرائے تھے اگلے لمحے اس نے آنکھیں جھپک کر اس کے ہاتھ کو اپنے سینے سے لگا کر تصدیق کر بھی دی

"آپ یہ نوکری چھوڑ دیں " وہ جس قدر آسانی سے اس سے ڈیمانڈ کر رہی تھی وہ اس قدر ہی الجھ گیا تھا اسے لگا تھا سب ٹھیک ہو گیا ہے مگر وہ لڑکی اب تک بات دل کو لگائے بیٹھی تھی

"آپ جانتی ہیں میرے پاس کام کرنے کے لیے اور بھی بہت سے شعبے تھے پھر بھی میں نے پیشہ چنا کیونکہ یہ میری امی کی خواہش تھی سب سے بڑھ کر میں خود بھی اس ملک کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا جانتا ہوں جو کچھ ہوا آپ کو بہت تکلیف سے گزرنا پڑا اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں سب چھوڑ کر گھر بیٹھ جاؤں آپ کو اس بات کو بھی سمجھنا چاہیے " اسے غصہ تو آیا تھا مگر پھر بھی تحمل سے کام لیتے اس نے پیار سے شفق کو معاملے کی باریکی سمجھائی اسے امید تھی کہ وہ اس کی بات سمجھے گی

"وہ سب میں نہیں جانتی اور آپ کیا چاہتے ہیں میں ہر روز اس ڈر کے ساتھ اپنے دن گزار دوں کہ آیا آپ رات کو گھر واپس آتے بھی ہیں یا نہیں؟

میں دن رات یہ سب سوچ سوچ کر پاگل نہیں ہونا چاہتی اس لیے میری خاطر پلیز "اپنے ہاتھ میں موجود صالح کا ڈھیلا پڑتا ہاتھ محسوس کرتی وہ اسے اپنی مضبوط گرفت میں لے گئی

"شفق بچوں جیسی باتیں مت کریں ایک چھوٹے سے حادثے کو لے کر آپ بات کا بتنگڑ بنا رہی ہیں" وہ چاہ کر بھی لہجہ نرم نہیں رکھ پایا تھا یہ لڑکی اس کی دھڑکنوں میں بسنے لگی تھی اس کی ہر خواہش پوری کرنا اس کا فرض تھا مگر وہ نادان جو مانگ بیٹھی تھی وہ اتنا بھی آسان نہیں تھا

"میں بات کا بتنگڑ نہیں بنا رہی نا ہی یہ چھوٹی سی بات ہے دو گولیاں لگی ہیں آپ کو خدا ناخواستہ آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟" صالح کا خون میں لت پت بے ہوش وجود وہ اب تک بھلا نہیں پائی تھی اس بار پھر بھی خود کو سمجھا بجھا کر وہ مشکل سے نارمل ہوئی تھی اب دوبارہ اس کا ڈیوٹی جوائن کرنے کا مطلب تھا دوبارہ ان حالات کا سامنا کرنا

اور وہ سوچ چکی تھی دوبارہ صالح کو اپنی زندگی کے ساتھ خطرہ مول نہیں لینے دے گی

"سو واٹ کیا ہو جاتا پھر؟" صالح نے اس کے دونوں بازوؤں پر گرفت سخت کی

"ٹھیک ہے پھر پہلے میرا گلا اپنے ہاتھوں سے دبا دیں" صالح کو ضد پر اڑا دیکھ شفق نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیے

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے شفق" اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے نکال کر وہ فوراً اس سے دور ہوا اس لڑکی کو ایک کھروچ تک لگتے نہیں دیکھ سکتا تھا یہاں وہ خود اسے خود کا گلا دبانے کے لیے زور دے رہی تھی

"ڈر کیوں رہے ہیں اب آپ کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا نا کوئی مرے یا جیے اس بات سے بھی فرق نہیں پڑتا چاہیے میری جان آپ سے پہلی چلی جائے یا بعد میں" وہ ہزینا طور پر چلائی تھی "تمہیں اندازہ بھی ہے کیا بول رہی ہو تم؟" ایک مختصر سی بات اتنا طول پکڑ لے گی اسے اندازہ بھی نہیں تھا

ہاں مجھے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کیا چاہتے ہیں آپ؟

"کیا چاہتا ہوں میں بولو؟" شفق کی باتیں اس کا دماغ خراب کر رہی تھی وہ ضبط کرنے کے باوجود آپے سے باہر ہو رہا تھا

"اپنے پیچھے مجھے تا عمر کے لیے روتا ہوا چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں آپ۔ آپ چاہتے ہیں میں پل پل مروں پل پل جیوں میری آنکھوں میں ہمیشہ کے لیے آنسو چھوڑ کر خود مجھ سے دور ہونا چاہتے ہیں یہی سب کرنا تھا تو مجھے اپنی زندگی میں کیوں شامل کیا آپ نے جواب دیں مجھے کیا ضرورت تھی مجھے اپنا عادی بنانے کی؟" اس کا گریبان پکڑے شفق روتی ہوئی اس سے سوال کر رہی تھی

"میں سمجھتا ہوں تمہارے جذبات پر تمہیں بھی تو سمجھنا ہو گا ٹھنڈے دماغ سے سوچو میرے علاوہ بھی اور لوگ اس فیلڈ میں ہیں وہ خاندان گھر بچے سب مینج کر رہے ہیں نا تم اس سب کو اپنے دماغ پر زیادہ سوار کر رہی ہو " اپنے ہاتھوں کے پیالے میں شفق کا چہرہ بھرتے وہ محبت سے اس کے آنسو چن رہا تھا

"ٹھیک ہے پھر وعدہ کریں آپ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے " اس نے صالح کے آگے اپنا ہاتھ پھیلا دیا جسے وہ چاہ کر بھی پکڑ نہیں سکتا تھا وہ چاہتا تھا شفق حقیقت کے ساتھ زندگی گزارے نا کہ کسی جھوٹی آس پر اس کا انتظار کرتی رہ جائے

اسے اپنا ہاتھ بڑھاتا نا دیکھ وہ نازک سی لڑکی ٹوٹ سی گئی تھی بچپن میں اپنے ماں باپ کو کھونے کے بعد اس کی زندگی میں واحد رشتہ ذاکر اور طاہرہ کا ہی بچا تھا اب صالح کی اس قدر چاہت کے بعد وہ دنیا کے رنگوں کو الگ انداز میں دیکھنے لگی تھی ایک ساتھ کتنے ہی اشک اس کی پلکوں کی جھال سے ٹوٹ کر اس کی شرٹ میں جذب ہو گئے صالح نے اسے سینے سے لگا کر خود میں بھیج لیا کچھ دیر بعد اس کے کندھے سے لگی وہ سسکیاں لیتی رہی بہت جلد یہ سسکیاں جب گرم سانسوں کی مانند اس کے سینے سے ٹکرائی صالح نے احتیاط سے اس کا سر تکیے پر رکھ کر اس کی ٹانگیں سیدھی کی اچھی طرح اسے بلینکٹ میں چھپا کر وہ خود سگریٹ اور لائٹر اٹھا کر کمرے سے ہی باہر نکل گیا

اوٹی سے باہر نکلتے اس نے ہاتھوں سے گلوڑ ہٹا کر چہرے سے ماسک ہٹایا پچھلے دو گھنٹے سے وہ ڈاکٹر طلحہ کو آپریشن میں اسسٹ کر رہی تھی اب آپریشن ختم ہونے کے بعد اس نے باہر آ کر سکون کا سانس لیا تھا آپریشن تھوڑے کھڑے مریض کے رشتے دار جانے کتنی امید لیے کھڑے تھے اس کی اپنی حالت غیر ہو رہی تھی جب پیچھے سے آتے ڈاکٹر طلحہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کی ڈھارس بندھائی

وہ ہمیشہ ہی ایسی سپریشن سے کترا کر نکل جاتی تھی اس بار ڈاکٹر طلحہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا

"ڈاکٹر فی صاحبہ میری بیٹی ٹھیک تو ہے نا؟" ضعیف سی خاتون عروا کی طرف بڑھی

"معاف کیجئے گا ہم نے اپنی پوری کوشش کی مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور آپ کی بیٹی اس دنیا میں نہیں رہی" اپنے لہجے پر قابو پاتے اس نے پیشہ وارانہ انداز میں جواب دیا

"جھوٹ بولتے ہو تم لوگ۔۔ تم لوگوں نے مارا ہے میری بیوی کو اب اپنے ہسپتال کو بچانے کے لیے ڈرامے کر رہے ہو" درمیانی عمر کا آدمی قدرے فاصلے پر کھڑا دھاڑ رہا تھا

"ہماری کوئی غلطی نہیں ہے آپ مریضہ کو دیر سے ہسپتال لائے تھے اتنی ہی پرواہ تھی تو گھر پر کیوں رکھ کر بیٹھ گئے تھے انہیں اپنی لاپرواہی کو ہمارے سر پر مت تھو نیں" عروا نے بنا ڈرے اسے آئینہ دکھایا

"اپنی زبان بند کر سمجھی عورت ہو کے مرد کا مقابلہ کرے گی تو" اس سے پہلے وہ عروا تک پہنچتا ڈاکٹر طلحہ نے اسے روک کر پیچھے دھکیلا

"مسٹر اپنی مردانگی یہاں مت دکھائیں میں اپنے پروفیشن کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ دو منٹ لگتے ہیں مجھے تمہارے جیسوں کے کس بل نکالنے میں بہتر ہے یہاں سے خود دفع ہو جائیں" اسے وارن کرتے اس نے بت بنی عروا کو دیکھا پھر خود ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے اپنے روم لے گیا

"آپ ٹھیک ہیں؟" اسے کرسی پیش کرتے اس نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا

"جی ٹھیک ہوں میں"

"ڈاکٹر عروا" عروا وہاں سے اٹھنے لگی تھی جب ڈاکٹر طلحہ کی آواز پر وہ واپس بیٹھ گئی

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی" اس کے چہرے کو نظروں میں رکھتے اس نے بات کا آغاز کیا

"ایس سر"

"مجھے پتا چلا ہے آپ رہنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کر رہی ہیں اس طرح اکیلے آپ ارسلان کو لے کر کہاں جائیں گی اگر آپ برانا مانیں تو میرے فلیٹ میں رہ سکتی ہیں"

"ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی" عروا کو درمیان میں بولتا دیکھ ڈاکٹر طلحہ نے درمیان میں ہی اسے ٹوک دیا

"پتا ہے مجھے آپ بڑی خوددار لڑکی ہیں اور میں آپ کی عزت بھی کرتا ہوں یہ فلیٹ میں نے بہت پہلے ہی لیا تھا آج کل ویسے ہی بند پڑا ہے آپ چاہیں تو مجھے کرایہ بھی دے سکتی ہیں آئی ڈونٹ مائنڈ" اس کی آخری بات سن کر عروا کی ہنسی نکل گئی

"بہت شکریہ اس آفر کے لیے سر میں کچھ دنوں تک سوچ کر بتاتی ہوں آپ کو" اسے سوچنے کے لیے کچھ وقت درکار تھا جو اس نے مانگ بھی لیا

"مجھے تو لگا تھا آپ منہ پر ہی منع کر دیں گی خیر جتنا وقت چاہیں لے سکتی ہیں" اس نے ہلکی مسکان چہرے پر سجائے اس کی بات کا مان رکھا

"میں چلتی ہوں" عروا وہاں سے اٹھ کر باہر چلی آئی ذہن میں چلتی الجھنوں کو ایک طرف رکھ کر فلحال اسے دوسرے مریضوں کو بھی اٹینڈ کرنا تھا

نئے سورج کے پوری آب و تاب سے چمکنے سے رات کی چاندنی پوری طرح غائب ہو چکی تھی فلک پر سب سے ننھے موتیوں کی طرح جگمگ کرتے تارے اب کہیں بھی نظر نہیں رہے تھے

لوگ بستر سے نکل کر روزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے

جیسے ہی شفق نیند سے بیدار ہوئی پورا بستر خالی تھا صالح کو ڈھونڈتی اس کی نظریں جہاں جاتی نا کام ہی پلٹ آتی وہ اپنے کھلے بالوں کو جوڑے میں باندھ کر گلے میں دوپٹہ ڈالتی کمرے سے باہر نکلی

"اماں وہ کہاں ہیں؟" صالح کو نام سے پکارنا اسے تھوڑا عجیب لگ رہا تھا

"وہ کون؟" کھانے کی میز پر بیٹھ کر مٹر چھیلتی طاہرہ نے حیرت سے پوچھا

"صالح کہاں ہیں؟" شفق نے جلدی سے اس کا نام لیا

"تمہارا شوہر ہے مجھے کیا پتا میں نے تو اسے باہر نہیں دیکھا" مٹر کے دانے ایک برتن میں

ڈالتے انہوں نے چھلکے کو پاس رکھی ٹوکری میں ڈالا

"میں سو رہی تھی اب وہ نہیں ہیں کمرے میں ان کی چیزیں بھی نہیں پڑی" ماتھے پر شکلیں

ڈالے وہ طاہرہ کو پریشان لگ رہی تھی

"کوئی بات نہیں فون کر کے پوچھ لو یہیں کہیں ہو گا تم فریش ہو جاؤ میں ناشتہ بناتی ہوں

تمہارے لیے"

"نہیں رہنے دیں دل نہیں کر رہا" وہ ان کے اٹھنے سے پہلے ہی انکار کرتی دوبارہ کمرے میں

چلی آئی موبائل سے صالح کا نمبر ملا کر اس نے سپیکر آن کر دیا پہلی بیل کے جاتے ہی کال

ریسیو کر لی گئی <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial.com/>

"شفق!" وہ جانتا تھا اس کے نالنے پر وہ فون ضرور کرے گی تبھی پہلی بیل پر کال اٹھا چکا

تھا

"آپ کہاں ہیں؟" اسے جواب دئے بغیر وہ مدعے پر آئی

"ضروری کام تھا اس لیے آنا پڑا تم سو رہی تھی اس لیے اٹھایا نہیں" اس کے پیچھے سے آتے

شور کی آواز سے لگ رہا تھا وہ سڑک کنارے کھڑا ہے

"ابھی تو زخم بھی ٹھیک نہیں ہوئے" وہ اس کی فکر میں گھلی جا رہی تھی سامنے والے کو پرواہ بھی نہیں تھی

"ٹھیک ہوں میں اب فکر مت کرو" صالح کا لہجہ سنجیدہ ہی تھا
 "میں نے کہا تھا آپ نہیں جائیں گے" وہ ڈوبتے دل سے اسے یاد دلا رہی تھی
 "ہم بعد میں اس بارے میں بات کریں گے تھوڑی دیر تک آتا ہوں آپ تیار ہو جائیں آج ہم
 اپنے گھر چلیں گے" صالح مزید بحث کے بغیر جلدی سے اگلا پلان ترتیب دیا
 "شفق آپ سن رہی ہیں نا؟" دوسری طرف چھائی خاموشی کو محسوس کرتے اس نے اقرار چاہا
 "مت آئیے گا میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی" موبائل ایک طرف پھینک کر وہ چہرہ
 ہاتھوں میں چھپاتی گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی

وہاں سڑک کنارے کھڑے صالح نے اس کے الفاظ سن کر گہری سانس بھری یہ لڑکی اس کی
 سوچ سے بڑھ کر ضدی نکلی تھی

رات ہی ہسپتال سے جمال کی موت کی خبر آئی تھی ارحم نے صالح کو تبھی بتا دیا تھا اس کا
 ارادہ رات ہی جانے کا تھا مگر اس وقت شفق کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی آج صبح
 ہی تھانے پہنچ کر اس نے سارے معاملے سے ڈیل کی تھی

جمال کی موت کے بعد اس کے پاس بس ایک گواہ تھا یہ وہی آدمی تھا جس نے شفق پر حملہ
 کرنے کی کوشش کی تھی

جن لڑکیوں کو وہ بازیاب کرانے میں کامیاب ہوا تھا وہ سب گھر بھیج دی گئی تھی جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا ان کو سماج کے لیے کام کرتے فلاحی اداروں میں بھیج دیا گیا تھا اس سب کے پیچھے جو کوئی بھی تھا وہ یقیناً اس کے ہر بڑھتے قدم پر نظر ٹکائے بیٹھا تھا ہاں وہ دو بار اس کا منصوبہ ناکام بنا چکا تھا پر دونوں ہی مرتبہ اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں لگا تھا حیرت کی بات یہ تھی اب تک کوئی کھل کر سامنے بھی نہیں آیا تھا

"سر جمال کی ڈیڈ باڈی اس کے گھر والوں کو سوئپ دی گئی ہے" وہیلنگ چیئر پر سر ٹکائے سگریٹ سلگائے بیٹھا تھا جب ارحم نے اسے اطلاع دی

"ایس پی صالح ابرار اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" ڈی آئی جی کے اندر آتے ارحم انہیں سلام کرتا فوراً وہاں سے نکلا صالح نے بھی ہاتھ میں پکڑی سگریٹ آیش ٹرے میں مسل دی

"بہتر ہے" وہ دو لفظی جواب دیتا سیدھا ہو بیٹھا

"کیسے کیسے آنا ہوا آپ کا؟" دونوں ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے وہ پر سکون لہجے میں گویا ہوا شاید اسے پہلے سے اندازہ تھا ان کے یہاں آنے کا

"میرے سامنے ڈرامے مت کیا کرو تم اچھی طرح جانتے ہو میں یہاں کیوں آیا ہوں" وہ اس کے انجان بننے پر غصے سے آگ بگولا ہو چکے تھے

"نہیں میں تو نہیں جانتا مجھے کیسے پتا ہو گا؟" صالح کندھے اچکا گیا

"تم نے اس آدمی کو پکڑا ہے جس نے تمہارے گھر پر حملہ کیا تھا؟" وہ سیدھا اصل بات کی طرف آئے جب صالح کے لب مسکان میں ڈھلے تو یعنی اس کا شک درست تھا

"کس نے خبر دی آپ کو؟" بھنویں اچکا کر وہ میز پر کہنی ٹکاتا ذرا آگے کو جھکا

"یہ بات مجھے تمہیں بتانے کی قطعی ضرورت نہیں ہے تم صرف میرے سوال کا جواب دو"

ماتھے پر ڈلیں شکنیں گھورتی آنکھیں صاف پتا چل رہا تھا ان کا ارادہ صالح کی پیشی لگانے کا تھا

"ابھی تک تو کوئی پکڑا نہیں گیا جب پکڑا جائے گا تو آپ کو اطلاع ضرور دوں گا ویسے مجھے نہیں پتا تھا آپ کو میری اتنی فکر ہے" وہ سنجیدہ بات کا رخ کس قدر آسانی سے مزاق میں بدل چکا تھا

"بلکہ اس مت کرو میرے سامنے کبھی کوئی کام سیدھے طریقے سے بھی کر لیا کرو تم جانتے ہو

اس سب سے تمہاری نوکری بھی جاسکتی ہے" اس کے لاپرواہ انداز پر انہوں نے اسے آئینہ

دکھایا

"ایک تو آج کل جسے دیکھو میری نوکری کے پیچھے جانے کیوں پڑ گیا ہے" یادوں کے پردے پر

خود سے جھگڑتی شفق کا چہرہ لہرایا تو بد مزہ سا ہوتے منہ بسور گیا

"تمہارے پاس صرف آج رات کا وقت ہے جلد از جلد اسے جیل میں شفٹ کرو اس بات پر

میں مزید کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا" اپنے لیے چائے لاتے ارحم کو گھور کر وہ تپے ہوئے انداز

میں کرسی دھکیل کر باہر نکل گئے ارحم نے صالح کو دیکھا جو اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ

لے کر اپنی ہنسی دباتا دوبارہ اپنی جگہ پر جا بیٹھا

آج ایک بار پھر سے وہ اس جگہ پر موجود تھا کالی جیکٹ کے نیچے کالی ہی ٹی شرٹ اور جینز پہنے چہرے پر ماسک لگائے وہ اس کمرے کے باہر آکھڑا ہوا جہاں اندر موجود قید شخص اس کے رحم و کرم پر تھا کچھ دنوں میں اس آدمی کی حالت وہ بد سے بدتر کر چکا تھا اور اس بات کا اسے بالکل بھی افسوس نہیں تھا

جوتے کی ٹھوکر سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا ایک چیل کی سی نظر اس نے بیڑیوں میں بندھے اس شخص پر ڈالی جو نیم مردہ حالت میں ابھی تک اپنی غلطی کی سزا بھگت رہا تھا ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھول کر صالح نے سارا پانی اس کے سر پر الٹ کر اس کے حواس لوٹنے میں مدد کی

"اب بھی کچھ بتاؤ گے یا مجھے خاطر داری کرنے کا موقع دو گے" اس کے سامنے کرسی رکھتا وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی" اسے کچھ بولتا نا دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک طرف رکھے میز تک پہنچا جہاں بہت سی تاریں بکھری ہوئی تھیں جبکہ ایک تار کو کمرے میں نسب ساکٹ سے اٹچ کیا گیا تھا جس کا بٹن بھی نیچے تھا

احتیاط سے اس تار کا چھیلا ہوا سرا اٹھا کر صالح اس کے سامنے جا کھڑا ہوا جو پہلے ہی اس کے ڈالے پانی سے پوری طرح بھیگ چکا تھا اپنی آنکھوں کے سامنے ناچتی موت دیکھ وہ خود کو ان

زنجیروں سے آزاد کرانے کی تگ و تود میں تھا سامنے کھڑا ایس پی صالح چہرے پر چٹانوں سی سختی سجائے اسے بخشنے کے موڈ میں ہرگز نہیں لگ رہا تھا

جیسے ہی تار اسے چھونے کو تھی برداشت کی حد گویا ختم ہو گئی تبھی اس کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی اور صالح وہیں رک گیا

"میں---- میں بتاتا ہوں سب" وہ جو کبھی نابولنے کی قسم کھائے بیٹھا تھا سب اگلنے کو تیار ہو گیا

"کیا نام ہے تمہارا؟" صالح جانتا تھا مگر پھر بھی سوال کیا

ال----الطاف

<https://www.classicurdumaterial.com/> کس کے آدمی ہو؟

"مجھے بس ہاشم کا پتا ہے وہی ہمیں کام دیتا ہے اس کام کے بدلے ہمیں ایک موٹی رقم ملتی

ہے اگر کوئی کام کرنے سے انکار کر دے تو اسے وہی مار دیا جاتا ہے" وہ مرنے کے ڈر سے

اس کے ہر سوال کا جواب پوری ایمانداری سے دے رہا تھا سامنے بیٹھا شخص بھی شہر کا ایس

پی تھا مجرم کے چہرے سے پتا لگا لیتا تھا سامنے والا جھوٹ بول رہا ہے یا سچ

"اور کیا جانتے ہو اس کے بارے میں؟" کمرے کی خاموش دیواروں سے اس کی سرد آواز ٹکرا

کر گونج اٹھی

"زیادہ کچھ نہیں بس اتنا ہی اس پیشے میں آتے ہی پہلی بات یہی بتائی گئی تھی کہ اپنے کام سے کام رکھنا ہے مجھ سمیت باقی کے لوگوں سے بھی ہاشم خود رابطہ کرتا ہے اور کوئی بھی اس سے رابطہ نہیں کرتا اور ---- اور وہ ہمیشہ ہر فیصلہ کسی سے پوچھ کر کرتا ہے " خوف سے اس کی زبان فر فر چل رہی تھی

"ہمم --- جاؤ تم آزاد ہو " اس کے ہاتھ پاؤں سے زنجیریں کھول کر اس نے الطاف کو دیکھا جو بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا صالح نے اسے خود کو دیکھتے پا کر بھنوں اچکائیں جو بجلی کی سی تیزی سے وہاں سے باہر نکلا

موبائل کی ریکارڈنگ آف کرتے صالح نے چہرے پر دوبارہ ماسک لگایا کچھ دیر کے بعد وہاں سے نکل کر داخلی دروازے پر پہنچتے وہ سڑک کے دوسرے کنارے کھڑی ٹیکسی میں جا بیٹھا ٹھیک دس منٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کا شک یقین میں بدل گیا جب اس کی نظروں کے سامنے سے ایک ٹرک تیزی سے الطاف کو کچلتا ہوا وہاں سے نکلا لوگوں کی بہاگم بھاگ میں اس کی نظروں نے تیزی سے اس ٹرک کا نمبر نوٹ کیا اور کچھ ہی پلوں میں وہ اس کی نظروں سے غائب بھی ہو گیا

"سر کہاں جانا ہے ؟" ڈرائیور نے اسے خاموش بیٹھا دیکھ سوال کیا

اس کا ارادہ تو شفق کے ہوش ٹھکانے لگانے کا تھا مگر اپنے زخموں کے رستے خون اور درد سے ٹوٹے بدن پر رحم کھاتے اپنا ارادہ کل تک کے لیے ملتوی کر کے اس نے گھر کی راہ لی اس وقت آرام کی اسے اشد ضرورت تھی

لگ بھگ سارا سامان فلیٹ میں شفٹ کرنے کے بعد اس نے اب جا کر کچھ سکون کا سانس لیا اس سب میں ڈاکٹر طلحہ نے اپنے دو آدمی بھی اس کی مدد کے لیے بھیج دیے تھے پروین کو رہ کر ہول اٹھ رہے تھے عروا یہاں سے چلی گئی تو جو کچھ پیسے اس کے ہاتھ میں آتے تھے اب وہ بھی بند ہو جائیں گے یہی سب سوچتے اس نے عروا کے سامنے ہنگامہ کھڑا کر دیا یہ تک کہ وہ اسے یوں ہی جانے نہیں دے گی اس کے لاکھ چاہنے کے باوجود عروا نے اس کی ایک نامانی اس گھر سے اس نے کچھ بھی نہیں لیا تھا ارسلان کے سامان کے علاوہ اس نے اپنی کچھ ضرورتوں کی چیزیں ہی لی تھی یوں روز روز کی بحث لڑائیاں برداشت کرنا اب اس کے بس سے باہر تھا وہ اب اپنی زندگی بھی نارمل لوگوں کی طرح بسر کرنا چاہتی تھی جو ہزار پرشائیاں اور مشکلات ہونے کے باوجود زندگی کا بھرپور لطف لیتے ہیں

جس فلیٹ میں وہ شفٹ ہوئی تھی دیکھنے سے اچھی خاصی جگہ تھی فلیٹ پہلے سے ہی فرنشڈ تھا اس لیے دوسرے کسی سامان کی اسے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی پورا فلیٹ اچھے سے دیکھنے کے بعد وہ ایک کمرے کے آگے کی تھی جو پہلے سے لاک تھا ڈاکٹر طلحہ نے اسے پہلے

ہی بتا دیا تھا اس کمرے میں ان کی ماں کی کچھ یادیں ہیں اس لیے اس کمرے میں جانے کی اجازت وہ کسی کو نہیں دیتے

عروا نے سمجھ کر اس بات کو مزید کریدنا ضروری نہیں سمجھا وہ جانتی تھی ماں باپ کے ساتھ نا ہونے کے بعد ان کی چھوڑی ہوئی ایک ایک چیز انسان کو جان سے بڑھ پیاری ہوتی ہے ویسے بھی اسے سر چھپانے کے لیے جگہ چاہیے تھی تو اس کو ایک کمرہ ہی بہت تھا ارسلان کو سلا کر اس نے داخلی دروازہ بند کر کے اچھی طرح سب چیک کیا خود کو مٹی اور گرد کے ساتھ پسینے سے نہایا ہوا محسوس کر وہ کراہیت محسوس کرتی فریش ہونے چلی گئی گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑ کر اس نے ایک طرف پھینکا سامنے بیڈ پر لیٹا ارسلان آنکھیں کھولے منہ سے غوغاں کی آوازیں نکالتا ہاتھ پیر مار رہا تھا

"چلو جی پانچ منٹ میں نیند بھی پوری ہو گئی شہزادے کی" اسے گود میں لیتے اس نے پیار سے اس کے نرم نرم گال چومے تو وہ کھکھلا اٹھا

"ہائے میں صدقے" اس کے گال سے ناک رگڑتی وہ بھی مسکرا دی تھی جب ارسلان نے اس کے گیلے بال دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ان سے کھیلنا شروع کر دیا "یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟" اپنے سامنے بیٹھی شفق کی بات پر غور کرتے ڈاکر نے اس سے آخری مرتبہ پوچھا اسے اندازہ نہیں تھا شفق اس حد تک کڑا فیصلہ بھی لے سکتی ہے جبکہ اب تو وہ بھی ان دونوں کے رشتے کو قبول کر چکا تھا

"جی مجھے یہاں نہیں رہنا آپ بس مجھے باہر بھیج دیں" اپنے کمزور دل کو پتھر کرتی وہ بہت مشکل سے یہ فیصلہ لے سکی تھی اسے لگا تھا اس کے انکار کرنے پر وہ اسے آکر منائے گا ڈانٹے گا اس پر اپنا حق جتائے گا مگر اس بے حس انسان نے ایک بار کال تک کر کے بات کرنے بھی کوشش نہیں کی تھی

"لیکن بیٹا اس طرح بیٹھے بٹھائے اتنا بڑا فیصلہ نہیں لیا جاتا ہوش کے ناخن لو تم دونوں ذکر تم اس کی باتوں میں آکر اس کی زندگی برباد مت کرو صالح کو کال کرو ابھی آکر اسے لے کر جائے اپنے ساتھ اور تم شادی شدہ ہو اب بچپنا چھوڑ دو" دونوں بہن بھائیوں کو یوں افسوس مناتا دیکھ طاہرہ نے وہی جھاڑ پلا دی

"میں اس کی باتوں میں نہیں آ رہا اماں جتنی شفق میرے لیے اہم ہے اتنا وہ بھی ہے میرے اس کے جو بھی اختلاف تھے میں کب کا ختم کر چکا ہوں مانتا ہوں شفق میں بچپنا ہے ابھی اس لحاظ سے صالح کی ذمہ داری ہے اسے سمجھائے آپ نے خود دیکھا کیسے وہ بنا بتائے یہاں سے چلا گیا ہے دوسرا اس نے مڑ کر دیکھا تک نہیں اس بات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے ہم اس کے لیے اہمیت ہی نہیں رکھتے رہی بات شفق کی آپ اچھی طرح جانتی ہیں اس کی آنکھ میں آیا ایک آنسو مجھے برداشت نہیں ہے اس کی وجہ سے میری بہن کتنی تکلیف میں ہے اب جو یہ چاہے گی وہی ہو گا اس بات پر میں مزید کوئی بحث نہیں چاہتا تم جاؤ پیکنگ کرو اپنی میں

فلائٹ کی بکنگ کرواتا ہوں " شفق کی پیشانی چوم کر اس نے اسے خود سے علیحدہ کیا جو سر ہلا کر کمرے کی جانب چلی گئی

ذاکر موبائل نکال کر ایک طرف چلا گیا پیچھے طاہرہ نے دونوں بہن بھائی کی بیوقوفی پر سرپیٹ لیا اب کسی کو کچھ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا ذاکر ویسے ہی بہن کے پیچھے پاگل تھا اگر کوئی سمجھ سکتا تھا وہ صالح تھا یوں بچوں پر یہ فیصلہ چھوڑ کر وہ ان سب کی زندگی برباد ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی انہوں نے سوچ لیا تھا اب انہیں کیا کرنا ہے

رات کی اندھیرے میں پورا شہر جگماتی روشنیوں سے نہایا ہوا تھا شاید دن کے تھکے ہارے لوگ رات کو اپنی زندگی بھرپور طریقے سے جیتے تھے دن کو جن سڑکوں پر کام پر آنے جانے والوں لوگوں کا رش لگا رہتا رات کو وہی سڑکیں ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھیں

وہ اماں سے مل کر ذاکر کے ہمراہ ایئر پورٹ آچکی تھی ان سب کو چھوڑ کر وہ الگ شہر میں قیام پزیر ہونا چاہتی تھی بالکل اکیلی سبھی یادوں اور رشتوں سے دور مگر حقیقت صرف یہ تھی وہ اس ایک شخص سے پیچھا چھڑانا چاہ رہی تھی جس کی زندگی میں اس کی رتی برابر اہمیت نہیں تھی وہ تو بس کام کا دیوانہ تھا خود سے جڑے رشتوں کا اسے احساس تک نہیں تھا

اس کے ہاتھ میں پاسپورٹ اور باقی ڈاکو مینٹس پکڑا کر ذاکر نے اسے پیار دے کر خود کا خیال رکھنے کی نصیحت کی

بھرپور سانس ہوا میں خارج کر اس نے ذاکر کے ہاتھ سے بیگ لے کر آنکھوں میں اڈتے پانی کو اپنے اندر ہی کہیں اتارا تھا

فلائٹ میں چیک ان کرتے وہ اپنی سیٹ نمبر دیکھ کر وہاں ایڈجسٹ ہو گئی ابھی اس نے سر سیٹ پر ٹکا کر آنکھیں موند لیں کچھ دیر بعد ایئر ہوسٹس کے آتے اس نے تھوڑا سا پانی پیا پھر اسے ڈسٹرب نا کرنے کا کہہ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی اسے کسی صورت چین نہیں آ رہا تھا دل بار بار خود کو دغا دینے کے لیے اکسا رہا تھا مگر وہ سوچ چکی تھی اس بار کمزور نہیں پڑے گی جہاز ٹیک آف ہونے کی اناؤسمنٹ ہونے کے بعد کچھ ہی دیر بعد حرکت میں آیا اپنا غمگین دل تھپک کر وہ آنکھیں بند کرتی لیٹ گئی جب زور دار دھکا لگنے پر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی فلائٹ روک دی گئی تھی لوگ آپس میں طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے اس سب سے انجان وہ خاموش سی بیٹھی ان سب کی باتیں سن رہی تھی جب اس کے پاس بیٹھی عورت اسے اپنی جگہ سے اٹھتی محسوس ہوئی ساتھ ایک جانا پہچانا سا احساس اسے چھو کر گزرا جیسے ہی آنکھیں اوپر کو اٹھیں نظریں جادہ ہو گئیں زبان ہلنے سے انکاری تھی دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا چہرے کا رنگ بدلنے میں لمحہ لگا تھا پولیس کی وردی میں ملبوس اس کے سر پر کھڑا غضب ناک تیوروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس کی بولتی آنکھیں، غصے کی شدت سے متمتاتا چہرہ شفق کا دل ڈوبا رہا جا رہا تھا آنکھوں میں پانی اترتے اس کے رخساروں پر بہہ گیا

شفق اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل آئی جس انداز سے وہ اس کے سامنے کھڑا تھا عین ممکن تھا
بھرے مجھے میں اسے دو تھپڑ لگا دیتا اس کی نظریں اٹھیں اس سمیت باقی لوگ بھی دم
سادھے اگلی کروائی کے منتظر تھے

اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو وہ دوپٹے میں چھپانے کی کوشش میں تھی جب صالح نے اس کا
ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیا پہلی بار اس کی گرفت اس قدر سخت تھی شفق کو اپنی ہڈیاں ٹوٹی
ہوئی محسوس ہو رہی تھیں

درد برداشت کرتے اس نے چیخ کو منہ میں ہی کہیں دبا لیا جانتی تھی اگر اس وقت کچھ کہا تو
انجام اس کے حق میں تو بالکل نہیں ہو گا

ایئر ہوسٹس اس سے بابت دریافت کرنے کو آگے بڑھی صالح شفق کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھسیٹتا
ہوا وہاں سے باہر نکلا

جیسے ہی سیرھیاں اترتے اس کی نظر نیچے پڑی رحم کے ساتھ اور بھی بہت سے پولیس والے
ہاتھوں میں اسلحہ لئے وہاں موجود تھے

"تم سامان صبح گھر پہنچا دینا" رحم کو اشارہ کرتا اسے اپنے ساتھ لئے وہ ایئر پورٹ سے باہر نکلا
اس کے کان میں لگا بلیو ٹوٹھ ابھی بھی ایکٹو تھا وہ مسلسل کسی سے بات چیت کرتا آرڈرز دے
رہا تھا پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر شفق کو لگ بھگ اندر پھینک کر اس نے پوری قوت سے
دروازہ مارا اندر بیٹھی شفق دہل کر پیچھے ہٹی

صالح کا بڑاؤ دیکھ کر وہ دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی ایئر پورٹ سے گھر تک پہنچنے کا سفر شفق نے مشکل سے اپنی سیٹ پر جمے رہنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے گزارا تھا اس کی آدھی جان وہ اپنے رویے سے نکال چکا تھا جیسے ہی گاڑی اس نے گھر کے آگے روکی ڈرائیونگ سیٹ سے اٹھ کر باہر نکلتا وہ دوبارہ اسے اپنی گرفت میں لیتا اندر داخل ہوا شفق نے ایک بار بھی خود کو اس سے چھڑوانے کی کوشش نہیں تھی اس کے غصے کے آگے اس کا چڑیا جتنا دل کوئی بھی مزاحمت دیکھانے سے انکاری تھا

کمرے کا دروازہ کھول کر صالح نے اسے دھکا دیتے اندر دھیکلا وہ دھان پان سی لڑکی سیدھا بیڈ پر جا کر اٹے منہ گری تھی

اپنی طرف صالح کی پشت دیکھ وہ ایک ہاتھ سے دوپٹہ پکڑے واش روم میں بند ہونے کو لپکی تھی مگر افسوس آج وہ اس کی ہر حرکت ناکام بنانے پر تلا ہوا تھا

"کیوں جان کر میرے غصے کو مزید ہوا دے رہی ہو تم؟" اس کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچے وہ اسے خود سے قریب کر چکا تھا

"مجھ سے دور جا رہی تھی؟" اس کی انگلیاں شفق کی کمر میں دھنس سی گئی تھی

"آپ کو کون سا پرواہ ہے میری؟" وہ اس کا جنونی انداز کہاں برداشت کرنے کی عادی تھی

صالح کی ذرا سی سختی پر بے ہوش ہونے کو تھی

"بہت سی بدگمانیاں اور شکایات جمع کر رکھی ہیں تم نے میرے لیے اپنے دل میں اور ان سب کا مدعوا کرنے کا پورا ارادہ بھی رکھتا ہوں میں آج کے بعد سے تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی" اسے خود سے دور کیے بنا وہ بیڈ تک لے آیا

"مطلب؟" صالح کی معنی خیز بات پر وہ پھڑپھڑا کر اس سے پرے ہوئی

"وہی جو تم سوچ رہی ہو میں مزید انکار نہیں سننا چاہتا تمہیں دیا گیا وقت اب پورا ہو چکا ہے مسز ورنہ یونہی تم مجھ سے دور جانے کی کوشش کرتی رہو گی جو اب کسی صورت ممکن نہیں" شفق کی کلائی اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی

"یہ غلط ہے اپ اپنے کیے کی سزا مجھے کیوں دینا چاہتے ہیں؟" روہانے لہجے میں اس نے

احتجاج کرنا چاہا مگر صالح آج اس کی ایک بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھا

اپنے دل میں چھپی اس کے لیے محبت جتانے کا اب بس یہی راستہ ہی بچا تھا گزرتی رات کے

ساتھ رفتہ رفتہ شفق کے دل میں موجود خود کے لیے ساری بدگمانیاں اور ناراضگیاں اس نے اپنے

ہر عمل سے دور کرنے کی کوشش کی تھی وہ بھی کچھ پل مزاحمت کے بعد خود کو مکمل اس

کے رحم و کرم پر چھوڑ چکی تھی

دور کہیں بادلوں سے اٹکھلیاں کرتا چاند اس حسین رات کا گواہ ٹھہرا تھا

اندھیرا پھیلتے وہ خود کو مکمل طور پر کالی چادر میں چھپا کر وہ ایک ہاتھ سے اس ننھے بچے کو سینے سے لگائے لرزتے ہوئی ہسپتال سے باہر نکلی اور جا کر پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی

کل کا پورا دن اس کا کام میں گزرا تھا جس کا انعام یہ ملا کہ صبح تک وہ بخار میں پہنک رہی تھی کوئی ایک گلاس پانی دینے والا تک نا تھا جیسے تیسے ہمت کرتے اس نے بیگ میں موجود دوائیوں سے کچھ گولیاں نکال کر پانی سے نکل لیں جیسے ہی۔ طبیعت کچھ بہتر ہوئی وہ ہسپتال چلی آئی اب پھر سے اس کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو چکی تھی ٹھنڈا جسم دھکتے انگارے کی مانند تپ رہا تھا اسے کسی بھی حال میں گھر پہنچنا تھا وہ سلو سپیڈ میں سڑک کنارے ہی گاڑی چلاتے آگے بڑھ رہی تھی اچانک سے آنکھوں کے آگے چھائے اندھیرے کو محسوس کرتے اس نے بریک لگائی بریک تو لگی نہیں گاڑی سیدھا سامنے کھڑے موٹر سائیکل میں لگتے رکی "یا اللہ!" باہر اکٹھی ہوتی بھیڑ کو دیکھ کر اس نے ارسلان کو دیکھا شکر تھا کہ وہ محفوظ تھا شیشے کے پار دکھائی دیتا ایک آدمی غصے سے چیخ چلا رہا تھا وہ اپنے سن ہوتے دماغ کو ہاتھوں سے تھام کر اندر ہی بیٹھی رہی

جیسے ہی تھوڑی ہمت جمع ہوئی وہ بات کرنے کو باہر نکلی مگر کوئی بات سننے تک کو تیار نہیں تھا بحث وہ کرنے کی حالت میں نہیں تھا سب پر لعنت بھیج کر پھر سے اندر جا بیٹھی دروازہ بھی اندر سے لاک کر لیا

پولیس کی وردی میں ملبوس وہ اس وقت گھر جانے کے لیے نکلا تھا جب بیچ راستے میں اتنی بھیڑ اکٹھی ہوتی دیکھ کر کو ایک طرف لگا کر اسی طرف چلا آیا

"کیا بات ہے؟" مخصوص لہجے میں سوال کرتا وہ اتنی بھیڑ جمع ہونے کی بابت دریافت کر رہا تھا "ارے اچھا ہوا سر اپ آگئے سامنے کار میں ایک خاتون نے اس آدمی کی بائیک کو ٹکر ماری ہے اس لیے یہ کب سے تماشہ لگائے کھڑا ہے" پاس کھڑے ایک آدمی نے اس کی وردی کو دیکھتے جلدی سے جواب دیا

"کہاں ہے وہ خاتون؟" آس پاس نظریں دوڑاتے اسے دور دور تک کوئی عورت دکھائی نہیں پڑ رہی تھی

"سر کار میں بیٹھی ہے کب سے" جلدی سے ایک نوجوان لڑکے نے جواب دیا جو کب سے کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا

ارحم سر ہلا کر سامنے کھڑی کار کی طرف آیا ذرا سا جھک کر اس نے ہاتھ میں پکڑی چابی کے ذریعے شیشے پر نوک کیا دوسری طرف سے ہلکا سا شیشہ کھول کر اندر موجود وجود نے اس کی جانب دیکھا

گلابی قمیض پر ہم رنگ دوپٹے کا حجاب کیے کندھوں تک کالی چادر اوڑھے بار بار پاس لیٹے بچے کو بھی تھپک رہی تھی ایک نظر اس کے سرخ پڑتے چہرے پر ڈال کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا اپنی جیب سے والٹ نکال کر اس نے چند نوٹ نکالتے اس آدمی کے حوالے کیے

جس کے نقصان سے اس کی دی گئی رقم تھوڑی زیادہ ہی تھی سب کو وہاں سے رفع دفع کرنے میں اسے پانچ دس منٹ ہی لگے تھے

گہری سانس خارج کرتا اسے اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا "آپ ٹھیک ہیں؟" گاڑی میں آ کر بیٹھتی عروا کو دیکھ کر اس نے سوال کرتے پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی

"شکریہ" وہ اس کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لیتی منہ سے لگا گئی "آپ کو بخار ہے پھر بھی آپ آرام کرنے کی بجائے الٹا اسے بھی اپنے ساتھ لیے سیر سپاٹے پر نکل آئی ہیں" اس کے ہاتھ کی تپش سے وہ اندازہ لگاتا اسی پر برس پڑا

"مجھے تو کہیں بھی آپ کی یاد میں تعمیر ہوتا پارک یہاں نظر نہیں آ رہا" اس کے اول جلول سوال پر عروا کا دماغ گھوم گیا

"آپ اپنی زبان کے جوہر صرف میرے آگے ہی چلاتی ہیں کیا؟ ویسے کہنا پڑے گا آپ کا شوہر بھی انتہائی نالائق انسان ہے اس حالت میں بھی آپ کے ساتھ نہیں ہے" ٹھیک ٹھاک طنز کرتا وہ چور نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"آپ چپ رہنے کا کیا لیں گے" روتے ہوئے ارسلان کو پکڑ کر اس نے گود میں ہی کھڑا کیا اور ارحم اس کی حالت کے پیش نظر خاموش ہو بھی گیا

اس کا دھیان مکمل طور پر پاس بیٹھی لڑکی کی طرف تھا جو ایک بچے کو سنبھالنے میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی اس سے پہلے وہ رونا شروع کر دیتی ارحم گاڑی سائیڈ پر لگا کر اس ننھے سے شہزادے کو اس سے لیتا نیچے اتر گیا وہ بس ارے ارے کرتی رہ گئی

لگ بھگ دس پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد اس کی واپسی ہوئی ارسلان اس کے کندھے پر سر رکھے شرٹ سے کھیل رہا تھا

"یہ لیں" ڈرائیونگ وہیل سنبھالتے اس نے ارسلان اس کی گود میں دیتے ایک اور پلاسٹک بیگ بھی اس کی گود میں رکھا جس میں کیک بسکٹس اور نا جانے کیا کیا تھا

"اس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے" عروا کو یہ سب عجیب سا لگا تھا

"شائد آپ غلط سمجھ رہی ہیں میں آپ کے لیے کچھ بھی نہیں لایا" اپنی ہنسی ضبط کرتا وہ سنجیدگی سے بات کہہ گیا مگر عروا نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا اس آدمی سے جتنا دور رہنے کی کوشش کرتی تھی پتا نہیں کیوں ہر مشکل وقت میں وہ انجانے میں ہی سہی مگر اس کی مدد کو پہنچ جاتا تھا

جیسے ہی وہ ارسلان کو لے کر گاڑی سے باہر نکلی یکایک اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اس سے پہلے وہ اپنا توازن کھو دیتی ارحم نے ایک ہاتھ سے اسے سہارا دے کر دوسرے ہاتھ سے ارسلان کو تھام کر گرنے سے بچالیا

"ٹھیک ہوں میں" وہ جلدی سے سیدھی ہو کر اس سے فاصلے پر ہوئی

"جی بہت اچھے سے دکھائی دے رہا ہے ماشاء اللہ" وہ اس پر طنز کرتا پوچھے بنا اسے سہارا دیتا ہوا

فلیٹ تک لے آیا اسے اور ارسلان کو اندر چھوڑنے کے بعد وہ پاس کے ہی فلیٹ سے ایک

عورت کو اس کی دیکھ بھال کرنے کی درخواست کر کے ہی وہاں سے گیا تھا

اس کے دماغ میں اس وقت بہت سے سوال گردش کر رہے تھے جن کا جواب اسے چاہیے تھا

ہر بار یہ لڑکی اسے عجیب حالات میں اور تنہا ہی ملتی تھی بچے کو بھی وہ ہسپتال میں پہلے دیکھ

چکا تھا جانے اس کا شوہر کیسا انسان تھا ایسا بھی بھلا کیا کام کہ اپنی بیوی اور بچے تک کا

انسان خیال نہ رکھ سکے

خود کو نرم گداز تکیے پر تصور کرتے جو نہی اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولی تو دھک سے رہ گئی وہ

آنکھوں میں عشق کا نیا جہان آباد کیے جانے کب سے بنا حرکت کے اسے اپنے پاس محسوس کر

رہا تھا [Support@classicurdumaterial.com](https://www.classicurdumaterial.com/)

"سوری" شفق نے اپنا سر اس کے بازو سے اٹھا کر تکیے پر رکھا <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

"ڈونٹ بی" وہ ہلکا سا مسکرا کر اسے پھر سے قریب کر گیا کل رات کا وہ غصہ اس کی سختی

سب کہیں غائب سے ہو گئے تھے وہ چاہ کر بھی اس سے برا سلوک نہیں کر پایا تھا اس کی

ماں نے اسے عورت کی عزت کرنے کا سبق پڑھایا تھا یہ سبق وہ قبر تک اپنے ساتھ لے

جانے والا تھا اس کے پہلو میں لیٹی وہ صرف ایک عورت ہی نہی بلکہ اس کی دنیا کی اکلوتی

مالکن تھی جو اسے ہنستی ہوئی ہی پسند تھی وہ اسے ہمیشہ ایسا ہی دیکھنا چاہتا تھا

اس کی ذرا سی پرواہ پر شفق کے چہرے پر پھولوں سی مسکان سچی تھی صالح کی محبت میں وہ اپنا آپ تک بھلا بیٹھی تھی اس کے دل نے شدت سے اقرار کیا تھا ہاں وہ شخص اس کے دل میں بس گیا تھا کب کیسے کہاں شاید اندازہ ہی نہیں ہو پایا کل رات اس کی محبت میں پور پور بھگی وہ لڑکی اپنی ضد، ناراضگی چھوڑ کر اس سفر پر اس کے سنگ چلنے کا اقرار کر چکی تھی اس سے پہلے وہ اپنے کسی عمل سے شفق کے گالوں پر لالی بکھیرتا سائیڈ ٹیبل پر پڑا اس کا موبائل بج اٹھا

"میں فریش ہو کر کھانا بناتی ہوں" صالح کو بستر سے اٹھ کر جاتا دیکھ شفق اسے آواز لگا کر وہاں سے نکل گئی

وہ فریش ہو کر کچن میں جانے کو تھی مگر صالح ابھی تک مصروف تھا دوسری طرف پتا نہیں کون تھا وہ بس جواب میں ہوں ہاں ہی کر رہا تھا اسے تنہا چھوڑ کر اس نے کچن کی راہ لی کچن میں جا کر چائے کے لیے دودھ چڑھا کر آٹا گوند نے کی تیاری کر رہی تھی جانتی تھی وہ ناشتے میں ہیوی چیزیں ہی لیتا تھا اکثر شفق نے اسے پراٹھا کھاتے دیکھا تھا اپنے کام میں اس قدر مشغول کھڑی تھی جب وہ اپنی وردی میں ملبوس نکھرا نکھرا سا کمرے سے باہر آیا

"ایم سوری جانا پڑے گا" اپنی عادت کے خلاف وہ اس کے پیچھے کھڑا اس کی محنت کے ضائع ہونے پر چہرے پر ملال لئے کھڑا تھا

شفق کا کام کرتا ہاتھ چند سیکنڈ رکا

"کوئی بات نہیں" اس نے سمجھ کر سر ہلایا وہ خود کو اس کی خاطر بدلنے کی کوشش کر سکتا تھا تو اس کا بھی فرض بنتا تھا

اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی جب صالح نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف گھمایا "ایسے مت کرو پلیز وعدہ ہے شام ہونے سے پہلے ہی آ جاؤں گا" اس کی آنکھوں میں اترتی نمی محسوس کرتے صالح نے اس کا سر اپنے سینے سے لگا کر بوسہ لیا اس بوسے نے شفق کو خود کے لیے اس کے دل میں موجود عقیدت، محبت اور عزت کا احساس دلایا تھا وہ مسکرا کر اس سے الگ ہوئی دل میں اس کی حفاظت کے لیے جانے کتنی ہی دعائیں پڑھ کر اس پر حصار کیا

صالح خود کے لیے اس کی پرواہ اور فکر دیکھ کر سرشار ہوتا خدا کی بارگاہ میں مشکور ہوا تھا گہپ اندھیرے میں اس وقت صرف چاروں طرف سے زور زور سے روتی چیختی آوازیں سنائی دے رہیں تھیں ان آوازوں میں چھپا درد، بھوک کے لیے روتی دھاڑتی چیخیں، ایسی آوازیں سن کر تو کسی بھی انسان کا دل پسج جاتا درد سے ندھال ہوتی یہ آوازیں وہاں موجود ننھے ننھے بچوں کا پتا دیتی تھی جو گھر والوں سے بچھڑنے کے باعث جانے کب سے اس تاریک تہ خانے میں بند تھے ہر چھ ماہ بعد ان بچوں کو اس اندھیر نگری سے نکال کسی اور ہی دنیا میں لے جایا تھا جہاں وہ دن رات گدھوں کی طرح کام کر کے اپنے ملکان کو نفع پہنچاتے تھے ان میں سے بازو

بغاوت کرنے کی کوشش کرتے انہیں پہلے ہی باقی بچوں سے الگ کر کے ہر ممکن طریقے سے ٹریننگ کروا کر اپنے آدمیوں میں شامل کر لیا جاتا

صرف یہی نہیں وہاں بچوں کے ساتھ ہر عمر کی عورتیں بھی لائی جاتیں جن کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ہوتا تھا

یہ سب جس شیطانی دماغ کی بدولت سرانجام ہوتا اسے آج تک کوئی جان نہیں پایا تھا کوئی نہیں جانتا تھا وہ کون ہے کہاں ہے کچھ خاص آدمیوں کے لیے وہ بس نام ہی کی حد تک تھا دو کمروں کے برابر اس عالیشان کمرے میں بیٹھا اندھیرے میں ڈوبا تھا بدن پر سجا مٹھلی شب خوابی کا لباس ہاتھوں میں جلتا سگار جو کچھ وقفے کے بعد وہ ہونٹوں سے لگا کر فضا میں دھواں خارج کر رہا تھا پہلی نظر میں کسی کو بھی دھوکا دے سکتا تھا غلط کام کرنے کے باوجود آج تک اس نے اپنی زندگی میں کسی کو شامل نہیں کیا تھا وہ اپنی دنیا کا واحد شخص تھا جو صرف اپنے نام سے جانا تھا کروڑوں کی ڈیلز اس کی غیر موجودگی میں صرف نام لیتے ہی ہو جاتی تھیں یہی وجہ تھی سینکڑوں ثبوت ہونے کے باوجود کوئی اسے چھو تک ناسکا تھا

اس کے کمرے میں لگے بڑے سے گلاس کے ذریعے وہ دوسری جانب کھڑے اپنے خاص آدمی کو دیکھ سکتا تھا جبکہ دوسری جانب کھڑا ہاشم اس کے اگلے حکم کا منتظر تھا یہ جانے بغیر کے اس کانچ کی دیوار کے پار بیٹھا شخص ہے کون

ہر بار اسے یہی پر بلا کر کام دے دیا جاتا جو اسے ہر حال میں بجا کر لانا ہوتا آج تک ملے کسی بھی کام میں وہ شکست کھا کر نہیں لوٹا تھا تبھی وہ اس کا خاص آدمی تھا

کچھ پلوں کی خاموشی کے بعد فرش سے ایک لفافہ سرسراتا ہوا اس کے قدموں میں آن ٹھہرا لفافہ اٹھا کر اس نے اندر موجود تصویر دیکھی جہاں ایک لڑکی ہنستی ہوئی کسی کی طرف دیکھ رہی تھی دیکھنے سے ہی لگتا تھا یہ تصویر اس لڑکی کو بے خبر رکھ کر لی گئی تھی تصویر کی پچھلی جانب کالے مارکر سے اس کی ساری تفصیلات وقت کے ساتھ اندراج تھا وہ کچھ پل تصویر کو دیکھ کر سر ہلاتا کمرے سے باہر نکلا مطلب جو کوئی بھی تھی ان کا اگلا نشانہ تھی اپنا اگلا آرڈر مکمل کرنے کے لیے انہیں صرف ایک لڑکی مزید چاہیے تھی یہ لڑکی یقیناً ان کے کاروبار کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو سکتی تھی

وہ باہر کی دنیا میں رہ کر کبھی اتنا سب نہیں جان پاتا تھا جتنا اندر بیٹھا آدمی اس کے کچھ بتانے سے پہلے پتا لگا دیتا تھا آج تک یہ بات وہ سمجھ نہیں سکا تھا اب تو اس نے اس بارے میں سوچنا بھی چھوڑ دیا تھا

میںنگ ختم ہوئے اس نے وہاں سے نکل کر شفق کو کال ملائی دو دن سے وہ اس سے اپنے گھر جانے کی اجازت لے رہی تھی وہ اجازت دے بھی دیتا مگر شفق کو رات گزارنے کا منصوبہ بناتے دیکھ اس نے شفق کو وہاں لے جانے سے بھی انکار کر دیا تھا

"جی" شفق کی چمکتی ہوئی آواز سن کے اس کے چہرے پر جلتنگ بکھر گیا

"مجھے لگا روٹھی بیوی کو منانا ذرا مشکل ہوتا ہے مگر تم نے مجھے غلط ثابت کر دیا" پیپر ویٹ کو گھماتے وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت دیتا جی اٹھا تھا

"روٹھنا وہاں چاہیے نا جہاں فائدہ ہو اب کو بس مجرموں کے پیچھے بھاگنا آتا ہے دل کے معاملوں میں اب تک اناڑی ہیں" شفق نے جیسے افسوس جتاتے سرد آہ بھری

"یہ بات ہے تو میرے آنے سے پہلے سو مت جانا پھر دیکھتے ہیں کون اناڑی ہیں اور کون نہیں" صالح نے ہفتے بھر سے اس کی بدلی ہوئی عادت پر طنز کیا

"آپ کی زور زبردستی آج مجھ پر نہیں چلے گی" اس کی ہنسی کی آواز صالح کے کانوں میں کسی ساز کی طرح بج رہی تھی

"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے اپنا حرکت کرتا ہاتھ روک گیا

"وہ میں ----"

"ڈونٹ ٹیل می کہ تم گھر پر نہیں ہو" صالح کو خطرے کی گھنٹی اپنے سر پر بجتی محسوس ہوئی

"بھائی آئے تھے خود لینے تو مجھے آنا پڑا" اس نے حلق تر کرتے اسے وضاحت دی

"ہمنہ ---- شام کو آؤں گا لینے تیار رہنا" اس کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا شفق بھی کچھ دیر کے لیے بول نہیں پائی تھی

پر بھائی ----

"میں خود اس سے بات کر لوں گا شفق اس بات پر مجھے کوئی بحث نہیں کرنی" اس نے پورے استحقاق سے شفق کی بات کاٹ کر اسے اپنا فیصلہ سنایا

"جی ٹھیک ہے" اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتی تھی اس لیے بنا چوں چاں کیے راضی ہو گئی "میں نے تمہیں اس آدمی کو حوالات میں ڈالنے کے لیے کہا تھا صالح تم نے اسے دنیا سے ہی رخصت کر دیا" اپنے سامنے شان سے بیٹھے ایس پی صالح سے استغفار کرتے گویا انہوں نے اپنا سر دیوار پر مار لیا تھا

"آپ غلطی پر ہیں انکل میں نے اس کی جان نہیں لی" وہ دوبارہ اس موضوع کو کھلتا دیکھ بد مزہ ہوا

"ڈونٹ کال می انکل سر کہو مجھے" ڈی آئی جی اس وقت کسی رشتے داری کو نبھانے کے موڈ میں نہیں تھے

"کیا فرق پڑتا ہے رہیں گے تو پھر بھی انکل" وہ ہنسی ضبط کرتا ان کی آنکھوں میں ناچتا غصہ دیکھ رہا تھا

"تم جانتے ہو تمہیں سسپینڈ کیا جا سکتا ہے" مستقبل میں پیش آنے والے خطروں سے اسے آگاہ کیا گیا

"جی خوشی سے مگر میرا جرم تو پتا چلے" الٹا انہی سے سوال کرتے وہ خود کو ہر الزام سے بری کر گیا

"تم نہیں جانتے؟" ہاتھ میز پر مارتے وہ بھرک اٹھے تھے

"جانتا ہوں مگر ثبوت کہاں ہیں اس بات کا کہ الطاف میرے پاس تھا وہ دن دہاڑے ٹرک کے نیچے آکر مارا گیا ہے بتائیں میری کیا غلطی ہے اس سب میں؟" صالح نے کندھے اچکائے

"تم نے جانتے بوجھتے اسے آزادی دی" وہ واحد تھے جو صالح کو اچھی طرح سمجھتے تھے

"بہت خوب کافی زمین میں آپ جو کچھ اس نے کیا تھا وہ معافی کے لائق تھا بھی نہیں فرق صرف اتنا ہے مجھے اپنے ہاتھ گندے نہیں کرنے پڑے" آخری بسکٹ بھی پلیٹ سے اٹھا کر اس نے منہ میں ڈال لیا پھر ہاتھ جھاڑ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ان کے سامنے آٹھرا

"کافی بور باتیں کرتے ہیں آپ اجازت دیں مجھے ویسے بھی اب فیملی والا ہوں" شفق کا ذکر کرتے اس کی آنکھوں کی چمک کے ساتھ لبوں پر ہنسی کا گراف بھی بڑھا تھا

واکر میں کھڑے ارسلان کے ساتھ باتیں کرتی وہ کھانا بھی بنا رہی تھی جو ہاتھ میں کیلا پکڑے اس کا پوسٹ مارٹم کرنے میں مشغول تھا بیچ بیچ میں آوازیں نکالتا اس کی باتوں پر تبصرہ بھی کر رہا تھا

سب کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ اسے گود میں لے کر کمرے میں چلی آئی

وہ ننھا شیر خوار کو تو خراب کر ہی چکا تھا عروا کی گود میں جاتے وہ اس کے بالوں اور گال کو بھی گندا کر چکا تھا اب اس کے گھورنے کی پرواہ کے بغیر اس کی آنکھوں پر لگا چشمہ ہاتھوں میں لینے کی کوشش میں تھا

"بری بات ارسلان مت کرو ممانارض ہو جائے گی ورنہ " اس کے ہاتھ پیچھے کرتی وہ خفا سی ہوئی جب ارسلان نے آنکھیں بڑی کرتے جیسے بات سمجھنے کی کوشش کی پھر زور زور سے ہنستا اس کی گردن میں منہ چھپا کر اسے کیلے کی خوشبو سے مہکا گیا فریش ہوتے کپڑے بدل کر اس نے بیڈ پر گہری نیند سوئے ہوئے ارسلان کو دیکھا کمرے سے باہر نکل کر وہ سیدھا کچن کی طرف آئی تھی اس کا ارادہ کھانا کھانے کا تھا "یہاں عیش کر رہی ہو تم " ابھی وہ پلیٹ ہاتھ میں لئے کھڑی تھی جب کوئی دندناتا ہوا اندر داخل ہوا

"تم یہاں ؟" وہ پلیٹ ایک طرف رکھ کر ماتھے پر شکنیں لیے اندر آتے اس نفوس کو دیکھ رہی تھی جس کا آنا اسے شائد زہر سے بڑھ کر لگا تھا
 "تم نے کیا سوچا ہمیں چھوڑ کر خود یہاں مہارانی بن کر رہو گی " افضل بہپرا ہوا اسے ہوش میں نہیں لگ رہا تھا اس کے آتے پورے فلیٹ میں جانے کسی بدبو پھیل گئی تھی عروا نے ناک پر کپڑا رکھ کر خود کو قے کرنے سے روکا

"یہاں کیوں آئے ہو تم جاؤ یہاں سے مجھے کوئی بات نہیں سننی تمہاری " وہ وہی سے کھڑی ہو کر اسے کسی بھی طرح یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی

"ہاں ہاں مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہاری شکل دیکھنے کا ارسلان کہاں ہے ؟ " ہاتھ سے اشارہ کرتا یہاں وہاں نظریں دوڑانے لگا

"کیا چاہیے تمہیں؟" اس کے منہ سے ارسلان کا نام سن کر اس کے دل میں خوف اترتا تھا وہ تیزی سے کمرے کی طرف بڑھی جب افضل نے اسے پیچھے سے پکڑ کر دیوار میں دے مارا عروا اپنا سر پکڑتی کراہ اٹھی

اسی بات کا فائدہ اٹھا کر افضل کمرے میں جانے کو تھا جب اس نے میز پر پڑا واس اٹھا کر اس کی ٹانگ پر دے مارا وہ لنگڑا کر کمرے کی دہلیز پر گرا

"تم مجھے روک نہیں سکتی یہ بچہ مجھے ہر قیمت پر چاہیے تم جانتی نہیں ہو وہ سیٹھ اس کے پانچ لاکھ دے رہا ہے بہتر ہے میرے راستے میں مت آؤ چاہے تو ایک لاکھ تم لے لینا" وہ زمین پر پڑا انسان کم اور لالچ کی ہوس میں ڈوبا پجاری زیادہ لگ رہا تھا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بچے کا سودا کرنے کی شرم نہیں آتی تمہیں اس معصوم کے لیے یہ سب سوچتے ہوئے بھی" ماتھے سے بہتے خون کو بھلا کر اس نے افضل کو دو تین بار لات رسید کی موقع پاتے جلدی سے اس کے اور ارسلان کے درمیان بنتی دروازے کو لاک لگا کر باہر کو بھاگی

"اے رک" اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ اس نے رفتار تیز کر دی اس سے پہلے وہ سامنے کا راستہ دیکھتی دیوار سے ٹکرا کر اپنا گھومتا ہوا سر پکڑتے فرش پر بیٹھتی چلی گئی

بے چینی سے اپنے سامنے پڑے نیم مردہ وجود کو دیکھ رہا تھا

جس کا سفید لباس بالکل سرخ میں ڈھل کر ہولناک منظر پیش کر رہا تھا

ناک پر چشمے کا شیشہ لگنے کے باعث گہرا کٹ دکھائی دے رہا تھا ماتھے پر بندھی سفید پٹی، ہاتھ میں لگا برنولا ارحم کا سکون غارت کرنے کے لیے کافی تھا
(چند گھنٹے پہلے)

وہ تو بائے چانس ہی اس کی طبیعت پوچھنے کے ارادے سے وہاں جا پہنچا تھا مگر فلیٹ کا کھلا دروازہ اور اندر سے آتی بلند آوازیں سن کر وہ کچھ پریشان سا ہوا آخر تھا بھی تو انجان یوں اپنی وجہ سے وہ اس لڑکی پر انگلیاں اٹھتے کیسے دیکھ سکتا تھا
اسی کشمکش کے چلتے وہ وہاں سے جانے کے لیے پلٹا تھا جب اسے بچے کے رونے کی آوازوں کے ساتھ کسی کے گرنے اور پھر بھاگنے کی چاپ سنائی دی ساری سوچیں بلائے طاق رکھ کر وہ فلیٹ میں داخل ہوا سامنے سے وہ بھاگتی ہوئی اس سے ٹکرا کر نیچے گری اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

ارحم نے جھک کر اس کا چہرہ تھپتھپایا مگر کوئی رسپانس نہیں ملا نظریں اوپر کو اٹھیں سامنے مناسب سی جسامت کا ایک لڑکا دیوار کا سہارا لے کے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا شاید اسے ٹانگ میں چوٹ لگی تھی اس لڑکے کا چہرہ دیکھتے اس کے دماغ میں شناسائی سی ابھری
یہ چہرہ وہ پہلے بھی ایک دو بار آتے جاتے تھانے میں دیکھ چکا تھا سوچنے کی بات تھی ہسپتال کی ایک معزز ڈاکٹر کے ایسے جاننے والے

"کون ہو تم؟" ایک ہاتھ سے اس کی گردن دبوچ کر ارحم نے اسے دیوار سے لگا دیا

"بتاؤ مجھے" اسے مزاحمت کرتا دیکھ ارحم نے ہلکا سا دباؤ مزید بڑھایا تو افضل کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھی

"بتا۔۔۔ تاہوں چھوڑ۔۔۔ مجھے" گھٹتے دم کے ساتھ وہ مشکل سے بول پایا تھا

"یہ بچہ میرا ہے میں بس اسے لینے آیا تھا" وہ کھانستا ہوا اپنا گلا پکڑے کھڑا تھا جب ارحم نے اسے کالر سے پکڑ کر ہتھکڑی کے ذریعے وہاں موجود گرل سے لاک کر دیا خود بند کمرہ دیکھ کر وہ ماتھے پر بل ڈالے اس طرف چلا آیا

"اس کی چابی کہاں ہے؟" وہ جن نظروں سے افضل کو دیکھ رہا تھا وہ ہاتھ جوڑتا نفی میں سر ہلانے لگا

اس وقت چابی تلاش کرنا ناممکن سی بات تھی دروازے سے کچھ دور جا کر اس نے زور دار دھکا دیا لاک اپنی جگہ سے اکھڑ کر فرش پر گرا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا بچہ فرش پر گرنے سے بس ایک انچ ہی دور تھا

ارحم نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر اسے روتے چیختے بچے کو سینے سے لگا کر تھکی دی مگر وہ کہاں خاموش ہونے والا تھا اسے تو بس عروا چاہیے تھی جس کا لمس پاتے وہ روتے ہوئے بھی ہنس دیتا تھا

نمبر ملا کر تھانے میں موجود سپاہی کو اس نے کچھ انسٹرکشنز دی جیب سے رومال نکال کر اس نے باہر فرش پر پڑی عروا کے ماتھے پر باندھ دیا خود ان دونوں کو لے کر وہ اپنی گاڑی میں نکل گیا جانے سے پہلے وہ چوکیدار جو ساری بات سمجھا کر ہی نکلا تھا

(حال)

دوائیوں کا اثر ٹوٹا تو اس نے کراہ کر آنکھیں کھولی ایک ہاتھ ماتھے پر رکھے وہ اس جگہ کو پہچانے کی کوشش میں تھی اپنے ہاتھ میں لگا برنولا ماتھے پر پی محسوس کرتے اسے اندازہ ہوا وہ ہسپتال میں ہے

دروازے کے ساتھ لگے پردے کو اوٹ سے کسی کی پشت دکھائی دے رہی تھی دیکھنے سے وہ کوئی پولیس والا ہی لگتا تھا

لاشعور سے شعور تک کا سفر طے کرتے اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا بے ہوش ہونے سے پہلے اس انسان سے وہ ٹکرائی تھی

"ارسلان ---!" سرخ ہوتی آنکھوں سے پانی رگڑ کر وہ ہاتھ سے سوئی کھینچ کر پرے اچھال چکی تھی

اسے اب یاد آیا تھا وہ اپنے بچے کو کمرے میں بند کر آئی تھی اس وقت وہ سو رہا تھا مگر اب --- اب تو بہت وقت گزر چکا تھا وہ اٹھ چکا ہو گا اسے ڈھونڈتے ہوئے رو رہا ہو گا وہ ننھی سی جان اس فلیٹ میں اکیلا ہو گا جانے اس افضل نے اس کے ساتھ کیا کیا ہو گا

دماغ میں اندٹی سوچوں کا طوفان اسے اس وقت اپنے ہر درد سے بڑھ کر تکلیف دے رہا تھا وہ مشکل سے اٹھ کر بیڈ سے نیچے اتری اس سے پہلے باہر جاتی باہر کھڑا وجود جلدی سے اس کی طرف بڑھا

"ابھی بھی کافی ہمت ہے آپ میں مجھے تو لگا تھا آپ ایک دو دن تک بستر سے نہیں اتریں گی"

"اسے یوں پیروں پر کھڑا دیکھ ارحم نے اس کا راستہ روکا

"مجھے یہاں کون لایا تھا؟" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی

"ظاہر سی بات ہے میں ہی لایا ہوں محترمہ" پہلی بار اس کا یوں خوفزدہ سا چہرہ دیکھ ارحم کو عجیب لگا تھا اس لڑکی کو تو وہ ہمیشہ لڑتے جھگڑتے دیکھتا آیا تھا

"مجھے گھر جانا ہو گا میرا بچہ اکیلا ہے میں نے اسے وہی کمرے میں بند کیا تھا وہ رو رہا ہو گا"

سر سے اٹھتی ٹیسیوں کو کسی خاطر میں نالا کر وہ وہاں سے بھاگنے کے چکروں میں تھی جب

ارحم نے اسے پکڑ کر زبردستی بیڈ پر بیٹھایا

"کہیں نہیں جا رہی ہیں آپ کو آرام کی ضرورت ہے ڈاکٹر عروا" وہ اسے نام سے پکار رہا تھا

جانے کیسے اسے پتا چلا تھا عروا نے چونک کر اسے دیکھا

"ڈونٹ وری ارسلان سیف ہے اس وقت میم کے پاس ہے" ارحم نے اس کی بے چینی کو

سمجھتے اسے حقیقت بتائی

"ہم اندر آجائیں؟" شفق اپنے ہاتھوں میں اس ننھے شہزادے کو لیتی اندر داخل ہوئی پیچھے پیچھے
 صالح بھی اسے دیکھنے کے لیے اندر آگیا ان دونوں کو ارحم نے کال کر کے ہسپتال بلا لیا تھا
 ارسلان کو شفق نے ہی سنبھال تھا حالانکہ بچوں سے اس کا واسطہ کبھی پڑا نہیں تھا مگر
 ارسلان کے ہاتھوں میں آتے وہ زیادہ نا سہی مگر کافی کچھ سیکھ گئی تھی
 "ارسلان! ---" شفق کی گود سے ارسلان کو لے کر عروا نے اسے سینے سے لگا کر جانے کتنے
 ہی بوسے دیے اس کے ہر لمس میں وہاں موجود لوگوں کو ارسلان سے اس کی محبت کی جھلک
 دکھائی دے رہی تھی یہ منظر دیکھتے سبھی کی نا سہی شفق کی آنکھیں ضرور نم ہوئی تھیں جسے
 صالح نے اپنا رومال بڑھا کر صاف بھی کروا دیا
 "آپ کی طبیعت کیسی ہے؟" شفق نے اس کے پاس بیٹھتے مسکرا کر پوچھا تو عروا نے سامنے
 بیٹھی اس معصوم سی پری کو دیکھا
 "بہتر ہے آپ کا بہت بہت شکریہ" جواباً وہ بھی مسکرائی دی تھی
 "اس کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اس چھوٹے سے مل کر مجھے بہت اچھا لگا" ارسلان کی پیٹھ
 سہلاتے شفق کی آنکھوں میں چمک سی ابھری تھی شاید اسے بچے پسند تھے یہ اندازہ بھی وہاں
 خاموش کھڑے صالح نے لگایا تھا شفق کو بچے کے ساتھ تصور کرتے اس کے لبوں پر
 مسکراہٹ کی چھب دکھائی دی تھی

"آپ آرام کریں اس وقت ارسلان یہیں ہے بے فکر رہئے" عروا کے چہرے پر درد کے تاثرات بھانپ کر ارحم نے ارسلان کو اس کے ہاتھ سے لے کر شفقت کو دے دیا

"پر میں تو ----" وہ کچھ کہنے کو تھی جب ارحم نے اسے ٹوک دیا

"ایک بات آپ کو سمجھ نہیں آتی لیٹ جائیں خاموشی سے زخم اتنے بھی معمولی نہیں ہیں ٹانگے لگانے پڑے ہیں آپ کو" عروا دم سادھے اس کے تیور دیکھ رہی تھی جبکہ صالح بھرپور طریقے سے اپنی ہنسی روکنے کی کوششوں میں تھا

"تم اب بھی اپنے فیصلے پر قائم ہو؟" جیسے ارحم عروا کے کمرے سے نکلا صالح نے اسے دیکھ کر سوال کیا

"آپ کو شک کیوں ہے؟" شفقت سے ارسلان کو لیتے اس کے لبوں پر ہنسی مچلی مطلب صاف تھا وہ اپنا ارادہ مضبوط کر چکا تھا

"بہت ترقی کرو گے" صالح نے ہنستے ہوئے اس کے بالوں سے کھیلتے ارسلان کو دیکھا جو خود بھی ہنستا ہوا اس کے بغلگیر ہوا

تھکاوٹ سے چور بدن لیے وہ ایک پوری رات گزار کر صبح فجر کے وقت اپنے گھر پر موجود تھے شفقت تو ارسلان کو لے کر آتے ہی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی تھی

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر وہ ہاتھ میں سگریٹ سلگائے اپنے ساتھ دونوں نفوس کو دیکھ رہا تھا

بیڈ کی دوسری جانب شفق دوپٹے سے بے نیاز ارسلان کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھی وہیں ارسلان بھی دونوں ہاتھ کھولے ہوئے سکون کی نیند سو رہا تھا اس کی ایک ٹانگ شفق پر تھی جبکہ دوسری بیڈ پر دوسری ہوئی پڑی تھی

دونوں اسے اپنے مستقبل کا مکمل منظر پیش کرتے ہوئے نظر آرہے تھے

"او ہو ---- آپ نے کمرے کو کیوں بھٹی بنا رکھا ہے؟" شفق نے مندی مندی سی آنکھیں کھول کر صالح کو خیالی پلاؤ بنانے سے باہر نکالا

"کیا ہوا؟" وہ سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر سیدھا ہو بیٹھا

"اف آپ بھی نا کمرے میں دھواں کر دیا ہے اب یہ اٹھ گیا تو؟" کمرے کا دروازہ کھول کر شفق نے فضا میں پھیلی بدبو دور کرنے کی کوشش کی

"نہیں اٹھتار مجھے یاد نہیں رہا سوری" وہ اس کی پشت پر کھڑا اسے اپنے حصار میں لے گیا "اچھا ہٹیں پیچھے اب مجھے نیند آئی ہے" صالح کو پھیلتا دیکھ شفق اس کا حصار توڑ کر اس سے دور ہوئی مگر وہ اسے گھور کر پھر سے قریب کر گیا

"کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" وہ ہنستی ہوئی اپنے بالوں پر اس کا جابجا لمس محسوس کر رہی تھی "مجھے بھی ایک بے بی چاہیے" صالح اس کے کان میں سرگوشی کرتا اسے ساکت کر گیا "یہ ہے تو" وہ حیا کے رنگوں سے گلنار ہوئی

"یہ نہیں مجھے میرا ذاتی چاہیے" صالح اس کی جان نکالنے کے درپے تھا

جب کمرے میں بلند ہوتی آواز سے دونوں کے درمیان یہ فسوں خیز لمحہ ادھورا ہو رہ گیا صالح نے گھور کر اس بچے کو دیکھا شفق تیزی سے اس کی طرف دوڑی جو شاید نیپی بدلنے کی اطلاع دے رہا تھا

"یار یہ کیوں اٹھ گیا ہے اس وقت؟" صالح اس کا ریکارڈ سن کر زچ ہو گیا

"آپ کو بچے پسند ہیں؟" ایک شاپر سے اس کا ڈائپر نکال کے شفق صالح کے قریب آئی

"مطلب؟" صالح نے حیرت سے اسے دیکھا

"کچھ نہیں بس ابھی کچھ دیر پہلے آپ مستقبل کی پلاننگ کر رہے تھے تو اس کے لیے ثابت تو کیجئے کہ آپ اچھے باپ بن سکتے ہیں بھی یا نہیں" صالح کے ہاتھ میں ڈائپر تھما کر وہ بڑے آرام سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے نیم دراز ہو گئی

"اس میں کون سا مشکل کام ہے" وہ بڑے مزے سے ارسلان کے پاس بیٹھ تو گیا چند ہی منٹ ہوئے تھے جب اس نے بیچاگی سے شفق کو دیکھا جو ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھی

کمرے میں گونجتی شفق کی ہنسی میں کچھ ہی پل میں ایک اور آواز بھی شامل ہوئی جو کسی اور کی نہیں بلکہ اس کی اپنی ہی تھی چند پلوں میں ایک بچے نے اس کی حالت غیر کر دی تھی

"پورا سوپ ختم کریں" باؤل میں بچے ہوئے کھانے کو دیکھ کر ارحم نے اسے دوبارہ چمچ پکڑا دیا

"مجھے نہیں پینا" عروا نے جھر جھری لے کر سامنے پڑے سوپ کو ایک طرف رکھا آج اسے سمجھ آ رہا تھا کہ مریض بچارے کیوں ایسے کھانے سے چڑ جاتے تھے

"میں پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں" ارحم نے اس کی ایک بھی سنے بغیر سارا کھانا زبردستی اسے کھلا کر خالی برتن ایک طرف رکھے

"ارسلان کہاں ہے؟" اسے پتا تھا شفق ارسلان کو لے کر گئی ہے مگر پھر بھی تسلی کے لیے پوچھ بیٹھی

"بے فکر رہیں وہ ٹھیک ہے" ارحم نے اسے تسلی دی تو وہ خاموشی سے لیٹ گئی

"آپ کا وہ بھائی افضل کیوں ارسلان کو کیوں لے جانا چاہتا تھا؟" ذہن میں مچلتے سوال کو اس نے عروا کے سامنے رکھا ویسے تو اس کے بارے میں کافی کچھ جان چکا تھا مگر اس سوال کا جواب اسے ابھی تک مل نہیں پایا تھا

"پیسوں کے لیے" عروا نے بے بسی سے آنکھیں موند کر خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا

"مطلب؟" ارحم کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا

"اسے کوئی پیسے دے رہا تھا" اس نے ایک جملے میں اپنی بات سمیٹی

"اوہ ----"

"چاہیں تو آرام کر لیں کچھ دیر بعد وہ لوگ آجائیں گے پھر وقت نہیں ملے گا" وہ اسے آرڈر دیتا باہر جانے کو تھا جب عروا کی پکار پر اس کے قدم تھمے

"کون آنے والا ہے؟" عروا نے اسے جاتا دیکھ جلدی سے سوال کیا

"وہی جس کے بعد آپ ہمیشہ کے لیے میری دسترس میں آجائیں گی" اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا بلکہ کمرے سے باہر نکل گیا

عروا نے بے یقینی سے اسے جاتا ہوا دیکھا کیا کہہ کر گیا تھا وہ اس کے الفاظ وہ انداز، بولتی آنکھیں سب اس کے لفظوں کے ساتھ میل کھا رہے تھے تبھی وہ کل سے اس کے پاس سے ہلا تک نا تھا جس سب کو وہ انسانیت کا نام دے رہی تھی یونہی نہیں تھا بلکہ وہ تو اس پر اپنا حق جتانے کی فراق میں تھا یہ جانے بغیر کے اس سب میں اس کی مرضی ہے بھی یا نہیں "آپ سمجھ کیوں نہیں رہی مجھے کسی سے رشتہ نہیں جوڑنا میرے لیے ارسلان ہی کافی ہے" وہ کب سے ایک ہی ضد پر اڑی تھی

مجبوراً رحم اور صالح نے طاہرہ کو اسے سمجھانے کے لیے وہاں بلا لیا تھا اس وقت سبھی اس کمرے میں موجود خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے باقی سارا انتظام صالح ویسے ہی پہلے کر چکا تھا اب بس لڑکی کی ہاں کا انتظار تھا

"بیٹا ساری زندگی ارسلان کے سہارے نہیں گزار سکتی آپ وہ ابھی بچہ ہے جیسے جیسے یہ بڑا ہو گا اس کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی کوئی ساتھی چاہیے جو آپ دونوں کا خیال رکھ سکے" انہوں نے اسے حقیقت سے روبرو کروایا

"پر وہ چھوٹے ہیں مجھ سے" وہ طاہرہ کو دیکھ کر منمنائی تھی آج صبح ہی ارحم کا آئی ڈی کارڈ کمرے میں گر گیا تھا جو وہاں کی صفائی کرتے اسٹاف نے اسے پکڑا دیا تھا

اس کے بے تکے سے عزز پر جہاں سب نے ماتھا پیٹا وہیں ارحم نے خود پر ضبط کرتے ہنسی کو روکا

"چار سال کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا اب آپ بہانے نا بنائیں مجھے بھی اپنی ماں ہی سمجھیں شاباش چلیں اب دوپٹہ لیں سر پر قاضی صاحب باہر انتظار کر رہے ہیں " اسے یوں ہاتھ مسلتا دیکھ انہوں نے بہت محبت اور شفقت سے اس کے سر پر پیار دیتے اسے چادر اوڑھائی جو ارحم خود اس کے خرید کر لایا تھا

خود کو چادر میں ڈھکا دیکھ وہ ہونق بنی سب کی کرواتیاں دیکھ رہی تھی پورے ہسپتال میں ہنگامہ برپا تھا ان سب کی تیاری دیکھ کر اب وہ اندازہ لگا پائی تھی اس کی ہاں یا نا صرف ایک فارمیٹی تھی

سارے ڈاکٹرز اور وہاں کا عملہ دو حصوں میں بٹ گئے تھے آدھے لڑکے کی طرف جبکہ باقی آدھے لڑکی والے بنے تھے

سامنے پڑے صوفے پر صالح کے ساتھ وہ خود بڑے آرام سے بیٹھا قاضی صاحب سے گفتگو میں مصروف تھا ایجاب و قبول کے مرحلے کے بعد ارحم نے نکاح نامے پر دستخط کر دے شفق نے آگے ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ ایک ہاتھ سے آنکھ کا کونا صاف کرتی سیدھی ہو بیٹھی شفق کا ہاتھ پکڑ کر عروا نے اسے جھکنا کا اشارہ کیا

"کیا ہوا؟" شفق ارسلان صالح کو پکڑا کر اس کے پاس آ کر بیٹھی

"آپ پلیز برا مت مانے گا مگر میں ابھی رخصتی نہیں چاہتی مجھے تھوڑا وقت چاہیے" اسے شفق کے کان میں سرگوشی کرتے ارحم نے بغور دیکھا تھا

"یہ لڑکی بہت ہی بد دماغ ہے" وہ گہرا سانس کھینچ کر بڑبڑایا تھا

"زیادہ پچھتاوا ہو رہا ہے تو ابھی بھی وقت ہے" پاس بیٹھے صالح نے اس کی بات سن کر اسے اڑے ہاتھوں لیا جو یک دم نفی میں سر ہلاتا اسے ہنسنے کا موقع دے گیا

کچھ دیر میں شفق ان کی طرف آئی اس نے صالح سے کچھ کہا پھر صالح نے ارحم کو ایک طرف لے جا کر جانے کیا کہا عروا بس اس کا چہرہ ہی دیکھ پائی تھی جو حد درجہ سنجیدہ تھا کچھ دیر بعد وہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے تو شفق نے اسے ہنس کر انگوٹھا دکھا کر اوکے کا سائن دیا

اس کے اشارے پر وہ کچھ پر سکون ہوئی تب جا کر قاضی صاحب نے نکاح کی کاروائی شروع کی

اس ایک پل میں اسے اپنی ماں شدت سے یاد آئی جلد ہی یہ یاد اس کی آنکھوں میں نمی بن کر اتر بھی آئی نکاح نامے پر دستخط کرتے وہ لمحے کے لیے لرزاٹھی تھی پر اپنے ساتھ اتنے لوگوں کو کھڑا پا کر خود کو مضبوط کرتے اس نے اپنے تمام تر جملہ حقوق ارحم کے نام کر دیے

جیسے ہی مرد حضرات کمرے سے باہر نکلے وہاں کا اسٹاف بھی اسے مبارک باد دے کر اپنے اپنے کاموں میں لگ گیا شفق ارسلان کو اس کی گود میں دے کر اس کے گلے لگی اس ایک

پل میں عروا ضبط کے باوجود خود کو روک نہیں پائی جو آنسو وہ خود کو اکیلا پا کر اپنے اندر ہی کہیں جمع کرتی جا رہی تھی راستہ ملتے آنکھوں کی سرحد پار کر کے باہر بکھرتے چلے گئے ہسپتال کے اسٹاف میں شامل ہو کر وہ جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا وہاں سے سیدھا باہر جا کر اپنی گاڑی میں جا بیٹھا جو کام اسے دیا گیا تھا وہ اتنا بھی آسان نہیں تھا موبائل میں موجود باس کے نمبر پر کال ملا کر اس نے چہرے سے ماسک ہٹا کر کھلی فضا میں سانس لیا

"لولو" کال رسیو ہوتے سپیکر سے بھاری مردانا آواز ابھری "سر وہ لڑکی اس وقت ہسپتال میں ہے وہ اکیلی نہیں ہے اس وقت کافی لوگ اس کے ارد گرد ہیں اور وہ ایس پی اور انسپکٹر بھی یہی ہیں" ہاشم نے اسے صورت حال سے آگاہ کرتے خاموشی اختیار کی

"ہمنہ۔۔۔۔ انتظار کرو تب تک مگر وہ لڑکی چاہیے مجھے" جو بھی تھا وہ جانے کیوں اس لڑکی کے لیے اتنا بے تاب تھا حالانکہ جس ماحول میں اس کا رہن سہن تھا ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی اس کے اشارے پر اس کے سامنے پیش کر دی جاتی حیرت کی بات یہ تھی آج تک اس نے کام کے علاوہ کوئی بھی ڈیمانڈ نہیں رکھی تھی

"اوکے سر ہو جائے گا کام" موبائل کان سے لگائے ہاشم نے تابعداری سے سر ہلایا

"یاد رہے اس لڑکی کو کوئی خراش نہیں آنی چاہیے" ہاشم کو آخری حکم دیتے وہ کال کاٹ چکا تھا

موبائل کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر اس نے ایک بار کھڑکی سے باہر دیکھا اس وقت یہ کام کرنا ناممکن سی بات تھی کسی اور وقت کا ارادہ کرتا وہ وہاں سے گاڑی بہگالے گیا

"آپ کہاں لے جا رہے ہیں مجھے؟ ابھی عروا کے ساتھ بیٹھنا تھا مجھے ارحم کیا سوچے گا اس کی بیوی کو اکیلا چھوڑ دیا میں نے" شفق نے ڈرائیو کرتے صالح کو دیکھ کر شکوہ کیا

"کچھ نہیں سوچے گا وہ بلکہ شکر کر رہا ہو گا تم سے اس کی بیوی کی جان چھوٹی ابھی دونوں کا نکاح ہوا ہے کچھ وقت پہلے - دونوں کو بات چیت کرنے کا تھوڑا موقع دو تم کیوں کباب میں ہڈی بننے پر تلی ہوئی ہو" ایک ہاتھ ڈرائیونگ وہیل سے ہٹا کر اس نے لال گرم چادر میں لپیٹی شفق کا ہاتھ پکڑتے اسے چھیڑا

"مجھے کوئی شوق نہیں کباب میں ہڈی بننے کا" اس نے خفگی سے کہتے چہرے کا رخ کھڑکی کی طرف موڑ لیا

"اب تو موڈ ٹھیک کرو اپنا" کھانے سے ہاتھ کھینچ کر صالح نے اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو دیکھا جو دن بدن اس کی محبت میں کھلتا ہوا گلاب بنتی جا رہی تھی

اس کی ہر ایک ادا پر وہ ہر بار نئے سرے سے اس کی محبت میں گرفتار ہو رہا تھا افسوس سامنے والے کو اس بات کی بہنک تک نہیں تھی نا وہ ایسا مرد تھا جو دن رات اس کی محبت میں

ہونے کے قصیدے پڑھے جو لفظ اس کی زبان پر نہیں آتے تھے وہ اس کے انداز میں جھلکتے تھے یہ بات شفق بھی اچھی طرح جانتی تھی

"جائیں معاف کیا، کیا یاد کریں گے" وہ ایک ادا سے ہاتھ اٹھا کر کہہ گئی صالح کے لبوں سے لگا پانی کا گلاس چھلک کر اسے گیرا کر گیا

"ہاہاہا۔۔" اسے جلدی سے کرسی سے کھڑا ہوتا دیکھ شفق فکر مند ہونے کی بجائے ہنستے ہوئے چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی

جہاں وہ یہ حسین منظر دیکھ کر خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھا رہا تھا اس پاس موجود کافی لوگ اس حسین پری کی طرف متوجہ ہوتے کھانا چھوڑے بیٹھے تھے

"چلو یہاں سے" وہ والٹ سے پیسے نکال کر میز پر پھینکتا اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسے باہر کی طرف لے گیا شفق ایک ہاتھ سے چادر سنبھالتی مشکل سے اس کے قدموں کا ساتھ دے پارہی تھی

"آپ بھی عجیب ہیں کھانا کھاتے ہوئے کھینچ کر لے آئے اب ہاتھ میں آئس کریم پکڑا دی ہے" صالح کے ہاتھ میں دو آئس کریم کون دیکھ کر شفق نے اسے نا سمجھی سے اسے دیکھا جو مسکرا کر کندھے اچکا گیا اب وہ اسے کیا بتایا وہاں موجود لوگوں کی نظریں اس کے چہرے پر مرکوز ہوتے دیکھ وہ برداشت نہیں کر پایا تھا

"مے آئی" اپنا ہاتھ اس کے آگے کرتے اس نے شفق سے اجازت چاہی جو اس کا اشارہ سمجھ کر مسکراتی ہوئی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما گئی

"آپ بھی عجیب ہیں کبھی مجھے سمجھ نہیں آتے" اس کے ساتھ چہل قدمی میں ساتھ دیتی وہ ہنس دی تھی

"مجھے بتا دیا کرو نا میں سمجھا دیا کروں گا" صالح نے اس کی بات کے جواب میں اسے آنکھ ماری جب شفق نے گردن گھما کر اس پاس دیکھا

جس جگہ وہ دونوں موجود تھے وہاں سڑک پر لگی بڑی بڑی پیلی روشنیوں کے علاوہ نا کوئی بندہ تھا نا بندے کی ذات

"شرما کیوں رہی ہیں اب تو میں نے کوئی شرارت بھی نہیں کی" ایک بازو اس کی کمر پر رکھتے وہ اسے اپنے حصار میں لینے کو تھا جب شفق فٹ سے اس سے دور ہوتی کچھ آگے کو ہو گئی "شرم نہیں آتی آپ کو یوں سہرا لڑکی کو چھیڑتے ہوئے" اپنے پیچھے آتے صالح کو دیکھ کر

شفق نے ہنستے ہوئے ٹکڑا لگایا اس کا ہر انداز صالح کو سکون پہنچا رہا تھا

"نہیں اگر وہ لڑکی سہرا پیر آپ کی دسترس میں آتی ہو تو قباحات ہی کیا ہے ویسے بھی ایک پولیس والے کے لیے نیا ایکسپیرینس ہو گا" وہ بھی ایس پی صالح ابرار تھا اس کے کھیل کو

اسی کے انداز سے کھیلتا بھرپور لطف لے رہا تھا

کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑی شفق حیا سے لال ہوتی آگے کی جانب دوڑی تھی

اسے یوں خود سے دور بھاگتا دیکھ صالح بھی اس کے پیچھے لپکا تھا جانے کہاں سے کچھ من چلے ایک بائیک پر سوار تیزی سے وہاں سے گزرے ان میں سے ایک کا ہاتھ ہوا میں ہی کھڑا تھا جیسے ہی وہ ہاتھ شفق کی چادر کو چھونے کو تھا صالح نے سرک پر خالی کین کا ڈبہ اٹھا کر تیزی سے بائیک کے ٹائر پر وار کیا نتیجتاً بائیک پر سوار دونوں افراد سرک پر بری طرح گرتے کافی دور تک رگڑتے چلے گئے یہ سب اچانک ہوتے دیکھ شفق سم کر تیزی سے صالح کی طرف بھاگی تھی

گھر آ کر بھی وہ کافی گرم سم سی تھی ابھی تک صالح کا جنونی انداز وہ بھلا نہیں پارہی تھی اس کے لاکھ روکنے کے باوجود وہ جس انداز سے ان لڑکوں کو مار مار کر آدھ موا کر چکا تھا شفق کے لیے ناقابل یقین تھا

اگرچہ یہ حالات اس کے لیے بالکل نئے نہیں تھے مگر خود کے لیے اس کی پوزیٹو دیکھ کر وہ اب بھی گھبرا جاتی تھی آج پہلی بار اسے ڈاکر اور صالح ایک سے لگے تھے دونوں اس کی خاطر مرنے مارنے پر اتر آتے تھے جبکہ وہ دونوں کو ان سب جھمیلوں سے دور دیکھنا چاہتی تھی ایک بہن ہونے کے ناتے وہ ڈاکر سے بھی کئی مرتبہ لڑ چکی تھی اب صالح بھی اسی کشتی پر سوار تھا دونوں اس کی باتوں کو نظر انداز کر کے اپنی من مانی کرنے کے عادی تھے ایک نگاہ پاس بیٹھے صالح پر ڈال کر اس نے نظروں کا رخ گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کی طرف مرکوز کر لیا

"موڈ ٹھیک کرو اپنا" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے صالح نے نرم لہجے میں اسے کہا

"ٹھیک ہوں میں" اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی وہ بغیر بحث کیے خاموش سی ہو گئی

"اگر تمہیں ایسا لگتا ہے مجھ سے جھوٹ بول سکتی ہو تو بھول ہے تمہاری" وہ ایک جتنا نظر

اس پر ڈال کر پورے استحقاق سے اس کا ہاتھ تھام کر گرفت مضبوط کر گیا

"میں جھوٹ نہیں بولتی" وہ غصے سے لال ہوتی اب میدان میں اتر آئی تھی

"اچھی بات ہے اور کوشش بھی مت کرنا مجھے میری معصوم سی مسسر پسند ہے جانتا ہوں

تمہیں برا لگا مگر ایک بات اب تک تمہیں سمجھ آ جانی چاہیے میں کسی قیمت پر خاموش تماشائی بنا

ایک طرف کھڑا رہ کر تمہیں دلاسا نہیں دے سکتا تم کسی بے غیرت آدمی کی بیوی نہیں ہو

جسے شاید کسی بات سے فرق نا پڑے

میں ایس پی صالح ابرار ہوں اپنی عزت کی طرف اٹھتی ہر گندی نظر کو موڑنا مجھے اچھی طرح آتا

ہے" وہ سرد لہجے میں اس سے مخاطب تھا ان لڑکوں کے ہاتھ پیر توڑنے کے باوجود اب تک

اسے سکون نہیں ملا تھا

"میں نے ایسا تو نہیں کہا" اس کی بات پر شفق پہلو بدل کر رہ گئی

"سارا مسئلہ ہی یہی ہے آپ کچھ کہہ ہی تو نہیں رہی" صالح نے جان کر اسے چھیڑا ساتھ

اس کا ہاتھ ہوا میں اٹھا کر لبوں سے لگایا وہ اس کی اتنی بے باکی پر حیا سے گلنار ہوئی تھی

اس کی کان کی لوئیں سرخ پڑتی دیکھ صالح نے بے ساختہ قہقہہ لگایا

"مجھے نیند آئی ہے" وہ کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کرنے لگی مگر سماعت اب بھی منتظر تھی

"شب بخیر" صالح نے اپنی کروٹ لیٹ کر داہنا بازو پھیلا کر تکیے پر رکھتے بایاں بازو آنکھوں پر رکھ لیا وہ جو سونے کی کوشش میں ہلکان تھی اس کی آواز کانوں میں پڑتے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر آہستہ سے درمیان کا فاصلہ ختم کرتی اس کے بازو کو تکیہ بنا گئی نرم گداز سا احساس اپنے بازو پر محسوس کرتے وہ بنا آنکھیں کھولے مسکرا کر اسے خود سے قریب کر گیا

سفید شلوار قمیض کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ جس کے گرد گولڈن رنگ کی لیس جس میں سے کچھ ریشم کے دھاگے نکلے ہوئے اس کی زینت بڑھا رہے تھے عروا زیب تن کیے ایک الگ احساس کے ساتھ تیار بیٹھی تھی نازک سے لبوں پر سچی لال لیسٹک اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی تھی

آج ہی اسے ہسپتال سے جانے کی اجازت ملی تھی عروا نے زبردستی اسے یہ سوٹ تھما کر پہننے کا آرڈر دیا تھا ساتھ کیا گیا ہلکا سا میک اپ اس کے نازک سے نقوش پر قہر پیا کر رہا تھا گہری بھوری آنکھوں پر سجا چشمہ اس کی اندرونی کیفیت کو چھپانے میں ناکام ٹھہرا تھا وہ چھوٹے سے آئینے میں اپنا عکس دیکھتی کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی جب شفق نے اس کے ہاتھ سے آئینہ لے کر ایک طرف رکھ دیا

"بہت اور لگ رہا ہے" اس نے پریشانی سے شفق کو دیکھا

"کچھ بھی اور نہیں لگ رہا انفیکٹ پیاری لگ رہی ہو تم" شفق نے نفی میں گردن ہلا کر عروا کے ارادوں پر پانی پھیر دیا

ان کچھ دنوں میں دونوں اچھی خاصی سہلیاں بن چکی تھیں عروا عمر میں اس سے بڑی تھی تو شفق عہدے میں اس سے نمبر لے گئی تھی بڑے چھوٹے کے چکر سے جان چھڑاتے دونوں نے ایک دوسرے کو نام سے پکارتے دوستی کو چننا جو سب کو پسند بھی آیا تب سے ارحم بھی اسے میم کی جگہ بھابی کا درجہ دے چکا تھا شفق نے خوشی خوشی قبول بھی کر لیا

دونوں اپنی بحث میں مصروف تھیں جب ارحم کے ساتھ صالح گلا کھنکھارتا ہوا اندر داخل ہوا ارحم کے ایک ہاتھ میں ارسلان تھا جو اس کی شرٹ کے کالر کو منہ میں لینے کی کوشش کر رہا تھا "چلیں ---" دوائیوں کا بیگ عروا کی طرف بڑھا کر ارحم نے سوال شفق سے پوچھا تھا جس پر وہ ہاتھ اٹھاتی دو قدم پیچھے کھڑے صالح کا بازو تھام گئی گویا ایک اشارہ تھا اپنی بیگم سے پوچھو جب سے دونوں کا نکاح ہوا تھا ارحم نے عروا سے بات بھی نہیں کی تھی اس کا ارادہ رخصتی کا ہی تھا مگر عروا کے انکار پر وہ اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹ گیا تھا جہاں وہ اپنی بیوی سے کچھ چیزیں ایکسپیکٹ کر رہا تھا وہاں وہ خود بھی اس کے ہر فیصلے کا احترام کرنا چاہتا تھا یہ بات اور تھی کہ وہ خود اس کے فیصلے پر مطمئن نہیں تھا

ارسلان عروا کو دیکھ کر اس کی طرف جانے کی کوشش کر رہا تھا ارحم نے خود آگے بڑھ کر اسے عروا کی گود میں دیا اس وقت اسے خود کے لیے یوں سبے سنورے دیکھ اس کا دل جانے کتنی گستاخیوں کے لیے اسے اکسا رہا تھا دونوں کے مابین قائم تازا تازا رشتے کا استحقاق اسے خوبصورت سے احساس سے دو چار کر رہا تھا عروا اس کی زندگی میں آئی پہلی لڑکی تھی جسے دیکھ کر اس کا دل دھڑک اٹھتا تھا

ہر ملاقات پر بنا بات کی بحث وہ لڑائی اس کے کچھ کہنے پر اس کا یوں الجھ جانا اسے سرشار کر دیتا تھا آج وہ لڑکی مکمل طور پر اس کی حفاظت میں دے دی گئی تھی اس کے دل میں رچے ہر دکھ اور تکلیف کو نکال کر وہ اپنی محبت کے ساتھ خود بھی اس دل میں بس جانا چاہتا تھا

صالح عروا کو لے کر کب کا وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا پیچھے وہ دو اور ارسلان ہی موجود تھے "دھیان رکھیے معصوم دل ہے کہیں بے ایمان ہو گیا تو آپ کو ہی مشکل ہو گی" وہ اس کے کان میں اپنی محبت کا سر پھونکتا جیسے آیا تھا ویسے واپس چلا گیا پیچھے عروا نے اپنا روکا ہوا سانس بحال کرتے خود کو اس کے سحر سے باہر نکالا تھا

جتنا یہ سچ تھا کہ یہ رشتہ اس نے خود کے لیے نہیں بلکہ ارسلان کے جوڑا تھا اتنی یہ بات بھی سچ تھی ارحم سے اسے کسی قسم کی شکایت بھی نہیں تھی اس دنیا میں وہ پہلے سے ہی تنہا تھی

افضل کی باتیں سن کر اسے اچھی طرح احساس ہو چکا تھا وہ اکیلی کمزور لڑکی اسے وہ حفاظت فراہم نہیں کر سکتی جتنی ارحم کے مضبوط بازو کر سکتے تھے

وہ آرام آرام سے چلتی ہوئی ارحم کی طرف آئی جو باہر موجود اس کا انتظار کر رہا تھا اس کے آتے ارحم نے خود اس کے لیے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے احتیاط سے اندر بیٹھایا ارسلان کو اس کی گود میں دے کر وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا انجن میں چابی گھماتے اس نے گاڑی کو مین روڈ پر لے لیا

"آپ نے وقت کیوں مانگا؟" وہ سنجیدگی سے اس سے سوال پوچھ رہا تھا عروا کو اس وقت ذرا اندازہ نہیں تھا وہ اس سے ایسا سوال بھی کر سکتا ہے

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کیسے اسے وضاحت دے

"مجھے حق ہے عروا" وہ خفا نظر اس پر ڈالتا اسے رشتے کا احساس دلا رہا تھا

"سب اتنا جلدی ہوا آپ نے بھی آکر بس فیصلہ سنا دیا بس اس لیے میں نے کچھ وقت مانگا تھا"

"وہ جلدی سے اسے وضاحت دینے لگی

"میں یہ سمجھوں آپ مجھے سزا دینا چاہتی تھی" اس نے بھنویں اچکا کر عروا کو دیکھا وہ شاید شرارت کے موڈ میں تھا

"ساری زندگی بنا رشتوں کے گزار کر جب اچانک کوئی آپ کی زندگی میں شامل ہو کر مکمل طور پر اس کا مالک بن جائے تو عموماً وقت لگتا ہے رہی بات سزا کی تو جسے زندگی قدم قدم پر سزا دے

وہ دوسروں کے درد کی وجہ نہیں بنا کرتے " ایک آہ سی بھر کر اس نے اپنا دوپٹہ ارسلان کے منہ سے نکالا جو اب اس کی انگلی پکڑ کر اسے منہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا

"مجھے اچھا لگا آپ نے مجھے اس قابل سمجھ کر اپنے دل کی بات کی ایک بات یاد رکھیے گا جو وقت میں آپ کو دے رہا ہوں اس کی مدت بہت کم ہے یہ میں اس لیے بتا رہا ہوں بعد میں آپ مجھ سے گلانا کریں باقی بات میرے بیٹے کی تو بابا روز اس سے ملنے آئیں گے اب اس بات پر مجھے کسی کا اعتراض نہیں سننا "

عروا کے بولنے سے پہلے وہ اپنی بات ختم کرتا ارسلان کو اس کی گود سے لے کر فلیٹ کی جانب چل دیا جب عروا ہولق بنی اسے دیکھ رہی تھی وہ ذرا فاصلے پر رک کر دوبارہ واپس مڑا پھر خود ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسکے ہم قدم ہوا

"کسی چیز کی ضرورت تو نہیں " اس کی دوائیاں اور باقی سامان اندر رکھ کر اس نے میز پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتے اس سے پوچھا

کل جو آدمی اس کے لیے اجنبی تھا آج کیسے پورے حق کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا اس کی ضرورتیں پوچھ رہا تھا

وہ لوگ کتنے قسمت والے ہوتے ہیں نا جن کے لیے کوئی ہر وقت بنا رات دن دیکھے ان کا ساتھ دینے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے آج وہ دن اس کی زندگی میں بھی آیا تھا جب وہ ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہو گئی تھی

خود غرضی اور مطلب کے لیے بنتے رشتے اس نے ہمیشہ سے ہی دیکھے تھے یہ رشتہ شاید ہر غرض سے پاک تھا اس رشتے میں اس کے پاس ایسا کچھ بھی نہیں تھا جو وہ ارحم کو دے سکتی تھی ہاں البتہ اس نے خود کسی غرض سے ہی یہ تعلق جوڑا تھا

"کہاں کھو گئی؟" اسے سوچوں میں غرق کھڑا دیکھ ارحم نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی

"نہیں شکریہ" وہ دو لفظی جواب دیتی ارسلان کو لینے کے لیے آگے بڑھی

"آج بولا ہے آئندہ یہ لفظ میرے کانوں میں ناپڑے سمجھی آپ ارسلان کے ساتھ آپ بھی میری ذمہ داری ہیں میں نے دل سے اس رشتے کو جوڑا ہے میں نہیں چاہوں گا آپ یوں مجھے اجنبیت کا احساس دلا کر اس رشتے کی توہین کریں" ارحم کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہوا

عروا نے سمجھ کر سر ہلایا تو کچھ نرم پڑا

"اپنا اور اس کا خیال رکھیے گا میرا نمبر آپ کے موبائل میں محفوظ ہے کوئی بھی بات ہو آپ نے سب سے پہلے مجھے کال کرنی ہے میں خود بھی سیکورٹی کو اطلاع دے کر جاؤں گا کسی سے بھی پوچھے بنا دروازہ نہیں کھولنا اور پہلی رنگ پر میری کال اٹھانی ہے ورنہ میں خود پہنچ جاؤں گا

"ایک ساتھ ساری ہدایات اس کے گوش گزار تے ارحم نے جیسے سکون کا سانس لیا

"میں کچھ کہہ نہیں رہی اس کا مطلب یہ نہیں آپ زبردستی مجھ پر دھونس جمائے" آخری بات سنتے اس نے چپی کا روزہ آخر توڑ ہی دیا

"یہ اجازت نامہ آپ پہلے ہی مجھے دستخط کر کے دے چکی ہیں" وہ ارسلان کو پیار کرتا اس کے حوالے کر گیا

"شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے" اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ ختم کرتا وہ اس کے ناک پر لگے کٹ کو نرمی سے لبوں سے چھوٹا پیچھے دیکھے بغیر وہاں سے چلا گیا اس کی اتنی سی قربت پر عروا کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناتا اٹھی خود پر سے اس ساحر کا سحر مٹانے کو وہ ارسلان کے ساتھ باتوں میں لگ گئی پھر بھی رہ رہ کر اس کا لمس اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی وہ خود تو چلا گیا تھا مگر اسے دیکھنے اور سوچنے کے لیے اپنی کچھ ناقابل فراموش یادیں سوچ گیا تھا

"آخر اور کتنے دن لگاؤ گے تم ہاشم؟" اس وقت آپے سے باہر ہوتا اپنے آدمی سے مخاطب تھا "سر وہ لڑکی ہر وقت دوسرے لوگوں میں گھری رہتی ہے ایسے میں کیسے میں اسے غائب کروں" ہاشم نے تھوک نگلتے اسے سچائی بتائی

"بکو اس بند کرو اپنی میں نے تمہیں اپنی ناکامی کی خبر سنانے کے لیے نہیں رکھا وہ لڑکی مجھے چاہیے ہر صورت ہر قیمت پر"

ہاتھ میں پکڑا کانچ کا گلاس اس نے طیش میں آکر فرش پر دے مارا پہلی نظر میں اسے کوئی لڑکی بھاگتی تھی وہ اسے ہر قیمت پر چاہیے تھی

"سر آپ کو پتا ہے وہ --- وہ لڑکی شادی شدہ ہے " ہاشم نے کچھ ہچکچاتے ہوئے بات اس کے گوش گزار کی کہ شاید اس کا باس پیچھے ہٹ جائے

کچھ پل کی خاموشی کے بعد اس کے سوال کا جواب ملا

"مجھے کوئی فرق نہیں پتا تمہارے پاس دو دن کا وقت ہے کچھ بھی کرو چاہے تو اس کی کمزوری کو پکڑو مگر صرف دو دنوں میں وہ لڑکی میرے پاس ہونی چاہیے

اور اگر تم سے یہ کام نہیں ہو رہا تو بتا دو ہاشم میرا وقت برباد کرنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ انجام تم جانتے ہو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا " اس نے زہر ہاشم کے کان میں انڈیل کر موبائل ایک طرف پھینک دیا خود ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سامنے میز پر رکھے لیپ ٹاپ کے ذریعے بیرون ملک میں ہوتی غیر قانونی میٹنگ میں شامل ہو گیا جہاں باقی لوگ صرف اس کی آواز ہی سن سکتے تھے مگر وہ اس میٹنگ کے ہر فرد کی شکل و صورت کے ساتھ ان کا سارا کچا چمٹا اچھی طرح جانتا تھا

وہ رات کے آدھے پہر آفس سے تھکا لٹا گھر آیا تھا پورا دن اس نے بھوکے پیاسے رہ کر ایک کے بعد ایک میٹنگز کی تھی اپنے نئے پروجیکٹ کے لیے اسے نئے عملے کی ضرورت تھی جس کے لیے انٹرویو بھی اس نے خود ہی لے کر مختصر مگر ہنرمند لوگوں کو اس نوکری پر رکھا تھا وہ ہمیشہ اپنے اسٹاف کو کام کے ساتھ ایماندار رہنے کی تلقین کرتا تھا کم و بیش ہی ایسے موقعے آتے تھے جب اسے کسی کو اس کی غلطی پر کچھ کہنا کا موقع ملتا

سر میں اٹھتے درد سے جھنجھلا کر وہ ماتھا مسلتا ہوا اندر داخل ہوا جب اندھیرے میں اسے ہیلولہ سا دکھائی دیا

"اٹاں!-----" طاہرہ عموماً اس کے آنے تک سو جاتی تھی آج کل ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی تو ذکر کو پریشانی سی ہوئی

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" وہ کمرے کی طرف جاتے ہیولے کو دیکھ کر رک سا گیا تھا مگر جانے آج وہ اسے جواب کیوں نہیں دے رہی تھی

"کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" وہ ان کی خاموشی محسوس کرتا درمیان کا فاصلہ مٹا کر خود ہی آگے

برٹھا

"ادھر دیکھیں کیا بات ہے؟" وہ ایک ہاتھ سے انہیں پکڑ کر اپنی طرف گھماتا چونک سا گیا تھا وہ جو کوئی بھی تھی خود کو کالی چادر میں چھپائے کھڑی تھی دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے چادر کا ایک کونہ پکڑ کر چہرے کا نقاب کیا گیا تھا اس ہلکی سی روشنی میں اسے سامنے کھڑے وجود کی گہری شد رنگ آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھی جن میں الگ ہی کہانیاں رقم تھی

لمبی پتلی ملائم سی انگلیاں کالے کپڑے پر گرفت مضبوط کیے اس وقت بھلی لگ رہی تھی وہ مہبوت سا کھڑا اس حویلی میں اترے چاند پر نظریں لگائے کھڑا تھا وہیں آسمان پر کہیں بھٹکتے بادلوں نے آپس میں ٹکرا کر ارتعاش پیدا کرتے اسے اس سحر انگیز لمحے سے باہر نکال کر

حقیقت کی دنیا میں لا پھینکا

"آئی۔۔۔ آئی ایم سوری"

اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ کر وہ گز بھر کے فاصلے پر جا کھڑا ہوا

جب کمرے سے کچھ گرنے کی آواز پر وہ لڑکی اس طرف بھاگ گئی ڈاکر نے اچھنبے سے اسے جاتے دیکھا پھر خود بھی اس جانب چل دیا

کمرے میں جاتے اس کے بڑھتے قدموں کو بریک لگا جب سامنے وہ چادر میں ملبوس مجسمہ جلدی سے دوسری طرف منہ کرتے اپنا رخ پھیر گیا

اس کے چہرے پی سجا پردہ یاد آتے اس نے وہی کھڑے ہو کر دل میں جانے کتنے القابات سے خود کو نواز ڈالا

"کم سے کم انسان دروازہ نوک کر لیتا ہے آنے سے پہلے۔۔۔ اتنی کمزور یادداشت پہلے تو کبھی

نہیں رہی تھی" ڈاکر نے خود کو کوسا

"ڈاکر آؤ بیٹا" اسے یوں نظریں جھکائے دروازے پر کھڑا دیکھ طاہرہ نے اسے آواز لگائی وہ سر ہلا

کر ان کے پاس جا بیٹھا

"آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا اتنی طبیعت خراب تھی تو؟" وہ انہیں پانی کا گلاس دیتا ماتھے

پر ہاتھ رکھے حرارت چیک کر رہا تھا

"کچھ نہیں ہوا مجھے تم پریشان مت ہو ویسے بھی عمر ہو گئی ہے میری ایسے میں یہ سب چلتا

ہی رہتا ہے" اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر طاہرہ نے مسکرا کر کہا

"خدا کا خوف کریں یوں بول بول کر خود کو بوڑھا مت بن بنائیں کیا ہوا ہے آپ کی عمر کو آپ سے بڑی عمر کی خواتین ماشاء اللہ تندرست ہیں اور بھاگ بھاگ کر اپنا کام کرتی پھرتی ہیں"

طاہرہ کو دیکھ کر ڈاکٹر نے اسے دوسری عورتوں کا حوالہ دیا
 "چلیں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا ہونے کی تاکید کر رہا تھا مگر طاہرہ نفی میں گردن ہلا کر اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں
 "کوئی ضرورت نہیں ہے خنساء نے کر دیا تھا فون ڈاکٹر نے دوائی بھی دے دی میں نے لے بھی لی" پاس کھڑی لڑکی سے دوائی کا پرچہ لے کر انہوں نے ڈاکٹر کے ہاتھ پر رکھا جو انجان نام سن کر ایک بار پھر سے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا

"یہ ---" ڈاکٹر نے طاہرہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا
 "ارے ہاں میں بتانا بھول گئی اسے میں نے بلوایا ہے کچھ دن یہی رہے گی جب تک میں ٹھیک نہیں ہو جاتی گھر کے کچھ کام کاج کرنے کے لیے مشکل ہوگی بس اس لیے" طاہرہ نے ڈاکٹر کو دیکھتے اسے وجہ بتائی جو سمجھنے کی بجائے مزید الجھ گیا

"تو اس سب کے لیے نوکر موجود تو ہیں" وہ نہیں چاہتا تھا کوئی مہمان آکر اس کے گھر کا کام کرے

"بے شک ہیں صاحب زادے مگر وہ باقی کاموں کے لیے ہیں تم نوکروں کے ہاتھ کا کھانا کھاتے کب ہو تمہارے لیے کھانا صرف میں ہی بناتی ہوں باہر کا بھی کھانا تمہیں سوٹ نہیں

کرتا اس لیے میں نے خنساء کو مدد کے لیے بلایا ہے چند دنوں کی بات ہے ویسے بھی گھر کی بچی ہے "ذکر کو دیکھتے انہوں نے رسانیٹ سے اسے اصل بات سے آگاہ کیا وہ جو اس لڑکی کے کام کرنے پر راضی نہیں تھا ایک دم شرمندہ ہو کر رہ گیا آج اسے اپنی یہ عادت سخت بری لگی تھی اپنی وجہ سے کسی اور کو تکلیف دینا کہاں گوارا تھا اسے خاص کر جب سامنے والی لڑکی ہو وہ بھی خاص اس کے کام کے لیے گھر میں لائی گئی ہو "زیادہ طبیعت خراب ہو تو مجھے بتا دیجئے گا" وہ خاموشی توڑ کر ایک نظر طاہرہ پر ڈالتا کھڑا ہوا جب طاہرہ نے اسے روکا

"تم کپڑے بدل لو بچی کھانا گرم کر دے گی کھا لینا صبح بھی ٹھیک سے نہیں کھایا تھا"

"نہیں اس وقت آرام کرنا چاہتا ہوں آپ پریشان مت ہوں مجھے بھوک بالکل نہیں لگی" پیٹ میں اٹھتے مروڑ کو نظر انداز کرتے اس نے سہل سے انکار کر دیا مزید انتظار کے بغیر وہ جلدی سے اس کمرے سے نکلتا اپنے کمرے میں داخل ہو گیا

لال رنگ کے کامدار جوڑے کے ساتھ ہلکے سے میک اپ اور جیولری میں وہ واشروم سے باہر آتے صالح کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی

کسی کی آنچ دیتی نگاہیں خود پر محسوس کرتی وہ اس طرف پلٹی جہاں صالح گلے میں تولیہ ڈالے اسے گہری نگاہوں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا

شفق اس سے نظریں چرا کر بھاگنے کی تیاری میں تھی مگر صالح نے حرکت میں آتے اسے راستے میں روک کر بھنویں اچکاتے بابت دریافت کی

"ہٹیں سامنے سے دیر ہو رہی ہے" شفق نے اسے دور سے ہی سامنے سے ہٹنے کا اشارہ کیا
 "بیوی کے لیے شوہر سے بڑھ کر کچھ اہم نہیں ہوتا" صالح نے اسے بڑے پتے کی بات بتائی
 جسے سن کر وہ اسے بس گھور کر رہ گئی

آج اس نے عروا اور ارحم کو کھانے پر بلایا تھا کھانا آدھا اس نے خود تیار کیا تھا باقی کچھ چیزیں
 صالح بازار سے لے آیا تھا سارے کام سے فارغ ہو کر وہ چیلنج کرنے کے لیے کمرے میں آئی
 تھی اب صالح کے تیور دیکھ وہ گرہڑا گئی تھی

اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ وہ دم سادھے کھڑی تھی بھاگنے کا کوئی فائدہ تو تھا نہیں اور بھاگ کر
 جاتی بھی تو کہاں ---

صالح نے مسکرا کر آنکھوں میں محبت سموائے پوری عقیدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا
 اپنی پیشانی پر پر حدت لمس محسوس کرتے شفق نے زور سے آنکھیں میچی کچھ پل کی خاموشی
 کے بعد اسے اپنی گردن سے دوپٹہ ہٹتا ہوا محسوس ہوا جان مانو حلق میں آگئی ہو تبھی صالح کی
 انگلیوں کے لمس کے ساتھ ساتھ اسے کوئی چیز اپنی گردن میں جھولتی محسوس ہوئی

شفق نے چونک کر آنکھیں کھولتے جائزہ لیا بہت نازک اور خوبصورت سی گولڈ کی چین اس کی
 گردن کی زینت بڑھا رہی تھی

صالح نے دونوں کے عکس کو آئینے میں دیکھ کر اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھ کر شفق کے چہرے پر بکھری مسکان کو اپنے دل میں بسایا

"کیسی لگی؟" وہ شفق کو اپنی محبت کے حصار میں لیے اس سے اس کی پسند پوچھ رہا تھا

"آپ کو کیا لگتا ہے؟" شفق نے الٹا اس سے سوال پوچھا

"اگر میں نے اظہار کر دیا مسسز تو تم دو سیکنڈ میں مجھے لال ٹائٹ بنی نظر آؤ گی" وہ ایک آنکھ

دباتا شریر ہوا اس کی زو معنی بات پر شفق کے چہرے پر واقعی گلال اتر آیا

"ہاہا یار کچھ تو خیال کرو میں بھی بندہ بشر ہوں ہر وقت خود کا ضبط نہیں آزما سکتا" اس کے

کندھے پر لب رکھتے وہ بہکنے کو تھا جب بیل کی آواز پر شفق صالح کو دھکا دیتی باہر بھاگی

پیچھے وہ بد مزہ ہوتا کپڑے چیلنج کرنے کی غرض سے دوبارہ واشروم میں بند ہو گیا

"السلام علیکم" ارحم کے ساتھ اندر آتی عروا نے خوشی سے شفق کو گلے لگایا شفق نے بھی اس

کا استقبال اتنی ہی چاہت سے کیا

ارحم نے شفق سے سلام لے کر ہاتھ میں پکڑے گفٹس میز پر رکھ دے

"بھابی سر کہاں ہیں؟" وہ ارد گرد نظریں دوڑاتا صالح کی تلاش میں تھا جب شفق نے ہنس کر

کمرے کی طرف اشارہ کیا وہ سمجھ کر سر ہلا گیا

"اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" شفق نے عروا کے سامنے جگہ سنبھالتے فکر مندی سے پوچھا

آپ کے سامنے ہوں خود دیکھ لیں "عروا نے سوال کا جواب دیتے کندھے اچکائے

اوف وائٹ سوٹ کے ساتھ اس نے ہم رنگ سٹالر لے رکھا تھا بال پوری طرح اس سٹالر میں مقید کیے وہ تیار بیٹھی شفق کو بہت پیاری لگ رہی تھی ارسلان کو گود میں لیے یہ چھوٹی سی لڑکی اسے خود سے زیادہ باہمت، نڈر اور مضبوط لگی تھی وہ عروا کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھی جب ارسلان ارحم کو دیکھ کر بے چینی سے عروا کی گود سے نکلنے کی کوششوں میں تھا اسے یوں خود کے لیے روتا دیکھ ارحم نے خود ہی اٹھ کر اسے عروا کی گود سے لے لیا

وہ جو شفق کی طرف رخ کیے بیٹھی تھی اپنے ہاتھوں پر سخت ہاتھوں کا لمس پا کر ایک دم چپ ہو گئی اس کے کلون کی خوشبو پہچانتے اس نے بنا اوپر کی جانب دیکھے ارسلان پر اپنی گرفت ہلکی کر دی

دو گھنٹے پہلے ہی وہ اسے لینے آیا تھا جب تک وہ تیار ہو رہی تھی ارسلان ارحم کے پاس ہی رہا تھا وہ اپنی ہر ذمہ داری بنا کچھ جتائے خوب اچھی طرح نبھا کر اسے ہر لمحے خود کے ہونے کا یقین دلا رہا تھا یہ اس کا پیار اور اپنا پن تھا کہ ارسلان بھی بہت جلد اس سے مانوس ہونے لگا تھا صالح کے آتے ارحم اٹھ کر اس کے بغلگیر ہوا عروا نے اسے سلام کیا تو وہ مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیتا ارحم اور ارسلان کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا

باتوں کے بعد کھانے کا دور چلا تو سبھی کو کھانا بہت پسند آیا صالح نے صرف شفق کے ہاتھ کے بنے کھانے کو ہی ترغیب دیا ارحم کی گود میں ارسلان تھا جو چیچ ہاتھ میں پکڑے جانے

اس میں سے کیا تلاش کرنے کی کوششوں میں تھا عروا کے بائیں جانب شفق دائیں جانب
ارحم بیٹھا تھا

جس کی وقفے وقفے بعد اٹھتی نظریں خود پر محسوس کرتی عروا ضبط کیے بیٹھی تھی
لمحے بھر کی بات تھی جب ارحم نے سب انداز کرتے اس کی خالی پلیٹ دیکھ کر خود ہی اس
کے لیے کھانا چن دیا جہاں اس کی حرکت پر عروا نے گھور کر اسے دیکھا صالح اور شفق نے ہنسی
ضبط کرتے نظروں کا رخ بدل لیا

"یہ کہاں لے جا رہے ہیں آپ مجھے؟" عروا نے ماتھے پر بل ڈالے ارحم کو دیکھا جو اسے گھر
چھوڑنے کی بجائے جانے کہاں کا راستہ ناپ رہا تھا

"کیوں آپ کو ڈر لگ رہا ہے؟" اس نے سنجیدہ نظروں سے عروا کے بدلتے تاثرات دیکھے
"مم۔۔ مجھے کیوں ڈر لگے گا میں نہیں ڈرتی کسی سے" دل میں چھپے ڈر کو اس نے بڑی صفائی
سے نظر انداز کیا

"وہ تو ابھی پتا چل جائے گا" ارحم نے مسکرا کر اسے دیکھا
"مطلب؟" اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"اگر میں کہوں آپ کو اپنے گھر لے جا رہا ہوں تو۔۔۔۔" ارحم نے راستہ دیکھتے بھنویں اچکائیں

"مجھے نہیں جانا آپ مجھے شرافت سے وہی چھوڑیں جہاں سے لے کر آئے تھے" اس کی الٹی سیدھی باتیں سن کر وہ غصے اور بوکھلاہٹ میں جانے کیا کچھ کہہ گئی اندازہ تب ہوا رحم نے جھٹکے سے یوٹرن لیتے راستہ بدلا اس کی طرف دیکھے بغیر وہ اس سے بات کرنا بھی ترک کر گیا کم سے کم اب اس رشتے کے باعث اسے عروا سے یہ امید بالکل نہیں تھی کہ وہ اسے اس قابل بھی نہیں سمجھتی تھی

جیسے ہی وہ اسے لے کر صالح کے گھر سے نکلا تھا پہلے سگنل پر رکنے کے بعد سے اسے محسوس ہوا جیسے کوئی ان کی گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے اپنا شک دور کرنے کے لیے وہ فلیٹ کی طرف جانے کی بجائے گاڑی دوسری راستوں پر دوڑا رہا تھا کچھ وقت بعد جب پیچھے آتی گاڑی نے دوسرا راستہ لیا تو اس نے وہم سمجھ کر سکون کا سانس لیا اس کا ارادہ عروا کو بتانے کا ہی تھا مگر جس انداز میں وہ اسے دیکھ رہی تھی وہ اسے تھوڑا تنگ کرنے کے ارادے سے ویسے ہی گاڑی چلاتا رہا

اب جب وہ اندازہ لگا چکا تھا ساتھ بیٹھی لڑکی کو اس پر رتی برابر بھروسہ نہیں کچھ کہنے کا جواز ہی نہیں بنتا تھا اس کی بات مانتے ہوئے اس نے غصے سے یوٹرن لے لیا

"اندر نہیں آئیں گے؟" وہ دروازے سے واپس مڑنے کو تھا جب عروا نے آواز لگائی

"کسی اجنبی کو یوں گھر آنے کی دعوت نہیں دیتے خاص کر تب جب اس کی نیت پر آپ کو شک ہو" الفاظوں کے تیر چلاتا اس وقت غصے سے بھرا کھڑا تھا

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں تو بس -----" عروا نے اسے صفائی دینی چاہی جب وہ ضبط توڑ کر اس کا ہاتھ کھینچتا اندر لے گیا

"میں غلط سمجھ رہا ہوں آپ نے خود کہا تھا عروا اور جس انداز میں آپ نے بات کہی اس کا صاف مطلب تھا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے" سرخ آنکھوں سے اس کے سامنے کھڑا سیاہ آنکھوں میں جھانک رہا تھا

"کیا میں اتنا ناقابل اعتبار ہوں آپ کے لیے، آپ اجنبی نہیں ہیں میرے لیے میری بیوی ہیں میری ہمسفر آج تک کتنے ایسے واقعات ہوئے ہیں جب آپ کو لگا میری نیت میں کھوٹ ہے یا کبھی میں نے آپ کا فائدہ اٹھایا ہو بتائیں مجھے" ارحم اپنے ایک ایک لفظ سے اسے شرمندا کر رہا تھا اور وہ ہو بھی رہی تھی

اس نے بنا سمجھے ایک بات کہی تھی وہ نہیں جانتی تھی بات اتنی آگے تک بڑھ جائے گی "آئی ایم سوری" جانتی تھی غلطی اس کی تھی اس لیے بنا کسی ہچکچاہٹ کے قبول بھی کیا "فور گاڈ سیک میں آپ کو اپنے سامنے جھکا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا بس آپ مجھے اور اس رشتے کو ایک موقع دیں ہر وقت آپ کا یوں مجھ سے ڈرنا میرے قریب آنے پر سہم جانا یہ بے اعتباری مجھے تکلیف دیتی ہے میں جانتا ہوں میری حد کیا ہے جب تک آپ کو دیا گیا وقت ختم نہیں ہوتا آپ صرف میری منکوحہ ہی رہیں گی"

اس کے جھکے سر کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے ارحم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

اسے یہ لڑکی ویسی ہی پسند تھی جیسے وہ دیکھتا آیا تھا نکاح کے بعد اس کا بات کرنے کا انداز بول چال سب بدلتا محسوس ہو رہا تھا یہ سب وہ بالکل نہیں چاہتا تھا

"میں کوشش کروں گی" وہ سمجھتے ہوئے سر ہلا گئی تو ارحم کچھ فاصلے پر ہوتا سیدھا ہوا

"اس کا اور اپنا خیال رکھیے گا" ہاتھ میں پکڑا کچھ سامان جو وہ ارسلان کے لیے لایا تھا وہی چھوڑ کر ارسلان کو پیار کرتا وہ باہر کی طرف بڑھا

اس کے جاتے عروا کا دھیان پرس میں بجتے موبائل کی طرف مبھٹکا وہ ارسلان کو گود میں لیتی میز پر پڑے پرس کی طرف آئی

موبائل ہاتھ میں لیتے اس کی نظر سکریں پر پڑی جہاں ڈاکٹر طلحہ لکھا ہوا جگمگا رہا تھا نکاح کے بعد سے وہ ایک دن بھی ہسپتال نہیں گئی تھی یہی سب سوچتے اس نے کال اوکے کرتے سلام کیا

پورے پانچ منٹ بعد اس نے چند سوال جواب کرنے کے بعد کال کاٹ دی اسے ہر حال میں صبح ڈیوٹی پر جانا تھا

"آپ لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" وہ کمرے میں بیٹھی موبائل پر مصروف تھی ماتھے پر دکھائی دیتی پریشانی کی لکیریں اس کی الجھن بیان کر رہی تھی

"یہ کیا بات ہوئی بھائی اماں بیمار ہیں آپ لوگوں نے مجھے بتایا بھی نہیں وہ کیا سوچیں گی میرے بارے میں "شفق ذاکر سے سخت خفا تھی اسے رہ رہ کر اماں کے لیے بھی پریشانی ہو رہی تھی

"شفق تم میری بات تو سنو "دوسری طرف موجود انسان نے بے بسی سے کہا اسی وقت کمرے میں داخل ہوتے صالح نے سامنے بیٹھی بے پرواہ سی اپنی بیوی کو دیکھا پھر اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر سپیکر آن کر دیا "شفق تم سن رہی ہو؟"

"اماں نے منع کیا تھا وہ خوا مخواہ تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی بس اس لیے میں نے نہیں بتایا تھا اب تم مجھ سے خفا ہو کر مجھے تو سزا مت دو "اس نے الجھن زدا آواز سن کر صالح نے بلند قہقہ ہوا کے سپرد کیا وہیں شفق نے غصے سے اس کے ہاتھ سے موبائل چھننے کی ناکام کوشش کی

"یار تم تو اس کا ساتھ مت دو اسے سمجھانے کی بجائے الٹا دانت نکال رہے ہو "صالح کی آواز سن کر اسے اندازہ ہوا وہ ایک طرف بیٹھا اس کی حالت کے مزے لے رہا تھا

"تم تو سمجھداری کی بات ہی مت کرو سالے صاحب تمہاری سمجھداری کی جھلک میں بہت پہلے ہی دیکھ چکا ہوں "اس نے شفق کو دیکھتے ذاکر کو تانا دیا جسے سن کر وہ بھی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر پایا تھا

"ہاں تو اپنی بہن کی خوشی دیکھنا کون سا جرم ہے؟" ذاکر نے ڈھیٹ پنے کی حد ہی کر دی
 "اللہ معاف کرے تمہارے جیسا بھائی ہو تو لوگ لڑکی نہیں لڑکے بیاہ کر گھر لائیں گے" صالح

نے شوخ سا جھلا کسا دوسری طرف قہقہہ بلند ہوا

ان دونوں کی بے تکی باتیں سن کر وہ ہاتھ میں رسالہ اٹھا کر بیڈ پر جا بیٹھی جانے وہ دونوں
 کون کون سے قصے آپس میں ڈسکس کر رہے تھے اس سب کو پوری طرح نظر انداز کرتی وہ
 کہانی میں غرق ہو گئی ابھی وہ مشکل سے دو صفحے پڑھ پائی تھی کہانی آہستہ آہستہ دلچسپ پڑاؤ
 کی جانب بڑھ رہی تھی جب صالح نے اس کے ہاتھ سے رسالہ کھینچ کر اپنے پیچھے کیا
 "واپس دیں مجھے" اس نے سیدھی ہو کر اپنا ایک ہاتھ صالح کی طرف بڑھایا جس کے آنکھوں
 میں وہ دور سے ہی شرارت ناچتی ہوئی دیکھ چکی تھی

"نہیں اپنے شوہر کو نظر انداز کرنے کی سزا ہے تمہاری آج کے بعد گھر میں ایسی کوئی چیز نا
 دیکھوں میں" رسالہ ہوا میں لہراتے اس نے شفق کو تنبیہ کی جو اس کی دھمکی سنتے آنکھیں
 پھاڑے کھڑی تھی

"آپ خود بھی تو باتیں کر رہے تھے ہنس ہنس کر بھائی سے میں نے تو کچھ نہیں کہا آپ سے
 "کچھ دیر پہلے کا منظر اسے یاد دلاتی وہ بیٹھے سے کھڑی ہوتی بیڈ سے نیچے اتر آئی

"ہاں تو وہ بیوی کا بھائی ہے سمجھا کرو پٹا کر رکھنا پڑتا ہے لیکن تم مجھے نظر انداز کرو مجھے قطعی برداشت نہیں" اسے آنکھ مارتا وہ کمرے سے باہر نکلا جب شفق اس کی چلاکی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑی

"صالح واپس کریں مجھے پلیز میں پکا اب نہیں پڑھوں گی آپ کے جانے کے بعد پڑھ لوں گی" وہ اپنی کہانی ادھوری رہ جانے کے ڈر سے فوراً صلح پسندی پر اتر آئی

"میرے جانے کے بعد تم صرف میرے بارے میں سوچو گی ایسے فضول رسالے کے ساتھ رہ کر تم صرف اپنا وقت برباد کرو گی" مستقبل کا نقشہ کھینچتا اسے فائدے کی بات بتا رہا تھا جسے سننے میں شفق کو کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ آگے بڑھتی رسالہ جھپٹنے کو تھی صالح جمپ لگاتا صوفے پر چڑھ گیا

دونوں بچوں کی طرح ایک چیز کے لیے ایک دوسرے کے آگے پیچھے بھاگ رہے تھے صالح ہاتھ اوپر کیے مسلسل ہنس رہا تھا شفق ہائٹ کم ہونے کی وجہ سے روہانسی صورت لیے بچوں کے بل کھڑی اس کے ہاتھ تک پہنچنے کی کوشش میں تھی

"پلیز دے دیں نا" شفق نے اسے بلیک میل کرنا چاہا

"ہمت ہے تو لے لو" وہ اسے تنگ کرنے کا موقع ہاتھ سے جاننے نہیں دے رہا تھا ابھی وہ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر بھلا ہو درمیان میں رکھی میز کا اس کا پاؤں بری طرح سے میز سے ٹکرایا اور وہ صوفے اور میز کے درمیان بچی جگہ پر پیٹھ کے بل گرا

"باہا باہا اور کریں گے مجھے تنگ دیکھا کیسی سزا ملی " افسوس کرنے کی بجائے شفق نے نیچا گرا رسالہ اٹھا کر اس پر نا دکھنے والی مٹی جھاڑی

"اچھا تم جیتی میں ہارا بس " صالح نے اپنی شکست قبول کرتے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ جو جانے کو تھی اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ دیکھ کر مدد کے لیے آگے بڑھی

"اف---- یہ کیا آپ نے ؟ " اس کے اوپر پڑی وہ غصے سے اسے گھور کر رہ گئی

یعنی بھلائی کا زمانہ ہی نہیں ہے وہ اس کی مدد کرنا چاہتی تھی اور جناب ایس پی صاحب نے اسے ہی گرا دیا

"بہت ہنسی آرہی تھی تمہیں اب ہنس کے دکھاؤ " وہ اس پر گرفت مضبوط کیے سارے بدلے

پورے کر رہا تھا شفق کی روہانسی صورت دیکھ ہنسنے کی باری صالح کی تھی تبھی دروازے کے

پاس گرے برتنوں کی آواز سن کر دونوں نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں منہ کھولے کھڑی

نوشین دونوں کو اس حال میں دیکھ کر باہر کو بھاگ گئی

اس کا اس وقت بھوک سے برا حال تھا کل سے رزق کا ایک دانہ تک اس کے پیٹ میں

نہیں گیا تھا کل رات اس نے خود ہی طاہرہ کو کھانے کے لیے انکار کر دیا تھا صبح وہ ضروری

کام کے چکروں میں گھر سے باہر نکل گیا تھا اب اسے اپنی ساری توانائی جسم سے نچرتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی

کل کی آئی لڑکی کو زحمت دیئے بغیر وہ کچن میں چلا آیا رات کا کھانا بننے میں ابھی وقت باقی تھا آس پاس خالی برتن دیکھنے کے بعد اسے فریج کی یاد آئی جہاں کچھ فروٹس اور بریڈ کے علاوہ جانے کیا کیا پڑا تھا

"صاحب جی کیا چاہیے آپ کو مجھے بتادیں" ایک ملازمہ جو غلطی سے ادھر آن بھٹکی تھی اسے فریج میں گھسا دیکھ مدد کی پیشکش کی مگر اسے کہاں عادت تھی گھر کے نوکروں کا بنا کھانا کھانے کی

"نہیں تم جاؤ میں خود دیکھ لوں گا" اسے جانے کا اشارہ کرتا وہ خود پانی کا گلاس لیے ادھر کھڑا ہو کر پیٹ کی بھوک مٹانے لگا

کچھ پل سوچنے کے بعد وہ جھنجھلا کر وہاں سے نکلنے کو تھا جب کالی چادر میں ملبوس وجود کچن میں چلا آیا

"کھانا بنا دوں آپ کے لیے؟" اس نے پیچھے سے ڈاکر کو آواز دی

مدہم سی آواز کانوں میں پڑتے ناچاہتے ہوئے ڈاکر کے بڑھتے قدموں کو بریک لگا اس نے اندازہ لگایا شاید ملازمہ نے اسے جا کر خبر دی تھی تبھی وہ کچن میں آئی تھی

"اٹاں کیسی ہے؟" وہ اس کی بات کو نظر انداز کر گیا

"سو رہی ہیں آپ کے لیے کھانا بنا دوں؟" سوال کا جواب دے کر وہ واپس اپنے مطلب پر

آئی جب ڈاکر نے بغیر کوئی بہانا بنائے اثبات میں سر ہلا دیا

اپنے سامنے کھانا بناتی لڑکی کو دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا آج کچھ چیلنج تھا شاید پھر تھوڑا غور کرنے پر اسے اس کا چادر لینے کا انداز الگ لگا تھا آج اس نے نقاب کو دو انگلیوں سے تھاما نہیں تھا بلکہ اچھے سے حجاب کے ساتھ نقاب کیا گیا تھا

"آپ باہر بیٹھ جائیں میں کھانا بنا کر لے کر آتی ہوں وہیں" سوچوں کے تانے بانے وہی دھڑکے کے دھڑکے رہ گئے اس کی آواز سن کر وہ اپنی حرکت پر نجل ہوتا فوراً کچن سے نکلا ایک گہری مسکراہٹ اس کے لبوں پر چھب دکھلا کر غائب سی ہوئی اب اس کا رخ طاہرہ کے کمرے کی طرف تھا وہ ان کی طبیعت پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا

کھانے کی میز پر بیٹھا وہ پچھلے پانچ منٹ سے سامنے سبجے کھانے کو دیکھ رہا تھا جہاں بھنڈی اور آلو کی الگ الگ سبزی، نرم گول روٹیوں کے ساتھ میز پر مٹر پلاؤ بھی رکھا گیا تھا روز کے مقابلے قریباً سادہ سا کھانا تھا ورنہ طاہرہ تو ہر سبزی میں گوشت ضرور ڈالتی تھی جو شفق کے ساتھ ڈاکر کی بھی عادت بن چکا تھا شفق کو تو کیسا بھی کھانا چل جاتا مگر ڈاکر صرف اپنی پسند کے لحاظ سے بنا کھانا ہی کھاتا تھا

"وہ وقت کم تھا تو میں نے جلدی میں بس سبزی بنا دی" اسے یوں کھانا نا کھاتے دیکھ خنساء نے گھبراہٹ میں اسے وضاحت دی

پیٹ میں اٹھتے مروڑ اب ناقابل برداشت ہوتے دیکھ ڈاکر نے آلو کی سبزی نکال کر ایک نوالہ زہر مار کیا

کھانے کا ذائقہ اس کی سوچ کے بالکل الٹ تھا پہلا نوالہ لیتے وہ دل ہی دل میں اس لڑکی کے ہنر کی داد دیے بغیر نارہ سکا

اس کے بعد بھنڈی چکھتے اس نے پلیٹ میں اپنے لیے پلاؤ نکال کر ٹیسٹ کیا پھر وہ رکا نہیں بلکہ رغبت سے کھانا کھا کر میز سے اٹھا تھا

کھانے سے دھیان ہٹا تو نظریں اوپر کو اٹھیں مگر وہاں کسی کو ناپا کر اس نے ارد گرد نظریں دوڑائی شاید وہ چلی گئی تھی اس کا خیال دماغ سے نکالتے وہ خود اب سونے کی نیت سے کمرے میں چل دیا

صالح کے تھانے کے لیے نکلنے کے بعد وہ گہری سوچ میں مبتلا تھی کل نوشین جس انداز سے وہاں سے بھاگی تھی شفق کو پورا یقین تھا وہ خالہ کو سب بتا چکی ہوگی اب رہ رہ کر اسے صالح پر غصہ بھی آ رہا تھا کب سے شرمندگی کے مارے وہ ان کے گھر جانے سے بھی کتر رہی تھی "یہ سب ان کی غلطی ہے پھر میں کیوں شرمندا ہوں سب کے سامنے جا کر" دماغ میں چلتی الجھن نکالنے کا یہی طریقہ بہترین تھا

وہ خود سے بڑبڑاتی صالح کے جمع ہو رکھے کپڑے دھونے کے لیے کھڑی ہوئی تھی جب بیرونی دروازے پر دستک ہوئی

"کون؟" دروازہ کھولنے سے پہلے اس نے آواز لگائی تاکہ دروازہ کھول سکے

"شفق بیٹا!۔۔۔ میں ہوں خالہ" باہر سے آتی آواز سن کر اس نے دروازے کی اوٹ میں

ہوتے کندھی کھول دی تو خالہ نے اندر آکر اسے پیار دیا

انہیں اندر چلنے کا کہہ کر شفق نے دروازہ بند کیا پھر چہرے کے تاثرات نارمل کرتی اندر کی

جانب بڑھی

"تم تو اتنے دنوں سے آئی نہیں میں نے سوچا چکر لگا لوں" انہوں نے مسکراتے ہوئے آنے

کی وجہ بتائی جس پر شفق ناچار ہلکا سا مسکرا دی

"اچھا کیا آپ نے لیں چائے پئے" کچن سے باہر نکلتی وہ چائے کا کپ انہیں تھما کر ان

کے پاس ہی صوفے پر ٹک گئی

"صالح کیسا ہے اب تو کب آتا ہے جاتا ہے پتا ہی نہیں چلتا" وہ نارمل انداز میں تبصرہ کر رہی

تھی

"جی کام زیادہ ہو گیا ہے آج کل اس لیے" وہ گود میں رکھے ہاتھ کو دیکھتی انہیں جواب دے

رہی تھی

جب تک چائے ختم ہوئی تب تک باتوں کا سلسلہ جاری رہا خالہ نے اس کے خاندان تک کی

خیریت دریافت کر ڈالی وہ ایسی ہی تھی سب کے ساتھ گھل مل جانے والی شفق نے بھی خوشی

خوشی انہیں سارے جواب دیے تو وہ اسے گھر آنے کی دعوت دیتی جانے کے لیے کھڑی ہوئی

"خالہ میں صالح سے پوچھ کر پھر آؤں گی" وہ سچائی سے ان کے سامنے اپنی بات رکھ گئی جسے سن کر انہوں نے شفقت سے اس کا ماتھا چوم کر احساس دلایا کہ شفق کی بات انہیں کتنی اچھی لگی تھی

"اچھا سنو ایک بات کرنی تھی بیٹا دروازہ اچھی طرح بند کر لیا کرو ٹھیک ہے وہ نوشین جانے کیا کیا بول رہی تھی میں نے اس کی پٹائی لگائی ہے مگر تم ذرا احتیاط کیا کرو" وہ تو جو کہنا تھا کہہ کر چلی گئی پیچھے شفق کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں غرق ہو جائے اتنی شرمندگی اسے آج تک نہیں ہوئی تھی وہ غصے سے لال ہوتی دروازہ بند کرتی چن چن کر اس کی شرٹس مشین میں ڈال کر خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہی تھی

"دیکھو پوری ہوشیاری سے سارا کام کرنا کوئی تمہاری شناخت نا کرنے پائے اگر تم پکڑے گئے تو موت سے بھی بدتر حال ہو گا" سامنے کھڑے دونوں آدمیوں کو ساری بات سمجھا کر اس نے انگلی سے اشارہ کیا جو اس کا حکم ملتے سڑک پار کھڑی کار سے اترتی لڑکی کو دیکھ کر اس طرف بڑھے

ان کا ارادہ لڑکی کو نقصان پہنچائے بغیر اپنے ساتھ لے جانا تھا اور اس کام کے لیے انہیں بھری رقم بھی مل رہی تھی سامنے وہ لڑکی گود میں بچہ لئے گاڑی میں جھکی جانے کیا اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اشارہ کیا پھر ناک کی سیدھ میں چلتے سڑک پار کر گئے رات کا وقت تھا اس لیے دونوں اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے تھے

بیچھے کار میں بیٹھا ہاشم مکمل طور پر خود کو چھپائے سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا یہ لڑکی اس کے باس کی مانگ تھی کب سے وہ موقع کی فراق میں اس لڑکی کا ہر جگہ پیچھا کر رہا تھا اور ہمیشہ ہی وہ اس پولیس والے کے ساتھ ہی گھر سے نکلتی ہوئی پائی جاتی ہاشم نہیں چاہتا تھا اس کے کام کی اس انسپکٹر یا ایس پی کو ذرا بھی بہنک لگے اس سے پہلے بھی اس انسپکٹر کو اس پر شک ہوا تھا جب وہ ان کا پیچھا کر رہا تھا اس لیے وہ بہت چالاک سے اپنا راستہ بدل گیا آج موقع اچھا تھا اس لیے اس نے اپنے دو آدمیوں کو پیسوں کا لالچ دے کر اس کام کے لیے چنا تھا اس وقت وہ خود پر کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا جیسے ہی عروا سوسائٹی کے باہر کھڑی ملی اس نے اپنے آدمیوں کو جانے کا اشارہ کر دیا

آج اس کی آنکھوں میں چمک تھی جیت کی چمک جو سامنے کچھ دوری پر کھڑی لڑکی کی وجہ سے تھی

"او ہو ارسلان بال تو چھوڑ دو میرے یہ سہی ہے مجھے گنجا کرنے پر تلے ہو اپنے پاپا کے بالوں کو تو ہاتھ بھی نہیں لگاتے مجھ سے ہی ساری دشمنی ہے" اس کے چہرے پر جھولتی دو چار لٹوں کو ارسلان پکڑ کر جانے کیا سمجھ رہا تھا عروا گاڑی سے سامان نکال کر سیدھی ہوئی تو ارحم کا حوالہ دیتے اسے غصے سے آنکھیں دکھائیں جو ڈرنے کی بجائے اب ہنس ہنس کر اس کا ناک پکڑنے کی تیاری میں تھا

دونوں ماں بیٹا اپنی مستی میں مست تھے اور دور بیٹھا شخص کسی شکاری کی طرح گھات لگائے
بیٹھا مسکرا رہا تھا

عروا ارسلان سے خوش گپیوں میں مصروف آگے بڑھ رہی تھی جب اچانک سے اس کے دائیں
بائیں دو آدمی آکر کھڑے ہو گئے

وہ کچھ گھبرا کر کی پھر ایک دم پتھریلے لہجے میں گویا ہوئی

"کون ہیں آپ لوگ؟" ارسلان پر گرفت مضبوط کرتے اس نے آس پاس ماحول کا جائزہ لیا
جہاں سے چوکیدار بھی غائب تھا رات کا وقت تھا تو ویسے بھی کوئی اس کی مدد کو آنے سے رہا
"ہم کون ہیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں میڈم جی کیا کرنے آئے ہیں یہ پوچھئے" ایک نے

اس کے سوال کا جواب دیتے عروا کی پریشانی میں اضافہ کیا تبھی دوسرا بھی بول پڑا
"آپ خود چلیں گی ہمارے ساتھ یا یہ نیک کام ہم ہی کریں" دونوں ہنستے ہوئے اس کی طرف
بڑھے عروا کے ہاتھ میں پکڑا سامان زمین دوز ہوا وہ اپنے قدم پیچھے لیتی ارسلان کو سینے میں بھینچ
گئی

اس وقت اپنے آفس سے باہر نکل رہا تھا جب ارحم کو پریشانی میں جاتا دیکھ وہ اسے راستے میں
روک گیا

"ارحم آجاؤ میں ڈراپ کر دوں" اس کی گاڑی کا ٹائر پنکچر دیکھ صالح نے اسے پیشکش کی

کوئی اور وقت ہوتا تو شاید ارحم انکار بھی کر دیتا اس وقت اس کا عروا کے پاس جانا ضروری تھا وہ خاموشی سے اس کی بات مان کر پیسنجر سیٹ پر آن بیٹھا

"میں گھر نہیں جا رہا" ارحم کے بتانے پر صالح نے سر ہلا کر گاڑی کا رخ عروا کے فلیٹ کی طرف کیا

"خیریت؟" وہ اسے پریشان دیکھ کر پوچھ بیٹھا

"نہیں" ارحم نے ماتھے پر بل ڈالے موبائل کی سکرین کی طرف دیکھا

"مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھو اور جلدی سے بات بتاؤ ارحم کیا ہوا ہے؟" آج اس کا ہر انداز مختلف اور فکر مندی سے دو چار دیکھ صالح نے اسے احساس دلایا کہ وہ اس کے ساتھ ہے

پھر جو بات اس نے صالح کے گوش گزاری وہ سن کر صالح کے نقوش تن گئے

"آگئے آپ؟" اس کے لیے دروازہ کھولتے شفق غصے سے بھری کھڑی تھی جب اندر داخل

ہوتی عروا کو بد حال دیکھ اس کی بولتی بند ہو گئی اس نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا

شفق کے ساتھ صالح اور ارحم بھی آگے پیچھے اندر داخل ہوئے

ارحم کو وہاں سے ایک عورت نے کال کر کے بلایا تھا تبھی وہ عجلت میں تمھانے سے نکلا تھا

صالح سے لفٹ لیتے وہ جیسے ہی اس کے پاس پہنچا سامنے وہ لوگوں میں گھری بیٹھی تھی اپنی

ہوشیاری کی وجہ سے وہ آج اپنی جان بچانے میں کامیاب رہی تھی اگر وہ وقت پر ان دونوں سے

بھاگ کر لوگوں کو اکٹھا نہ کرتی تو شاید کہیں اور ہی ہوتی جس کا تصور تک کرتے اس کی جان حلق میں اٹک رہی تھی

بازو پر لگا بڑا سا کٹ اسے خود کو بچانے کی کوشش میں لگا تھا بہتے خون کو کسی کپڑے سے روکا گیا تھا ارسلان روتا ہوا چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اس کی خود کی سوچی اور لال آنکھیں رونے کی چغلی کر رہی تھی صالح نے جب تک وہاں صورت حال کا جائزہ لیا تب تک ارحم اس کی ضرورت کا سارا سامان لیتا اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا

"کیا ہوا ہے کوئی کچھ بتائے گا مجھے؟" وہ انہیں پانی پیش کرتی پریشان ہو رہی تھی

"کچھ لوگوں نے عروا پر اٹیک کرنے کی کوشش کی ہے" صالح نے مختصر بتا کر اس کی الجھن دور کی اس نے بے یقینی سے عروا کو دیکھا جو ابھی بھی سسک رہی تھی ارحم بیٹھا اس کی چوٹ پر مرہم لگا رہا تھا

"اب کیا سوچا تم دونوں نے؟" صالح نے کچھ پل کے بعد دونوں کو مخاطب کیا

"میں انہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں ان کا مزید کوئی بہانہ میں اب برداشت نہیں کروں گا

"ارحم نے صاف الفاظوں میں اسے وارن کیا

"مجھے بھی یہی صحیح لگ رہا ہے آپ مزید اکیلی نہیں رہے گی اب آپ کے ساتھ ساتھ ارسلان کو بھی خطرہ ہے" صالح نے ارحم کی ہاں میں ہاں ملائی

"عروا تم ٹھیک ہونا؟" شفق نے اسے خاموش دیکھ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"میں ٹھیک ہوں" وہ پاس سوئے ارسلان کو دیکھتی مسمنائی تھی

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے عروا" صالح نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے بہنوں جیسا مان دیا اتنے سارے رشتے اپنے ارد گرد محسوس کرتے عروا کی آنکھیں ایک بار پھر چھلک پڑی اسے ان سب کی محبتوں کا مان رکھنا تھا اور اس نے رکھا بھی صالح کے سامنے حامی بھر کر اس نے ارحم کے دل کو تھوڑی سی راحت پہنچائی تھی

"ایک کام تم لوگ ڈھنگ سے نہیں کر سکتے ناکارہ ہو سارے کے سارے" بند کمرے میں ہاشم کے ساتھ ساتھ وہ دو آدمی بھی موجود تھے جو اس کام کو انجام دینے میں ناکام ٹھہرے تھے

"غلطی ہو گئی سر ایک اور موقع دے دیں" ان میں سے ایک نے خود کو بچانے کی تدبیر نکالی بات ابھی اس کے منہ میں تھی جب سامنے کھڑے ایک دراز قد آدمی نے اشارہ ملتے اس پر گولی چلائی

اپنے ساتھی کا یہ حال ہوتے دیکھ دوسرے نے مدد طلب نظروں سے ہاشم کو دیکھا جس کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے اس کے ڈر کو چھپانے میں ناکام ٹھہرے تھے

اسے دیئے گئے وقت میں سے ابھی آدھا وقت باقی تھا وہ ایک دن کا بھی انتظار کے بغیر اس کی عدالت لگا چکا تھا

"سر وہ لڑکی بہت چالاک ہے اگر میں اس پر حملہ نہ کرتا۔۔۔۔۔" کمرے میں ٹھاہ کی آواز

گو نجی اگلے لمحے وہ اپنی آخری سانسیں گنتا دنیا سے ہی رخصت ہو گیا

اڑتے خون کی چھینٹے چہرے پر آتے دیکھ ہاشم نے خوف سے آنکھیں میچیں جب کوئی چیز اسے

اپنی ٹانگ چیر کر گھستی ہوئی محسوس ہوئی وہ کراہ کر زمین پر سجے سرخ قالین پر گرا ایک نظر

فرش کو رنگتے اپنے بہتے خون کو دیکھ وہ نفی میں سر ہلاتا اس نقاب پوش کے قدموں میں گرا

"مجھے۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔ اب غلطی نہیں ہو گی۔۔۔ میں خود یہ کام کروں گا" وہ

گرگڑا کر اس سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا

"یہ آخری موقع ہے ہاشم اس لیے گولی تمہاری ٹانگ میں لگی ہے یاد رکھو یہ گولی تمہارے سر کے

آر پار بھی ہو سکتی تھی پرسوں جو مال ڈیلیور ہو گا اس میں مجھے وہ لڑکی بھی چاہیے" اس کے

کمرے سے جاتے دو گن مین بھی اس کی قیادت میں باہر نکل گئے

وہ جو سمجھ رہا تھا شاید اس بے رحم کو لڑکی پسند آگئی تھی اس کا خیال غلط ثابت ہوا یہ لڑکی

اسے بیچنے کے لیے چاہیے تھی اور وہ جانتا تھا ان کی دنیا میں ایسی خوبصورت حسیناؤں کی بہت

مانگ تھی

ٹانگ پر کس کر رومال باندھتے اس نے چہرے کو صاف کیا اور لڑکھڑاتی ٹانگ کے ساتھ وہاں

سے باہر نکلا پہلا کام اسے کسی طرح اپنی ٹانگ سے گولی نکلوانے کا کرنے تھا

وہ وقت نکال کر شفق کو بازار لایا تھارات ہی اسے اپنی ری یونین پارٹی کے لیے انوائٹ کیا گیا تھا اپنے بیچ میٹس سے ملنے کے لیے اس نے شفق کو بھی ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا بڑی سی دکان کے باہر گاڑی کھڑی کرتا وہ اس کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوا

"کوئی اچھا سا ڈریس سلیکٹ کر لو اپنے لیے میں آتا ہوں" دکاندار کو اشارہ کرتا شفق کو وہاں بیٹھا کر باہر نکلا یہ کال لینی اس کے لیے بہت ضروری تھی

شفق نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو سر ہلا کر پتا نہیں کس کے ساتھ مصروف تھا پھر خود ہی ایک ڈریس سلیکٹ کر کے اس نے ایک طرف رکھ دیا تب تک صالح نے واپس آ کر اسے جوائن کیا

"یہ پہنو گی؟" ایک طرف رکھا سادہ سا ڈریس دیکھ اس نے بھنویں اچکائیں تو شفق نے اسے حیرت سے دیکھا

"اس میں کیا خرابی ہے؟" وہ اس کا انداز دیکھ نا سمجھی سے اسے تک رہی تھی جب صالح نے نفی میں گردن ہلا کر کالے رنگ کا لونگ فراک اس کے لیے پسند کیا

نیٹ کے بنے اس نفیس سے فراک کے گلے اور بازؤں پر وائٹ پرل کا کام کیا گیا تھا دیکھنے سے اتنا بھاری لگ رہا تھا شفق نے جھجھری لے کر صالح کو دیکھا

"چپ چاپ کھڑی رہو یہی پہنو گی تم" شفق کو روہنا سا چہرہ بناتے دیکھ اس نے وہی اسے آنکھیں دکھاتے اپنی مرضی سے اس کے لیے ساری شوپنگ کی

ڈریس کے ساتھ کے شوز، جیولری میک اپ کا سامان لیتے وہ ایک ہی گھنٹے میں فارغ ہو گیا "شام تک تیار رہنا مجھے شاید وقت نالے گاڑی بھجوا دوں گا اوکے ڈونٹ ووری وہاں پہنچتے تم سب سے پہلے میرا چہرہ دیکھو گی" اس کا گال سہلا کر صالح نے شوپنگ بیگز اسے پکڑائے ایک پیار بھری نظر اس پر ڈال اس نے جھک کر شفق کی طرف کا دروازہ کھولا جب وہ نیچے اتر کر جلدی سے گھر میں گھسی پیچھے صالح ہلکی سی مسکان لبوں پر سجائے زن سے گاڑی بھگالے گیا "ارے واہ چوائس تو بہت اچھی ہے دولہا بھائی کی" صالح کی کرائی گئی شوپنگ دیکھتے عروا نے کھلے دل سے اس سب کی تعریف کی

"تم آج ہسپتال نہیں گئی" اسے گھر پر موجود دیکھ شفق نے سادہ سا سوال کیا تو عروا نے لب بھینچ لئے

"میں نے ہی منع کیا تھا اسے" ارحم نے اندر داخل ہوتے شفق کو دیکھ سر ہلایا "کیوں لیکن؟" وہ جانتی تھی عروا کے لیے اس کی نوکری کتنی عزیز تھی اس لیے اس کی سائیڈ لی

"بس چند دنوں کی بات ہے رخصتی تک ہی منع کیا ہے میں نے اس کے بعد یہ جب چاہیں جہاں چاہیں آ جا سکتی ہیں مزید رسک نہیں لے سکتا میں یہ ان کے ساتھ ساتھ میرے بچے کا بھی سوال ہے" ارحم نے ناراض بیٹھی عروا کو دیکھ شفق کو جواب دیا جو ارسلان کے لیے اس کی محبت دیکھ بہت خوش ہوئی تھی

"کوئی بات نہیں چلو تب تک ہم تیاریاں کر لیں گے رخصتی کی تم اس غلط فہمی میں مت رہنا کہ سستے میں چھوٹ جاؤ گے" شفق نے ارحم کو دیکھ ہنسی دبائی جبکہ ساتھ بیٹھی عروا رخصتی کا سن کر ہی جھنپ گئی

"مجھے کوئی پریشانی نہیں آپ دل کھول کر خریداری کریں میں بھی اپنی دلہن کو مشرقی لباس میں سب سے سنورے دیکھنا چاہتا ہوں" ارحم عروا کو دیکھ مسکراتا ہوا گویا ہوا

"میں ارسلان کو دیکھتی ہوں" اس کی لو دیتی نگاہوں سے بچنے کے لیے وہ جان چھڑاتے وہاں سے کمرے کی طرف بھاگی پیچھے شفق کا زور دار قہقہہ اسے دور تک سنائی دیا تھا

شہر کے بیچ و بیچ ایک فارم ہاؤس پر بڑے پیمانے پر تقریب کا اعلان کیا گیا تھا جیسے ہی وہ اس کی بھیجی گاڑی سے باہر نکلی سامنے وہ سفید شرٹ کے ساتھ دھاری دار ٹائی لگائے کالے رنگ کے ہی تھمری پیس میں ملبوس اپنی سیاہ آنچ دیتی نظروں سے اسی کے استقبال کے لیے کھڑا راہ دیکھ رہا تھا گھنے بال سلیقے سے ماتھے پر سب سے الگ ہی قہر پڑا کر رہے تھے

شفق کے نکلنے سے پہلے وہ شان سے آگے بڑھتا اس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلا گیا اپنے آگے پھیلے مردانا ہاتھ کو دیکھ شفق نے اپنا نازک سا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا پھر اس کے ہمراہ وہ سب سے سب کی اٹھتی نظروں کا مرکز بنی تھی

اندر کی صورت حال دیکھ شفق نے گھبرا کر صالِح کی جانب دیکھا جہاں لوگوں کا ہجوم سا جمع تھا ہر کوئی شیشے کے گلاس ہاتھ میں تھامے وہاں سرو ہوتی مشروبات سے لطف اٹھا رہا تھا کچھ

لڑکیاں بے باکی سے مردوں کے درمیان کھڑی قہقہے لگا رہی تھی ان کے انداز سے ہی لگ رہا تھا وہ کسی امیر کبیر گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں جہاں مردوں سے ہاتھ ملانا گلے ملنا ایک عام سی بات ہوتی ہے

"چلیں" اسے یوں جھمکے دیکھ صالح نے سرگوشی کی تو شفق نے مسکرا کر سر ہلایا صالح اسے لے کر ایک میز کی طرف آیا جہاں ایس پی صالح ابرار لکھا تھا شاید یہ ٹیبل اس کے لیے پہلے سے ریزو تھی

"آپ جائیں میں ٹھیک ہوں" صالح کو دور کھڑے لوگوں کے ساتھ اشارے میں بات کرتے دیکھ شفق نے خود ہی اس کی مشکل آسان کر دی

"پکا" اس نے جانے سے پہلے تصدیق چاہی جس پر شفق نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"اوکے میں یہی ہوں" وہ جانے سے پہلے اسے خود کی موجودگی ازبر کروا رہا تھا کہ اسے کوئی پریشانی ہو تو اسے آواز لگا سکتی ہے

شفق نے بے اختیار اپنے سامنے بیٹھے مہربان کو دیکھا

"تم کہتی ہو تو میں نہیں جانتا" وہ جان کر اب اسے چھیڑ رہا تھا شفق نے اس کے انداز پر ہنسی دباتے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ نظر بھر کر اسے دیکھتا اپنے دوستوں سے ملنے چلا گیا

"ہائے آئی ایم صبا اینڈ یو؟" شفق آس پاس چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی جب ایک لڑکی خود ہی آکر اس کے پاس بیٹھ گئی

دیکھنے سے وہ لڑکی کافی خوبصورت تھی جدید تراش سے کٹے بال ہیوی میک اپ سے لبریز چہرہ جسم کو ڈھانپنے میں نا کام ہوتا لباس سب کی توجہ اپنی جانب کھینچنے میں کامیاب ہو رہا تھا "السلام علیکم میں شفق صالح ابرار" شفق نے مسکرا کر اسے سلام کیا جس کا جواب اسے کچھ دیر بعد ملا تھا

"او مائی گاڈ تم صالح کی بیوی ہو؟" وہ لڑکی حیرت کے باعث چیختی تھی جب اس کی آواز سن کر دوسری خواتین بھی وہاں چلی آئیں

"اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے؟" شفق نے نا سمجھی سے اسے دیکھا "یار اتنے ڈیشنگ بندے کی بیوی ہو اوپر سے بہت سوں کا دل توڑ کر تم اتنی نا سمجھ بن رہی ہو" اس نے مصنوعی انداز میں اسے گھورا تو شفق نے ایک نظر خود کو تکتے صالح کو دیکھا پھر ہنس

دی

"ہاں وہ تو ہے" گویا اس نے قبول کیا تھا اس کی زندگی میں آیا ہمسفر کسی کی بھی خواہش ہو سکتا تھا وہ اس معاملے میں خوش قسمت تھی کہ بنا چاہے بنا مانگے اسے صالح کا ساتھ ملا تھا جو بن کہے اس کی ہر بات زبان پر لے آتا تھا

"چلو میں تمہیں سب سے ملاتی ہوں" شفق کا ہاتھ پکڑتے اس نے پیشکش کی پھر سب سے اسے انٹرو ڈیوس کروا کر اس نے دم لیا شفق پہلی بار سب سے مل رہی تھی اسے ان سب سے مل کر اچھا بھی لگا تھا

کسی کو پہلی نظر میں دیکھ کر اس کے بارے میں رائے بنانا اس کی طبیعت کا خاصا نہیں تھا اس لیے اس نے ان عورتوں کے ظاہری پہناوے کو مکمل انکور کیا تھا "تم نے کچھ لیا کیوں نہیں پارٹی میں آئی ہوں اس طرح منہ بند کر کے بیٹھی رہو گی کیا" ویٹر کو اشارہ کرتے اس نے کچھ ڈرنکس منگوائی

"لو انجوائے کرو" ایک گلاس خود لے کر اس نے دوسرا شفق کی جانب بڑھایا جو اس نے ہچکچا کر پکڑ بھی لیا

"ہیلو لیڈیز" صالح نے شفق کے قریب ہی جگہ سنبھالتے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر ایک طرف رکھ دیا

"ایس پی صالح ابرار تم نے شادی کر لی اور ایک ہی شہر میں ہونے کے باوجود ہمیں انوائٹ تک نہیں کیا نوٹ فیئر" اس نے صالح کو دیکھ شکوہ کیا تو وہ کندھے اچکا گیا جیسے کوئی فرق ہی نا پڑتا ہو

"میں نہیں چاہتا تھا لوگ ہمارے خوبصورت رشتے کو نظر لگائیں بس اسی لیے" اپنے ہاتھ میں موجود گلاس شفق کے آگے رکھتے اس نے صبا کو جواب دیا

"اب تمہاری بیوی کوئی اتنی بھی حور پری نہیں ہے" اسے صالح کی بات ناگوار گزری تھی اسی لیے جوابی کروائی سے باز نہیں آئی

"وہ تو مجھے لوگوں کے لال ہوتے چہرے سے پتا لگ رہا ہے" صالح نے اس کے لال ہوتے چہرے پر طنز کیا وہ منہ بناتی وہاں سے اٹھ کر دوسری سمت چلی گئی

"آپ کو ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی" شفق کو صالح کا رویہ پسند نہیں آیا تھا

"زیادہ بہلائی کی دیوی بننے کی کوشش مت کرو اس کا بس چلے تو تمہیں جان سے مار دے مسسز آخر کو تم نے اس کی جگہ جو چھین لی ہے" وہ اسے وارن کرتا آخر میں شوخ ہوا

"اتنے بھی کوئی نگینے نہیں جڑے آپ میں" اس کی بات سمجھ تو وہ گئی تھی مگر جتنا نہیں چاہتی تھی

"ہا ہا ہا ٹھیک ہی کہتے ہیں لوگ گھر کی مرغی دال برابر" اس نے ہنستے ہوئے اسے کہاوت یاد کروائی

"گلاس کیوں لیا آپ نے مجھ سے؟" اب اسے یاد آیا تھا کس طرح اس نے گلاس لے کر ایک طرف رکھ دیا تھا

"وہ آپ کی کام کی چیز نہیں جو تھی وہ آپ کے سامنے ہے مائی لو میرا جھوٹا پئے محبت بڑھے گی" بات کو گول مول کرتے اس نے شفق کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جو اسے گھور کر رہ گئی

ایسی پارٹیز میں الکوحل سرو ہونا عام سی بات تھی یہ الگ بات تھی وہ یا اس کے دوستوں میں سے کوئی بھی پیتا نہیں تھا مگر اس پارٹی میں لوگ اپنی فیملیز کے ساتھ انوائٹڈ تھے اسی لیے وہاں الکوحل بھی باقی ڈرنکس کے ساتھ سرو ہو رہی تھی

دور سے ہی شفق کے ہاتھ میں الکوحل کا گلاس دیکھ کر اس نے خود آکر اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا تھا اس کی جگہ اسے اپنے ہاتھ میں موجود گلاس پیش کیا تھا جو پیور اپل جوس تھا اسے ڈر تھا شفق غلطی سے بھی کوئی اور ڈرنک نالے لے اس لیے اپنا جھوٹا گلاس اس کے آگے رکھتا وہ اس سے جھوٹ بول گیا

اندھیرا چھاتے وہ گھر پہنچا تھا والٹ اور دوسری چیزوں سے خود کو آزاد کر وہ پانچ منٹ میں رف سے حلے میں باہر آیا تھا

پچھلے کچھ دنوں سے اس کا ہر کام خنساء کر رہی تھی جس پر اس نے ایک بھی بار اعتراض

نہیں کیا تھا

اب وہ کھانے کی نیت سے کچن کی طرف آیا تھا جہاں طاہرہ کھڑی کام کر رہی تھی

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" ایک پل کو ٹھٹھک کر اس نے ایسے ہی نارمل سا سوال کیا

"کیوں مجھے نہیں ہونا چاہیے تھا" اس کی ماتھے پر پڑی لکیریں دیکھ انہوں نے بھنویں اچکائیں

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو کہہ رہا تھا آپ کو آرام کرنا چاہیے ابھی طبیعت ٹھیک ہوئی

ہے کمزوری ہوگی بس اسی لیے" ذاکر اپنی صفائی دیتے خاموش ہو گیا

"وہ پرائی بچی بھی کب تک ہمارا کام کرے گی میں اب ٹھیک ہوں اس کی ماں کا بھی فون آیا تھا اس لیے اسے جانے کا کہہ کر میں کھانا بنانے آگئی " اسے یوں خاموش دیکھ انہوں نے خود ہی اسے تفصیل بتادی جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا خیال کر اس نے گردن ترچھی کی وہ وہی بیگ ہاتھ میں پکڑے جانے کے لیے مکمل تیار تھی

"یہ اس وقت جائیں گی " سیدھا خنساء سے بات کرنے کی بجائے اس نے طاہرہ کو دیکھتے سوال کیا

"ہاں بتایا تو تھا اس کی ماں کا فون آیا تھا " طاہرہ کو اس کے یوں پوچھ پڑتال کرنے پر ذرا حیرت نہیں ہوئی تھی شفق کے لیے بھی اسی طرح ری ایکٹ کرتا تھا یہ بات نئی ضرور تھی کہ وہ کسی دوسری لڑکی کے بارے میں اس طرح رویہ اپنا رہا تھا

"کس کے ساتھ جائیں گی یہ ؟" وہ الجھ کر طاہرہ کو دیکھ رہا تھا جو خود کو اس کے سوالوں کے حملے کے لیے تیار کر چکی تھی

"ڈرائیور کے ساتھ جائے گی اور کس کے ساتھ جائے گی بلکہ میں بھی ساتھ چلی جاؤں گی "

گرم گرم کھانا اس کے رکھتے انہوں نے سکون کا سانس لیا

"کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی " جیسے ہی طاہرہ کمرے سے باہر آئی ذاکر آخری نوالہ لیتے اٹھ کھڑا ہوا

"کیوں کیا ہوا؟" انہوں نے اچھنبے سے سامنے کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھا چونک تو اس کی بات پر خنساء بھی گئی تھی مگر ہمیشہ کی طرح خاموش رہنا بہتر سمجھا

"اس طرح رات کو ڈرائیور کے ساتھ جانا سیو نہیں میں خود انہیں چھوڑ آتا ہوں آپ کی ابھی طبیعت ٹھیک ہوئی ہے آرام کریں ورنہ پھر سے بیمار پڑ جائیں گی" میز سے گاڑی کی چابیاں اٹھاتے اس نے خنساء کا بیگ اپنے ہاتھ میں لیا

"تم کیسے جاؤ گے؟" وہ بوکھلاہٹ میں جانے کیا کہہ گئیں

"پیدل نہیں جا رہا گھبراہٹ مت آپ کی بچی کو کھا نہیں جاؤں گا میں کم سے کم آپ کے ڈرائیور سے زیادہ بھروسے کے لائق ہوں" وہ غصے میں دونوں کو ایک نظر دیکھتا باہر نکلا طاہرہ نے خنساء کو آنکھوں سے اس کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا وہ اس سے گلے ملتی باہر کی جانب بڑھ گئی

"جانے اس لڑکے کو بیٹھائے بٹھائے کون سے دورے پڑتے ہیں ہر بات کا الٹا مطلب نکال لیتا ہے" کچھ دیر قبل اس کی باتیں یاد آتے وہ بڑبڑاتے ہوئے افسوس کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی

"کچھ معلوم ہوا؟" صالح نے ارحم کو دیکھتے سوال کیا

"نہیں کوئی گواہی دینے کو تیار نہیں چوکیدار نے بھی کچھ نہیں دیکھا" ارحم نے اسے تفصیل بتاتے مٹھیاں بھیجنے لی اس کا بس چلتا تو ان لوگوں کو زمین میں گاڑ دیتا

"فکر مت کرو اب ہم خاموش نہیں بیٹھے گے وہ لوگ ہماری چپی کا نا جائز فائدہ اٹھا رہے ہیں مجھے لگتا ہے میرے گھر پر حملہ کرنے اور عروا کو نقصان پہنچانے والا ایک ہی انسان ہے ہمیں ہر حال میں اس شخص کو پکڑنا ہے" صالح نے اسے تسلی دیتے مستقبل کا نقشہ کھینچا "آپ کو کیوں لگتا ہے کہ دونوں کام ایک ہی انسان نے کروائے ہیں؟" ارحم نے تجسس سے اسے دیکھا

"مجھے شک نہیں ہے ارحم پورا یقین ہے ایک کام کرو اس چوکیدار کو تنہا بلال دیکھو وہ کیا بکتا ہے" صالح نے اسے آرڈر دیا

"سنو ساتھ سامنے جو شاپز ہیں ان کے مالکان سے بھی دوبارہ پوچھ تاچھ کرو کوئی نا کوئی سراغ ضرور ملے گا" اسے جاتا دیکھ اس نے دماغ میں آئی بات بھی اسے بول دی جسے سن کر ارحم فوراً وہاں سے نکلا

وہ اس جگہ پر اچھی طرح پہلے بھی سرچ کر چکے تھے جہاں عروا پر حملہ ہوا تھا وہاں کچھ بھی ایسا نا ملا تھا لوگوں کا کہنا تھا جس وقت وہ پہنچے وہ آدمی وہاں سے جا چکے تھے عروا سے ساری ڈیٹیل لینے کے بعد اندازہ اسے پہلے سے ہو گیا تھا جو بھی تھا وہ کسی خاص مقصد کے تحت عروا پر حملہ کروانا چاہتا تھا شفق کو وہ پہلے ہی گھر سے باہر اکیلے جانے نہیں دیتا تھا جب بھی وہ باہر ہوتی اس کا چہرہ پوری طرح کور ہوتا اس نے شفق کے گھر آنے کے بعد کوئی اناؤنسمنٹ بھی کرنے سے گریز کیا تھا اس بارے میں صرف وہ اور اس کے قریبی ہی جانتے تھے شفق

کے حملے کے وقت بھی جس شخص نے اسے فون کیا تھا وہ شفق کو دیکھ نہیں پایا تھا جس آدمی سے اس نے کام کروایا تھا اسے وہ پہلے ہی موت کی نیند سلا چکا تھا اگر کوئی جانتا بھی تھا تو بس اتنا کہ وہ شادی کر چکا ہے اس لیے وہ اب تک محفوظ تھی

عروا پیشے سے ڈاکٹر تھی اس کا کام اس کے لیے بہت اہم تھا کہیں نا کہیں وہ اسے بہن کا درجہ دے چکا تھا ایسے حالات میں دشمن سب سے پہلے سامنے والے کی کمزوری پر وار کرتے ہیں یہی اس وقت ان کے ساتھ ہو رہا تھا وہ سمجھ گیا تھا عروا کو ارحم اور اس کی وجہ سے نشانہ بنایا جا رہا ہے اسے ہر حال میں اس سب کی جڑ تک پہنچنا تھا اب کسی صورت وہ چین سے بیٹھنے والا نا تھا

"چلو پہلے کھانا کھا لیتے ہیں بعد میں باقی خریداری کریں گے" شفق نے عروا کو دیکھتے کہا جو سوئے ہوئے ارسلان کو سنبھالتی ہلکان ہو رہی تھی

دونوں ہی اکیلی خریداری کرنے کے لیے بازار آئی تھی ان کے ساتھ صالح کا بھیجا ایک سپاہی بھی تھا جو دونوں کے ساتھ ساتھ ہی تھا واپسی پر ارحم نے دونوں کو وہاں سے پک کرنا تھا لگ بھگ آدھے سے زیادہ خریداری مکمل کر کے دونوں آرام کی غرض سے فوڈ پوائنٹ پر آچکی تھیں ارسلان نے بے آرام ہو کر آنکھیں کھولی عروا کے کندھے سے سر اٹھا کر اس نے اپنی آنکھیں مسلی شاید وہ آس پاس کے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا

لوگوں کی لگی بھیڑ گاہکوں کو انٹریکٹ کرنے کے لیے دکان داروں کی چیخ و پکار سن کر وہ سہم کر دوبارہ عروا کی گردن میں چھپا گیا

"اسے بھوک لگی ہوگی تم ایسا کرو اسے دودھ دے دو" شفق نے ارسلان کا روہانسا چہرہ دیکھتے اسے مشورہ دیا

"لگتا ہے میں اس کی دودھ کی بوتل گاڑی میں بھول گئی ہوں بیگ میں نہیں مل رہی"

اچھی طرح ہینڈ بیگ کا جائزہ لیتے عروا نے پریشانی سے اسے دیکھا

"کوئی بات نہیں چلو لے آتے ہیں" شفق اسے پریشان دیکھ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی

"تم کھانا کھا لو میں لے آتی ہوں" شفق کا یوں کھانا چھوڑ کر جانا عروا کو اچھا نہیں لگا تھا

"ارے نہیں واپس آ کر کھا لوں گی کھانا کون سا بھاگا جا رہا ہے" نیچے پڑے بیگ ہاتھ میں لیتے وہ عروا کو اشارہ کرتی باہر نکلی جہاں کچھ ہی دوری پر انہوں نے عروا کی گاڑی پارک کی تھی

ابھی وہ کچھ ہی دوری پر پہنچ پائیں تھیں جب ارسلان نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اسے

یوں رونا دیکھ عروا اور شفق بیک وقت چونک اٹھی پھر اس کی بھوک کا سوچ کر دونوں نے اپنی رفتار تیز کر دی ہڑ بڑی میں دونوں اپنے ساتھ موجود سپاہی کو فراموش کر چکی تھی جو اب کہیں بھی نہیں تھا

جس جگہ گاڑی پارک کی گئی تھی وہ مارکیٹ کی پچھلی سائیڈ تھی جو قدرے خاموش اور ہر قسم کے رش سے پاک تھی جیسے ہی دونوں گاڑی کے پاس پہنچی شفق کو اس جگہ عجیب سا محسوس

ہوا عروا گاڑی میں جھکی ارسلان کے دودھ کی بوتل تلاش کر رہی تھی ارسلان اس وقت شفق کے ہاتھوں میں تھا

وہ روتے ہوئے بچے کو تھپتھپاتے ہوئے بہلانے کی کوشش کر رہی تھی جب ایک وین آ کے تیزی سے ان کے سامنے لگی

اس وین سے نکلتے خوفناک سے آدمیوں کو دیکھ وہ جلدی سے عروا کے سامنے کھڑی ہوتی آہستہ سے دروازہ بند کر گئی

اس کا ایک ہاتھ موبائل کی طرف بڑھا تھا جب ایک آدمی نے اس کے اوپر گن تان کر ارسلان کو لینے کی کوشش کی

وہ ڈر کے مارے ارسلان کو اپنے سینے سے لگائے نفی میں سر ہلاتی پیچھے کی طرف سر کی ابھی وہ مدد کے لیے آواز لگانے کا ارادہ رکھتی تھی جب عروا یہ سارا منظر دیکھ گاڑی سے باہر نکلی ان سب کی نظر اس سے ہٹ کر عروا پر مقفل ہو گئی موقع دیکھتے شفق نے جلدی سے صالح کا نمبر ڈائل کیا

"زیادہ چالاک مت دکھا" گن پکڑے آدمی نے زور دار تمپٹر شفق کے گال پر رسید کرتے کال جانے سے پہلے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر جوتے کے زور سے توڑ ڈالا

"کون ہو تم لوگ؟" عروا شفق کو پکڑ کر کچھ قدم پیچھے ہٹی تھی اس کی آنکھوں میں اس وقت رتی برابر خوف نہیں تھا وہ بس ارسلان اور شفق کے لیے پریشان تھی

"اے اٹھا لڑکی کو اور ڈال گاڑی میں اس سے پہلے کوئی آجائے آج ہی یہ کام ختم کرنا ہے ہمیں" گاڑی میں بیٹھے ایک آدمی نے آواز لگائی جسے سن کر دو آدمی آگے بڑھے انہیں عروا کی طرف بڑھتا دیکھ شفق نے زمین سے ملی جلی مٹی اور ریت اٹھا کر ہوا میں اڑا دی سب کو آنکھیں میچ کر کھڑا دیکھ وہ فضا میں اڑتی دھول کا فائدہ اٹھا کر عروا کے پاس پہنچی پھر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے دونوں نے وہاں سے دوڑ لگائی اس وقت ان کا کسی بھی صورت یہاں سے بچ کر نکلنا ضروری تھا دونوں کو اندازہ تھا اگر وہ ان کے ہاتھ لگ گئی تو آگے کیا ہو سکتا تھا

آہ --- شفق کے زمین پر گرتے اس کا ہاتھ عروا کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا ارسلان کو بچا کر اس نے عروا کے حوالے کیا

"شفق چلو وہ آرہے ہیں" ان غنڈوں کو اپنے قریب آتا دیکھ عروا نے اسے کھڑے ہونے میں مدد دی مگر شفق مشکل ہی چل پا رہی تھی

سرک پر گرنے کی وجہ سے اس کی ہتھیلیوں کے ساتھ گھٹنے پر بری طرح سے رگڑ لگی تھی

"تم بھاگو --- بھاگو تم میں آتی ہوں تمہارے پیچھے" شفق نے درد سے کراہتے عروا کو دھکا دیا جو روتی ہوئی نفی میں گردن ہلاتی اسے ساتھ لے جانے پر بضد تھی

"جاؤ عروا وہ مجھے نہیں تمہیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں میری فکر مت کرو" وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال گئی

عروا نے ایک نظر ان خطرناک آدمیوں کو دیکھا پھر ارسلان پر گرفت مضبوط کرتی کرٹوا گھونٹ پی کر وہاں سے پوری رفتار سے بھاگ کر بھیڑ میں شامل ہو گئی

"اے ڈھونڈ دوسری لڑکی کو یہی کہیں ہو گی" شفق کے سر پر پہنچتے ایک آدمی نے دوسرے کو اشارہ کیا اس کا حکم ملتے سارے الگ الگ سمت بکھر گئے

شفق خود کو نڈھال محسوس کرتی مشکل سے اپنے قدموں پر کھڑی تھی اس کے گھٹنے پر سے کافی سارا ماس ہٹ گیا تھا جہاں سے خون بہتا اس کے کپڑوں کو لال کر رہا تھا چھلی ہوئی ہتھیلیوں کو ایک نظر دیکھ اس نے دوپٹے سے صاف کیا اس کا چہرہ مکمل نقاب میں تھا دیکھنے والے بس اس کی سیاہ آنکھیں ہی دیکھ پارہے تھے

"کہاں بھگا دیا تو نے اسے بتا؟" وہ آدمی اپنی بھڑاس نکالتا اس کا چہرہ دبوچے کھڑا تھا جسے چھڑانے کی ناکام کوشش کرتی وہ مچل رہی تھی

"تم اپنے ناپاک ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے" درد سے نم ہوتی آنکھوں کے باوجود

۵۹

بہادری کا مظاہرہ کرتی ڈٹی ہوئی تھی ہر پل رونے والی لڑکی آج کس قدر بے خوف کھڑی تھی کوئی دیکھتا تو حیران ہوئے بغیر نارہ سکتا

"وہ لڑکی کہیں نہیں ملی ہمیں اب ہمیں نکلنا چاہیے اس سے پہلے کہ پولیس آ جائے اور ہم بے موت مارے جائیں" وہ سب اکٹھے ہوتے وہاں سے جانے کی تیاری میں تھے

شفق نے خود کو چھڑوانے کی کوشش مگر اس کے بازو پر گرفت مضبوط کر دی گئی

"خالی ہاتھ جائیں گے تو ویسے بھی مارے جائیں گے اسی کو گاڑی میں ڈالو کیا پتا یہ چڑیا ہی ہماری زندگی کی ضمانت بن جائے" ایک بلند آواز پر کسی نے پیچھے سے اس کے ناک پر رومال رکھا لاکھ کوششوں کے باوجود اپنا آپ بچانے میں وہ کامیاب نہ ہو سکی کچھ پل بعد اس کا دماغ غنودگی میں جاتے ہی وہ ان کے بازوؤں میں جھول گئی

عروا بھیڑ میں گہستی جیسے ان کی نظروں سے اوجھل ہوئی بڑی مشکل سے وہ وہاں کے کچھ دکانداروں سے بات چیت کر کے انہیں مدد کے لیے بلا کر لائی تھی

جس جگہ اس نے شفق کو چھوڑا تھا بس کچھ ٹوٹی ہوئی چوڑیوں کے ٹکڑے اور چند خون کے نشان ہی باقی تھے

وہ لوگ شفق کو اپنے ساتھ لے جا چکے تھے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا اپنے کھوئے ہوئے حواسوں کو بیدار کرتی وہ کانپتے ہاتھوں سے وہی زمین پر گر سی گئی جب کسی عورت نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی وہاں موجود کچھ لوگ پولیس کو بلانے کے لیے شور مچا رہے تھے

صالح اس وقت کام میں مصروف تھا جب کسی انجان نمبر سے کال آتے اسے کسی لڑکی کے اغواء ہونے کی اطلاع ملی

وہ اس آدمی سے جگہ کا اڈریس لیتا ارجم کے ہمراہ فوراً وہاں سے نکلا تھا

"عروا کو کال کرو شفق میری کال نہیں اٹھا رہی" موبائل ہاتھ میں پکڑے صالح نے پریشانی سے ارحم کو دیکھا جو حکم کی تکمیل کرتا موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگا

"کوئی اٹھا نہیں رہا شاید مصروف ہوں گی" ارحم نے صالح کو دیکھتے اندازہ لگایا

"عبداللہ کو کال کرو ان کے ساتھ ہی تھا اس سے پوچھو کہاں ہیں وہ" اپنے آدمی کا نام لیتے صالح نے ارحم سے کہا

"بند ہے نمبر" وہ دوسری طرف سے ملتا جواب صالح کے گوش گزارتا خود بھی متفکر ہوا تھا

"ایسی بھی کون سی خریداری فون تک اٹھانے کی فرصت نہیں ہے" صالح نے جھنجھلا کر پولیس وین ایک طرف روکی خود ارحم کے ساتھ اس جگہ چلا آیا جہاں سے اسے فون کیا گیا تھا

"کیا ہوا ہے یہاں؟" اس کی گرج دار آواز پر وہاں اکہٹی ہوئی بھیڑ چھٹی تو ایک آدمی نے اسے مختصر بات بتاتے سرک پر بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کیا جو سر جھکائے جانے کیا تلاش کر رہی تھی

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial>

"سنیں محترمہ" ارحم کے پکارنے پر جیسے ہی اس نے اوپر دیکھا اس کے ساتھ ساتھ صالح کے بھی ہوش اڑ گئے

"عروا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" ارحم نے اس کا آنسو سے تر چہرہ دیکھ اس کی گود میں چھپے ارسلان کو اپنی گود میں لیا

"شفق کہاں ہے عروا؟" صالح نے وہاں شفق کو ناپا کر بے چینی سے اس سے سوال کیا

ان دونوں کو پریشان دیکھ وہ نفی میں سر ہلاتی سر جھکا گئی جیسے ساری غلطی اسی کی تھی اس کے آنسو یہ بکھرا حلیہ دونوں کو سمجھانے کے لیے کافی تھا کہ شفق ہی وہ لڑکی تھی جسے وہاں سے اٹھایا گیا تھا

"عروا مجھے سب تفصیل سے بتائیں پلیز" اسے گاڑی میں بیٹھا کر صالح نے سوال کیا جب اس نے شروع سے لے کر آخر تک اسے ساری بات بتادی ارحم کو اسے گھر چھوڑنے کا کہہ کر صالح اسی جگہ واپس آیا زمین پر گرا خشک خون دیکھ اس کی ماتھیں کی رگیں ابھری تھی چوڑیوں کی ٹکڑے ہاتھ میں لیتے اسے وہ دن آیا تھا جب اس نے اپنے ہاتھ سے اسے یہ کانچ کی چوڑیاں پہنائی تھی خود پر ضبط کیے بنا وہ ان ٹکڑوں کو جیب میں ڈالتا اپنی جیب میں بیٹھ کر وہاں سے نکلا

"یہ لیں پانی پی لیں" ارسلان کو بستر پر لٹا کر ارحم عروا کے پاس آیا تھا "مجھے نہیں --- چاہیے" وہ اس کا ہاتھ پرے کرتی سسک اٹھی تھی

گلاس ایک طرف رکھتے ارحم نے اس لب بھینچ کر اس کے چہرے سے ٹپکتا پانی صاف کیا "ادھر دیکھیں میری طرف" ایک انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے اس کی ٹھوری اوپر کرتا وہ اسے اپنی آنکھوں میں جھانکنے پر مجبور کر گیا

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے" ایک ساتھ جانے کتنے آنسو سرحد پار کرتے اس کے رخسار پر
بکھرے تھے

وہ رو رہی تھی اس وقت تکلیف میں تھی ارحم خاموش کھڑا اس کا حال دل سن رہا تھا اس وقت
آزائش کا وقت تھا اسے وہاں بھیڑ میں بیٹھا دیکھ جو خوف اس پر طاری ہوا تھا صالح ابھی تک
اس کے زیر اثر تھا

اس کی منکوحہ اور بچہ صحیح سلامت تھے پھر بھی وہ آگ کی بھیڑ میں جل رہا تھا کسی نے اس
کی غیر موجودگی میں انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی وہاں صالح پر کیا بیت رہی ہوگی
وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا

"یہ وقت رونے کا نہیں ہے عروا آپ کو ہمت سے کام لینا ہو گا اور خبردار جو اس سب کے
لیے خود کو قصور وار ٹھہرا کر آپ نے خود تکلیف پہنچائی فکر مت کریں بس دعا کریں بھابی صحیح
سلامت ہمیں مل جائیں اپنا اور ارسلان کا خیال رکھیے گا سر کو میری ضرورت ہے مجھے میرا فرض
پورا کرنا ہے" وہ نم آنکھوں سے اپنے لب اس کے سر پر رکھ کر اس کے آنسو اپنے پوروں پر
چنتا اس سے دور ہوا ایک نظر سوئے ہوئے ارسلان پر ڈال کر اس نے روتی ہوئی عروا پر ڈالی
پھر وہاں سے باہر چلا گیا

اسے ہر حال میں صالح کے ساتھ ہونا تھا جاتا تھا شفق کے ساتھ ہوئے حادثے پر وہ لاکھ خود کو مضبوط ظاہر کرے اندر سے کہیں نا کہیں بکھر سا گیا ہو گا شفق کو بچانے کے لیے وہ اپنی جان بھی داؤ پر لگانے سے گریز نہیں کرے گا

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟" ایک انگلی سے چہرے پر چھایا نقاب پکڑتے خنساء نے وہاں موجود آدمی کو دیکھا

"ظاہر سی بات ہے آپ سے ہی بات کرنے آیا ہوں اور کوئی بھی مجھے یہاں جانتا نہیں ہے"

وہ پیٹ کی جیبوں میں ہاتھ دیئے بڑے سکون سے اس کے سامنے کھڑا تھا

"آپ پلیز جائیں یہاں سے" اس چھوٹے سے خالی کمرے میں نظریں دوڑاتی وہ اس پاگل آدمی کو دیکھ رہی تھی

مڈل کلاس اسکول تھا جہاں کے بچوں کو پڑھانے کے لیے وہ روز یہاں آتی تھی معمول کے مطابق آج بھی وہ کلاس لے رہی تھی جب وہاں کام کرتی ملازمہ نے اسے آکر بتایا کوئی آدمی اس سے ملنے آیا ہے وہ ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھنے والی لڑکی تھی جہاں کسی لڑکی کو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہیں اس کے کسی عمل سے اس کے کردار یا ماں باپ کی پرورش پر لوگ سوال نا کھڑا کر دیں

اسی کشمکش کے چلتے وہ گھبراتی ہوئی وہاں بنے چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئی جہاں اساتذہ کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا اس وقت سب اپنی اپنی کلاس میں موجود تھے تو یہ کمرہ خالی ہی پڑا تھا

جیسے ہی وہ کچھ آگے ہو کر اس شخص کا چہرہ دیکھ پائی اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے وہ نہیں جانتی تھی ذاکر مصطفیٰ یہاں کیوں آیا ہے اور وہ بھی خاص کر اس سے ملنے۔ اس نے گھبرا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا تو بجائے وہ وضاحت دینے کے سکون سے کھڑا اس کی جان نکالنے کے درپے تھا

"ضرور چلا جاؤں گا پر مجھے میرے چھوٹے سے سوال کا جواب چاہیے" وہ وہی سے کھڑے رہ کر بھی اس پر طاری گھبراہٹ کو اچھی طرح محسوس کر سکتا تھا
 میں جانتا ہوں میرا یہاں آنا آپ کو اچھا نہیں لگا اور یہ غلط بھی ہے یہ سوال میں آپ سے پہلے ہی پوچھ لیتا لیکن مجھے لگا کہیں آپ برا نا مان جائیں یقین مانیں آپ کو پریشان نا کرنے کے چکروں میں میرا خود کا سکون چین حرام ہو گیا ہے"

"کیا پوچھنا ہے؟" اسے ضد پر اڑا دیکھ خنساء نے جلدی سے وجہ پوچھی

"میں آپ کے گھر شادی کا پرپوزل بھیجنا چاہتا ہوں" ذاکر نے گویا خنساء پر دہماکا کیا وہ ہونق بنی اس کی شکل دیکھ رہی تھی

"بہت اچھا مذاق تھا آپ جاسکتے ہیں" اس کا و احیات مذاق ایک کان سے سن کر اس نے دوسرے سے نکال دیا

"میں مذاق نہیں کر رہا بس آپ کا جواب جاننا چاہتا ہوں" اسے یوں خود کو نظر انداز کرتا دیکھ اس نے تیز آواز میں اسے باور کرایا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے

"میرا جواب نا ہے آپ جاسکتے ہیں" اس کا سرد لہجہ کچھ دوری پر کھڑے ذاکر کو پسند آیا تھا "میں حقیقت پسند انسان ہوں خنساء انکار کا حق ہے آپ کو مگر میں وجہ جاننا چاہتا ہوں شاید سچائی تسلیم کرتے ہوئے مجھے کم مشکلات کا سامنا کرنا پڑے" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کے جواب کا منتظر تھا

اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یہ پرپوزل اسی وقت قبول کر لیتا وہ تھا بھی ذاکر مصطفیٰ شہر کا جانا مانا نام جس سے شادی کرنے کے لیے شاید ہی کسی لڑکی کی حسرت نارہی ہو خود آج ایک عام سی لڑکی کے سامنے سوالی بنا کھڑا تھا جو اسے کسی صورت بڑھاوا نہیں دے سکتی تھی خود پر ضبط کرتے اس نے نظریں جھکائے دھیمی آواز نکالی لگے پل ذاکر نے افسوس کیا کیوں اس نے انکار کی وجہ پوچھی

"میری منگنی ہو چکی ہے بہت جلد شادی ہونے والی ہے" خنساء نے دیکھا وہ اس کا جواب سنتے وہاں رکا نہیں تھا اس کی آنکھوں نے ان دو اداس آنکھوں کا دور تک پیچھا کیا تھا جو ٹوٹی ہوئی آس کے ساتھ آج یہاں سے نکلی تھی

"میں کہتی ہوں کیا ضرورت تھی تمہیں وہاں جانے کی اور جانے سے پہلے ایک بار پوچھ تو لیتے "

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا تھا جب طاہرہ اس پر برس پڑی

"کس بات کے لیے؟" وہ سمجھتے ہوئے بھی انجان بنا

"گھوڑی چڑھنے کا زیادہ شوق ہو رہا تھا تو مجھے کہہ دیتے میں کوئی رشتہ ڈھونڈ لیتی میں " اس کے

ہاتھ سے فائل لے کر انہوں نے بند کرتے ایک طرف رکھی لہجہ خفگی سے بھرپور تھا

"کوئی اور چاہیے ہوتی تو یوں بے عزت ہونے کے بعد بھی دل اس کے لیے نادھڑکتا " اس نے

بے چارگی سے اپنی کہی

"اچھا لڑکا کیسا ہے؟" دل میں مچلتا سوال لبوں پر آتے دیر نہیں لگی تھی

"مجھے کیا پتا میں نے تھوڑی دیکھا ہے دو مہینے پہلے ہی بھائی صاحب نے اس کی بات پکی کی

ہے اپنے کسی جاننے والوں کے کہنے پر سنا ہے لڑکا اچھا کماتا ہے باقی خدا بہتر جانے " طاہرہ

نے اس کی اتری شکل دیکھ اسے تفصیل بتائی

"تم سچ میں اسے پسند کرتے ہو؟" انہوں نے اسے جس نظر سے دیکھا ذکر کو اپنا آپ مشکوک

لگا تھا

"آپ کو کیوں لگتا ہے میں وقت گزاری کر رہا ہوں " وہ مسکراتا ہوا ان کا چہرہ اپنے ہاتھ میں

تھام گیا

"ایسی کوئی بات نہیں خدا بہتر جانتا ہے مجھے اپنی پرورش پر پورا بھروسہ ہے آج سے پہلے تم نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جو رنگ تمہارے آج جل نکلے ہوئے ہیں وہ دیکھ کر ہی بس مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے" ذاکر کے ماتھے پر بوسہ دیتے انہوں نے پیار سے اسے پچکارا جو سیدھا ہوتا فٹ سے ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا

"تم ایسا ویسا کچھ مت کرنا اللہ بہتر کرے گا" اس کی آنکھوں میں اداسی کی جھلک دیکھ وہ سنجیدہ ہوئی تھی

"خدا کا خوف کریں یا راٹاں آپ نے تو مجھے پکا والا ولن ہی بنا دیا ہے جو لڑکی ناملنے پر اسے زبردستی اٹھا کر لے جاتا ہے" آنکھیں کھولتے وہ بے یقینی سے طاہرہ کو دیکھ رہا تھا جو اس کی بات سن کر ہنس دی تھی

"ماں ہوں نا تو ماں کا کام سمجھانا ہوتا ہے اس لیے بس فکر میں کہہ دیا" اس کے گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ نرمی سے گویا ہوئی

"بے فکر رہیں کچھ نہیں کر رہا میں" اس نے آنکھیں میچتے انہیں اپنی بات کا یقین دلایا جبکہ نینوں کے بند پردے پر اب بھی وہ جھلملاتی شہد رنگ آنکھیں نقاب سے جھانکتی اسے اپنی اور کھینچ رہی تھی

"کوئی ہے چھوڑو مجھے"

"کون ہو تم لوگ؟"

"مجھے کیوں لائے ہو یہاں؟"

بند آنکھوں کے سنگ وہ اپنے ارد گرد کی چیزیں محسوس کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اس کے چہرے پر اب بھی نقاب موجود تھا وہ لوگ اس کے صرف ہاتھ اور آنکھیں باندھ کر شاید کسی کمرے میں پھینک گئے تھے

خود کو حرکت دیکھتے وہ اندازہ لگا پا رہی تھی کہ اس وقت شاید کسی نرم بستر پر موجود ہے پاؤں کی مدد سے راستہ تلاش کرتے وہ وہاں سے اتر کر زمین پر گری تھی اس کے کان کوئی بھی سماعت سننے سے قاصر تھے مطلب صاف تھا وہ اکیلی اس کمرے میں موجود تھی خود کو یوں ان شیطانوں کے درمیان اکیلا پا کر وہ خوف سے کپکپا رہی تھی اس کی آواز سننے کے لیے وہاں کوئی موجود نہیں تھا پیاس سے حلق میں کانٹے چھبتے ہوئے محسوس کرتی وہ درد سے بلبلا اٹھی تھی

جسم پر لگے زخم مرہم نالینے پر اکڑ سے گئے تھے خود کو ان مضبوط رسیوں سے آزاد کرانے کی جدوجہد میں ہلکان ہو رہی تھی اس کا دماغ دوبارہ سے غنودگی میں جانے لگا تھا ایک آخری بار آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے صالح کا ہنستا ہوا چہرہ دیکھا پھر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

"سر وہ چوکیدار اور دکان دار باہر موجود ہیں" ارحم نے سگریٹ نوشی میں مصروف صالح کو اطلاع دی اس نے اپنی سرخ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا پھر سر پر اپنی کیپ پہنے وہ غصے سے اپنے آفس سے نکل کر باہر آیا

"آپ لوگ بار بار ایک ہی سوال کیوں پوچھ رہے ہیں ہم سے ایک بار بتایا تو ہے ہمیں اس بارے میں کچھ پتا نہیں" دکانداروں میں سے ایک نے آواز اونچی کی

"ان لوگوں کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے جب دیکھو عوام کو ذلیل کرتے رہتے ہیں خود تو کچھ ہوتا نہیں ---" یہ آواز وہاں موجود چوکیدار کی تھی جو بنا خوف کے چلایا تھا

اندر آتے صالح نے سب کی باتیں خاموشی سے سنی تھی آخری بات پر اس نے گزرتے ہوئے ایک کرسی پر لات ماری جس پر بیٹھ کر شور مچاتا چوکیدار بری طرح منہ کے بل زمین پر گرا

باقی سب کی زبانوں کو جیسے تالا لگ گیا تھا

"ہاں تو عوام کے ذلیل ہونے والے نمائندے جی ذرا بتاؤ گے ڈیوٹی کے وقت پر کہاں تھے تم؟" ارحم نے ایک ہاتھ سے اس کا کالر پکڑ کر اسے واپس کرسی پر پٹخا تھا

"وہ میں --- میں تو کھانا کھانے گیا تھا" اس کی سختی پر چوکیدار نے اسے بہانہ بنا کر سنا دیا

جب صالح نے اس کے بائیں گال پر رکھ کر الٹے ہاتھ کا تھپڑ لگایا وہ دوہرا ہوتا کرسی کی بائیں جانب آدھا لٹکا ہوا تھا جب صالح نے اسے سیدھا کرتے دوسرے گال پر بھی اپنی انگلیوں کے نشان چھاپ دیے اس کے ہاتھوں اپنی درگت بننے دیکھ باقی لوگوں کی سٹی گم ہو چکی تھی اس

وقت وہاں ارحم کے ساتھ عبداللہ موجود تھا جسے وہ غنڈے زخمی کر کے کچرے کے ڈھیر میں پھینک گئے تھے

"تم سب اپنا منہ کھولو گے یا ---" ہاتھ میں پکڑا ڈنڈا کرسی پر مارتے اس نے قبر برساتی آنکھوں سے انہیں دیکھا جو طوطے کی طرح بولنا شروع ہو چکے تھے

"سر مجھے ایک آدمی مشکوک لگا تھا اس کے ساتھ اور دو لوگ بھی تھے دیکھنے سے ہی وہ عجیب سے تھے جب میں نے ویٹر کو آرڈر لینے کے لیے بھیجا تو انہوں نے آرڈر نہیں دیا بلکہ مسلسل سرک پار کچھ دیکھ رہا تھا اور ویٹر نے ہی مجھے بتایا وہ ان دو آدمیوں کو کوئی کام پورا کرنے کی ہدایت دے رہا تھا" ان میں سے ایک نے ڈرتے ہوئے صالح کو سب سچ سچ بتا دیا

"ان کا بیان لے لو اور اس آدمی کا سکیچ بنوا کر مجھے بیس منٹ کے اندر اندر انفارم کرو" نئی سگریٹ سلگاتا وہ ارحم کو آرڈر دیتا وہاں سے نکلا

"سر آپ نے جس بندے کی تصویر بھیجی تھی اس کا پتا چل گیا ہے کچھ غیر قانونی کاموں میں ملوث ہے اسی لیے ہر مہینے بھاری رقم اس کے اکاؤنٹ میں بھی منتقل کی جا رہی ہے" سپیکر سے ابھرتی آواز سن کر وہ ایک دم چوکنا ہوا تھا

"ٹھیک ہے مجھے ساری ڈیٹیل ای میل کر دو یاد رکھنا اس بات کا کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے" کسی کام کی غرض سے وہ تھکا ہارا گھر پہنچا تھا موبائل کان اور کندھے کے بیچ دبائے عروا اور ارحم کو وہ بالکل ٹھیک نہیں لگ رہا تھا

شرٹ کی آستینیں کہنی تک فولڈ کیے وہ کیپ سر سے اتارے ہوا تھا اس کے بکھرے بکھرے
سے بال ویران آنکھیں چہرے پر چھائی اضطرابی اس کا غم چیخ چیخ کر بیاں کر رہے تھے
عروا اس کا یہ حال ہوتے دیکھ کھانے کے میز کے پاس کھڑی رو دی تھی جب وہ خود ہی چلتا
ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"یوں رو کر مجھے کمزور مت کریں عروا میں نے اب تک جو بندھ خود پر باندھیں ہیں وہ توڑنے پر
مجھے مجبور مت کریں جو لڑکی ان کے قبضے میں ہے وہ شفق صالح ابرار ہے میری شفق ----"

اس کے نام پر صالح کی آنکھوں میں چمک تھی

"جب تک مجھ میں سانسیں باقی ہیں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا میں یہ بھی جانتا ہوں وہ
میری غیر حاضری میں خود کی حفاظت کرنا اچھی طرح جانتی ہیں کچھ وقت کی بات ہے اس کے
بعد وہ ہمارے ساتھ ہو گی" وہ اپنی بات پوری کرتا وہاں سے چلا گیا جب ارحم اسے آنکھوں سے
خود کو آنسو صاف کرنے کا اشارہ کرتا اس کے پیچھے پیچھے بھاگا تھا

"اپنے ان بیکار بندوں کو فارغ کرو ہاشم یہ مال آج رات ہی سرحد پار پہنچ جانا چاہیے اس ایس پی
کو کیسے چکما دینا ہے وہ تم پر ہے اس معاملے میں کسی کی بھی چھوٹی سی غلطی برداشت نہیں
کروں گا" چہرے کو نقاب سے ڈھانپنے وہ پہلی بار ہاشم کے روبرو ہوا تھا جو مال وہ سرحد پار
بھیجنے والے تھے وہ اب تک کا سب سے بڑا آرڈر تھا

"جی سر میں انتظامات کرواتا ہوں" اس کے آرڈر پر ہاشم نے سر ہلادیا جب دوسری طرف سے اسے جانے کا اشارہ کیا گیا

"سر وہ لڑکی بھی اس مال میں جائے گی؟" جانے سے پہلے اس نے تجسس میں اپنے باس سے بات پوچھی

"کون سی لڑکی؟" وہ شاید فراموش کر چکا تھا کہ اس محل کے ایک کمرے میں کتنے گھنٹوں سے ایک لڑکی کو قید کر کے رکھا گیا تھا

"ہنہ۔۔۔۔ ایک کام تو تم لوگ کر نہیں سکتے جانے کس کو اٹھا کر لے آئے ہو یقین جانو اگر تم میرے کام کے آدمی نا ہوتے تو تمہیں ابھی اور اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دینے میں مجھے ایک پل نا لگتا"

تیز دھاری دار خنجر اس کی گردن پر رکھے وہ ہاشم کی آنکھوں میں ناچتی موت کا خوف دیکھ رہا تھا یہی خوف تھا جو وہ اپنے لیے سب کی آنکھوں میں دیکھنا چاہتا تھا

اس کے ذرا سے زور پر جیسے ہی خون کی ننھی بوندیں نمایاں ہوئی وہ جھٹکے سے پیچھا ہوا خنجر پر لگا خون ہاشم کی قمیض سے صاف کرتا وہ اوپر کی منزل کی جانب بڑھا جہاں وہ لڑکی اب بھی اس کی قید میں تھی

"تم بتا کیوں نہیں دیتے مجھے اتنی ہڑبڑی میں یہاں کیوں کھینچ لائے ہو؟" طاہرہ نے پریشانی سے ذاکر سے پوچھا

"شفق تو ٹھیک ہے نا؟" وہ متفکر سی اس کے سنجیدہ چہرے پر نظریں گاڑے بیٹھی تھی اس کے چہرے کے بدلتے رنگ طاہرا کو کسی انہونی کا پتا دے رہے تھے وہ مٹھیاں بھیچنے سختی سے تیز رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا

"آخر مجھے بتا کیوں نہیں رہے؟" اسے گاڑی سے اترتا دیکھ انہوں نے جھنجھلا کر کہا ذاکر ان کی بات نظر انداز کرتا خود ہی ان کا ہاتھ تھام کر اندر لے آیا سامنے کھڑی عروا کو دیکھتے اس نے طاہرہ کو اس کے پاس چھوڑ دیا

"میری بات دھیان سے سنیں

شفق کو کچھ لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں صالح اسے ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے میں وہی جا رہا ہوں آپ کو عروا کے پاس ہی رہنا ہے" بہت مشکل سے لفظ ادا کرتا وہ تیزی سے وہاں سے

نکلا گاڑی میں بیٹھتے جانے کتنے اشک اس کے چہرے پر سچی داڑھی میں جذب ہوئے تھے وہ

اس وقت انتہا کی بے بسی پر تھا اس کی بہن اس وقت جانے کن ہاتھوں میں تھی وہ اس

کے لیے کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا خود صالح نے اسے فون کر کے اطلاع دی تھی

یہ خبر سننے کے بعد سے اس کے پیروں تلے زمین کھسک چکی تھی سٹیئرنگ پر گرفت مضبوط کیے اس نے تھانے کی طرف گاڑی موڑی ایک بات تو طے تھی صالح پر پورا بھروسہ ہونے کے باوجود وہ شفق کے سلسلے میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بالکل نہیں بیٹھ سکتا تھا اس نے کراہ کر آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہیں تھا اس کی آنکھوں پر بندھا کپڑا اس کے اردوں کو ناکام بنا رہا تھا

بازوں سے اٹھتے درد کو محسوس کرتے اس نے ہاتھوں کو حرکت دی جن پر رسی کے نشان بن چکے تھے اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتی وہ ان مضبوط رسیوں کو توڑنا چاہتی تھی جب کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس کر اس کی روح فنا ہوئی

"کون ہے؟" وہ ایک طرف سمٹ کر گھبراتی ہوئی بولی تھی جب کسی کی دبی دبی ہنسی اس کے کانوں نے سنی

"میرے قریب مت آنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا؟" شفق خوف کے زیر اثر تھی "بہت خوب کافی سمجھدار ہو ایسے لوگ مجھے واقعی اٹریکٹ کرتے ہیں" اپنے سامنے پڑی اس خوف سے کیپکپاتی لڑکی کو اس نے دلچسپی سے دیکھا تھا پہلی بار تھا جب کسی لڑکی کی شکل دیکھے بنا وہ امپریس ہوا تھا سامنے موجود لڑکی کا چہرہ پوری طرح چھپا ہوا دیکھتے وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے نزدیک آیا اور ایک جھٹکے سے اس کے چہرے پر لگا کپڑا ہٹا دیا

"دور رہو مجھ سے ورنہ اچھا نہیں ہو گا" اپنے چہرے سے کپڑا ہٹتا محسوس کرتے شفق غصے سے پھسکاری تھی وہ چاہتی تو تھی اس آدمی کا ہاتھ کاٹ ڈالے مگر افسوس اس وقت وہ خود اس کی قید میں تھی

وہ جو کچھ دیر پہلے اپنے آدمیوں کی مرمت کر کے آیا تھا کہ وہ عروا کی جگہ کسی اور لڑکی کو کیوں لے آئے ہیں اب اس لڑکی کو دیکھتا مسکرا اٹھا تھا

یہ لڑکی اس کی امید سے بڑھ کر ثابت ہوئی تھی اسے عروا کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اس کی بہادری بہت بہائی تھی تبھی اس نے اپنے آدمیوں سے اس کی مانگ کی تھی اب آنکھوں کے سامنے موجود چہرہ اسے آس پاس سے بے خبر ہو کر سب کچھ بھلانے کے لیے مجبور کر رہا تھا

"کون ہو تم؟" وہ جھکا تھا شفق کے چہرے کو بغور دیکھ اس کی آنکھوں میں چمک سی اتری تھی یقیناً یہ لڑکی کوئی عام گھرانے کی نہیں تھی

"بولو کون ہو تم؟" اس کی آنکھوں کی پٹی کھول وہ اس کی خوفزدہ آنکھوں کو دیکھ رہا تھا

"ایس۔۔۔ ایس پی صالح ابرار کی بیوی ہوں میں شفق صالح ابرار" اس نقاب میں چھپے چہرے کو اپنے قریب دیکھ شفق نے چونک کر اسے دیکھا

"انٹرسٹنگ غلطی سے ہی سہی مگر کمال کا کام کیا ہے میرے لوگوں نے" وہ آنکھوں میں خباثت لئے اسے دیکھتا اس کے ہاتھ بھی کھول گیا

شفق نے نا سمجھی سے اسے دیکھا یہ آدمی چاہتا کیا تھا

اس کے ناک کے نیچے سے نکلتی وہ دروازے کی جانب بھاگی تھی وہ ناب گھمانے ہی والی تھی جب اس نے اسے اندر کھینچتے دوبارہ نرم بستر پر پھینکا

"یہاں سے باہر جانے کی غلطی مت کرنا زیادہ شور شرابا کیا تو یاد رکھو اپنی آواز کو ترس جاؤ گی "

شفق کو دھمکی دیتا وہ مڑا تھا جب وہ سیدھی ہوتی کھڑی ہوئی

"تم --- تمہاری آواز میں نے سنی ہے " شفق دماغ پر زور دیتی اس کی پشت پر بولی تھی وہ پلٹا تو اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی

"خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ چالاک بھی ہو تم آرام سے یہاں بیٹھ کر سوچو میں کام نپٹا

لوں " اسے سوچتا ہوا چھوڑ وہ کمرہ بند کرتا ہوا وہاں سے نکلا اس وقت اس کا یہاں سے نکلنا

ممکن سی بات تھی وہ کمرے میں اپنی حفاظت کے لیے کچھ تلاش کرتی یہ سوچ رہی تھی اس

نے اس آدمی کی آواز کہاں سنی تھی

"ذرا کسی کو فون لگا کر پتا تو کرو میری بیچی کا کچھ پتا چلا کہ نہیں " خالہ نے دل پر ہاتھ رکھتے

عروا سے کہا جو طاہرہ کے ساتھ گم سم بیٹھی تھی ارسلان نوشین کے ساتھ کھیل رہا تھا

اس نے کال کرنے کی بجائے ارحم کو ٹیکسٹ میج کیا تھا اگر مصروف نا ہوا تو اسے فون

کرے گا پانچ دس منٹ کے وقفے کے بعد اس نے کال کی وہ پش کا بٹن پریس کرتی ایک

جانب چلی گئی

"ہیلو " ارحم کی مدھم آواز گونجی تو اس نے سسکی لی

"عروا کیوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی ازیت دے رہی ہیں آپ؟" ارحم نے بے بسی سے اسے کہا

"مجھے جو ازیت ہو رہی ہے اس کا کیا؟" وہ روتی ہوئی بولی تو ارحم نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا

"آنٹی کیسی ہے؟" اس نے عروا کا دھیان بٹانے کے لیے پوچھا
 "پریشان ہیں سب" وہ سسکی لیتی بولی

"عروا اسٹاپ کرائنگ" ارحم نے سرد آواز میں اسے کہا اس کے رو کر خود کو تکلیف پہنچانے کے عمل سے وہ زچ ہو چکا تھا

"یار مت کرو ان آنکھوں پر رحم کرو" وہ دوپٹے سے آنکھیں رگڑ رہی تھی جب ارحم کی آواز پر اس کے ہاتھ ساکت ہوئے اس نے بے ساختہ موبائل سکرین کو دیکھا

"آپ کو کیسے پتا؟" عروا نے حیرت سے پوچھا

"آکر بتاؤں گا ابھی رکھ رہا ہوں میں اپنا خیال رکھیے گا" ارحم نے کال کاٹی تو وہ خدا سے شفق کی سلامتی کی دعا کرتی کمرے سے باہر نکلی

صالح کے علاوہ اس وقت ارحم اور ڈی آئی جی بھی اس کے آفس میں موجود تھے وہ کچھ دیر پہلے ہی ڈی ایس پی سے مل کر آیا تھا جو خبر اسے ملی تھی اسے ہر صورت آپریشن کے لیے نکلنا تھا

وہ اپنے دشمنوں کی ہر چال ناکام کرنے کی ٹھان چکا تھا شفق سے اس کی دوری بس کچھ ہی وقت کی تھی

اسے اپنے خدا پر پورا بھروسہ تھا وہ اس کی امانت اس کی زندگی اس کی شفق کی حفاظت کرے گا

ذاکر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ اس کے برابر آکھڑا ہوا دونوں ہی ایک کشتی کے مسافر تھے اس کی آنکھوں میں اترا پانی دیکھ صالح نے اسے سینے سے لگایا کچھ پل اس کے دل کا غبار ہلکا کرنے کے بعد وہ اس سے الگ ہوا اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک ہمت ہار کر بیٹھ جاتا مگر وہ ایس پی صالح ابرار تھا ہمت ہارنا اس کے خون میں ہی نہیں تھا

اسے لڑنا تھا اور ہر حال میں اس آزمائش کو شکست دے کر اس سے جیتنا تھا اس بار صرف اس کا فرض ہی نہیں تھا جو اسے نبھانا تھا بلکہ داؤ پر اس کی شریک حیات تھی

"اپنا خیال رکھنا" انہیں آپریشن کے لیے نکلتا دیکھ ذاکر نے اسے آواز لگائی وہ مڑے بنا سر ہلاتا وہاں سے نکلا اس کی آنکھوں میں ایک عزم تھا یا تو خود مرنے کا یا اپنے دشمنوں کو چاروں خانے چت کرنے کا

"سر ہم اس طرف کیوں آئے ہیں خبر کے مطابق تو ان لڑکیوں کو کنڈینرز میں بھر کر لے جایا جا رہا ہے" عبداللہ نے صالح کو دیکھتے سوال کیا جو رات کی تاریکی میں ان دونوں کے ہمراہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا دور سے ہی سامنے موجود چھوٹے سے گھر پر نظر رکھے ہوا تھا

"وہ خبر صرف ہمیں گمراہ کرنے کے لیے دی گئی ہے وہ ڈیلیوری آج نہیں ہے یہاں اس گھر میں اسلحہ اور منشیات چھپا کر رکھا گیا ہے جو وقفے وقفے سے یہاں سے نکال کر زیر استعمال لایا جاتا ہے ایسے ہی اور بھی چھوٹے بڑے اڈے ہیں آج کی رات ختم ہونے سے پہلے ہمیں یہ سارے اڈے ختم کرنے ہیں ایسے کے ایک بھی چیز باقی نا رہے پھر دیکھتے ہیں چوہا کتنی دیر اپنی بل میں رہتا ہے" دونوں کو تھمبزاپ کا اشارہ کرتا وہ وہاں سے نکلا چہرے پر نقاب، اپنے آپ کو مکمل کور کیے وہ جانے کے لیے بالکل تیار تھا

جیسے ہی وہ اس گھر کے اندر کودا عبداللہ اور ارحم نے اپنی پوزیشنز سنبھال لی اگر کوئی حرکت ہوتی تو ایک منٹ برباد کے بغیر انہیں شوٹ کرنے کا آرڈر دیا گیا تھا

کچھ پل کی دیری کے بعد وہ وہاں سے باہر نکلتا واپس گاڑی میں آ بیٹھا جب ارحم گاڑی بہگاتا کچھ آگے تک لے گیا تبھی ایک زور دار دھماکا ہوا اور آگ کی لپٹیں آسمان تک بلند ہوئی

ارحم اور عبداللہ نے بیک وقت اسے دیکھا جو ان دونوں کے پریشان چہرے دیکھتا سمجھ گیا تھا

"ان کے ہتھیار انہی پر استعمال کیے ہیں بس" اپنی گن میں موجود پوری گولیاں دیکھ کر اس نے گن ہولڈر میں رکھی تو وہ دونوں کچھ مطمئن ہوئے تھے

یکے بعد دیگرے اڈوں پر پہنچ کر ان تینوں نے دشمن کے اسلحے کی مدد سے ان ہی کی تباہی لکھ دی جن جگہوں کو ان لوگوں نے غیر قانونی ہتھیاروں اور منشیات سے بھر رکھا تھا وہاں سے ان سب کا نام و نشان تک مٹ گیا تھا

وہ یوں ہی سرکوں پر مارا مارا پھر رہا تھا شفق کا اب تک کچھ بھی پتا نہیں چل پایا تھا اپنی اس قدر بکھری ہوئی حالت کے تحت وہ طاہرہ کے سامنے جانے سے کترا رہا تھا اس کی آنکھوں میں اترتی نمی اور سرخ ڈورے ایک الگ منظر پیش کر رہے تھے اس وقت وہ گاڑی میں بیٹھا باہر بھاگتے دوڑتے لوگوں کو دیکھتا اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی کوشش میں تھا جب نظر بھٹکتی ہوئی ایک شناسا چہرے پر جا کی

ایک لڑکی پوری طرح کالی چادر میں چھپی پیدل چلتی ہوئی جا رہی تھی شاید وہ اسے نا پہچانتا مگر اس کے ساتھ موجود خاتون کو دیکھ اس کا شک یقین میں بدل گیا اس خاتون کو وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا جب خنساء کو گھر پر چھوڑنے کے ارادے سے نکلا تھا

بے اختیار انگریزیشن میں چابی گھما کر اس نے انجن سٹارٹ کیا اور ان کے قریب پہنچا وہ دونوں اپنے پاس روکتی گاڑی دیکھ ایک پل کو کی پردے سے جھانکتی شہد رنگ آنکھوں میں شناسائی کی رمق ابھر کر پھر معدوم ہوئی تھی اسے یوں انجان بنتے دیکھ اس کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا

"آئیں میں آپ لوگوں کو گھر چھوڑ دوں" فائزہ (خنساء کی ماں) کے سامنے سر جھکا کر پیار لیتے وہ انہیں پیشکش کر رہا تھا اس سب میں اس نے ایک خفا نظر ساتھ کھڑی اس لڑکی پر ڈالی تھی پھر جلد خود کو سنبھال بھی گیا

"ارے نہیں بیٹا تکلیف کی ضرورت نہیں ہم خود چلیں جائیں گے ویسے بھی گھر پاس ہی ہے
" انہوں نے بہت پیار سے اس کی پیشکش رد کر دی

"تکلیف کیسی آئی میں اسی طرف جا رہا ہوں چلیں آجائیں" سہولت سے بہانہ بناتے اس نے
پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا
اس بار وہ انکار کرنے کی بجائے آخر بیٹھ ہی گئی

خنساء کے بیٹھنے کے بعد وہ آرام سے دروازہ بند کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا کچھ دیر کی
مسافت کے بعد انہیں ان کی منزل پر چھوڑنے کے بعد وہ واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس
بار انہوں نے اسے روک لیا خنساء پہلے ہی گھر کے اندر جا چکی تھی فائزہ بار بار اسے چائے پینے
کے لیے زور دے رہی تھی اس وقت حلق سے کچھ اترا مشکل ہی تھا مگر ان کے خلوص کو
دیکھتے اس نے حامی بھری

جیسے ہی وہ ان کے ہمراہ اندر داخل ہوا سامنے وہ دوپٹہ کندھوں پر پھیلائے منہ سے پانی پونچھ
رہی تھی اسے یوں بغیر نقاب کے دیکھ ایک پل کو اس کی آنکھیں ٹھٹھکی پھر نظریں جھکاتے
اس نے گلا کھنکھار کر جیسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا

اپنے پیچھے سے آتی مردانا آواز پر خنساء نے پلٹ کر دیکھا یوں اچانک افتاد پر اس کے ہاتھ سے
دوپٹے کا پلو پھسلا اس کی جھکی نظریں دیکھ وہ خجل ہوتی چارپائی پر پڑی اپنی چادر اٹھا کے
کمرے میں بھاگی تھی

وہ چائے کا کپ ہاتھوں میں تھامے زیر مار کر رہا تھا جب فائزہ بیگم (خنساء کی ماں) خود بھی آکر اس کے پاس آن بیٹھی اور سوال جواب کرنے لگی وہ ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیتا رہا پھر اچانک انہوں نے خنساء کی منگنی کس تذکرہ چھیڑ دیا اب ذکر نے بے چینی سے پہلو بدلا

وہ ان سے اجازت لینا چاہتا تھا جب فائزہ بیگم وہاں سے اٹھ کر اندر کو بھاگی تھی تھوڑی دیر بعد ان کی واپسی ہوئی تو ہاتھوں میں ایک تصویر بھی تھی جسے وہ اس کے سامنے رکھ چکی تھی اس نے بے یقینی سے نظریں اٹھائیں

"یہی ہے خنساء کا ہونے والا شوہر" انہوں نے ہنستے ہوئے اسے بتایا تو ذکر چائے کا کپ واپس رکھتا کھڑا ہوا

"کیا میں یہ تصویر لے سکتا ہوں" اس نے کچھ ہچکچا کر اپنی بات کہی جب فائزہ نے بھی حیرت سے اسے دیکھا آخر اسے کیا کام ان کے داماد کی تصویر سے پھر اثبات میں سر ہلا ہی دیا اس نے کھڑے کھڑے اپنے موبائل پر تصویر بنا کر کچھ ٹائپ کر کیا پھر دوسرے نمبر پر سینڈ کر دیا جیسے ہی ٹک کے دونوں نشانوں نے اپنا رنگ بدلا وہ ان سے اجازت لے کر وہاں سے نکلا پیچھے کسی کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا

"آخر ایسا ہوا کیسے وہ ایس پی سارے اڈوں پر اتنی آسانی سے کیسے پہنچ گیا؟" ہاشم کی گردن ہاتھ میں لیے وہ غصے سے دھاڑا تھا

جو خود بھی اس بات سے اتنا ہی انجان جتنا کہ وہ اس نے بہت ہوشیاری سے غلط خبر پھیلا کر ایس پی کو چکما دیا تھا پھر پتا نہیں کیسے وہ ان کے اڈوں تک پہنچ کر انہیں راکھ بنا چکا تھا "یا تو تم لوگ کسی کام کے نہیں ہو یا اس کے آدمی زیادہ ہوشیار ہیں" ایک جھٹکے سے اس کا گلا آزاد کرتے وہ ہاشم کو زمین پر پھینک چکا تھا

اپنا کروڑوں کا نقصان ہوتے دیکھ وہ آگ بگولا ہو چکا تھا ہاشم پر تانی گن ہٹا کر اس نے اسے زمین سے اٹھا کے اپنے برابر کھڑا کیا

"مجھے اس ایس پی کی لاش دیکھنی ہے یہ آخری موقع ہے تمہارے پاس خود کو ثابت کرنے کے لیے" اس کے ایک اشارے پر ہاشم اپنی جان بچاتا وہاں سے نکلا جب اس نے دوسرا آدمی اس کے پیچھے بھیج دیا

خود نائٹ ڈریس کی ڈوریاں کستا وہ اسی جانب آیا تھا جہاں کچھ وقت پہلے وہ کسی کو جاتا ہوا محسوس کر چکا تھا

موقع پاتے وہ نظر بچا کر اس قید سے باہر نکلی عجیب حیرت کی بات تھی کہ وہاں اس کی نگرانی تک کرنے کو کسی نہیں رکھا گیا تھا یا تو وہ آدمی بہت چالاک تھا یا بہت بڑا بے بیوقوف کسی بھی حال میں اسے یہاں سے باہر نکلنے کے لیے راستہ تلاش کرنا تھا جو اس وقت بہت کٹھن کام ہوتا نظر آ رہا تھا کمرے کے ساتھ جڑا ایک اور کمرہ جانے کتنی راہداریاں وہاں سے گزر کر جاتی تھی اس بھول بہلیا میں ہوا الجھتی ہوئی وہ جیسے ہی باہر نکلی سامنے ایک آدمی سر

جھکائے کھڑا اس آدمی کا چیخنا چلانا برداشت کر رہا تھا ساری کرواتا اپنی آنکھوں سے دیکھ وہ ان کی باتوں کو سمجھنے کی جدوجہد کر رہی تھی جب اس کے ہاتھ میں موجود گن دیکھ اس کے ہوش اڑ گئے ان پر لعنت بھیجتی وہ بچتے بچاتے دوسری طرف مڑ گئی اسے امید تھی شاید اس طرف کوئی دروازہ مل جائے اور وہ خود کو آزاد کروا کر صالح کو اپنے ٹھیک ہونے کی اطلاع کر سکے ایک بڑے سے دروازے کے پار سے آتی کچھ آوازوں پر کان دھرتے اس نے سننے کی کوشش کی شاید اندر کوئی درد میں تھا وہ کسی کے کراہنے کی آوازیں تھی بہت غور کرنے پر اسے پتا چلا کہ اندر سے آتی آوازیں کسی ایک انسان کی قطعی نہیں تھی اسی کشمکش میں مبتلا ہوتے وہ اپنے لب دانتوں تلے دبائی انگلیاں چٹا رہی تھی

جب پیچھے سے اس کی گردن پر کسی نے گرفت مضبوط کی وہ حواس باختہ ہو کر پیچھے ہٹنے کو تھی مگر افسوس موقع ہی نہیں دیا گیا

"بھاگنے کا بہت شوق ہے تمہیں" اس کی گردن دبوچے وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا شفق ایک ہاتھ سے اپنی گردن پر موجود اس کا ہاتھ پرے کرتی خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اسے اندازہ نہیں تھا اتنی جلدی وہ کسی کی نظروں میں آ جائے گی

"وہاں تمہارا شوہر وہ ایس پی پاگل کتے کی طرح مجھے ڈھونڈ رہا ہے یہاں تم مجھے غصہ دلا رہی ہو" اس کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے شفق کو اندر دھکا دے دیا جہاں کچھ دیر پہلے کھڑی وہ اندر کا منظر جاننے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی

زمین پر گرتے ایک تیز بد بو کا مہجھوکا اس کے نتھنوں سے ٹکرایا گلے پل اس نے دوپٹہ منہ پر رکھ کر خود کو بے ہوش ہونے سے روکا

وہاں جانے کیا ہوتا رہا تھا الگ الگ سائز کی ہڈیاں بکھری پڑی تھی کچے گوشت کے ساتھ بہت سا خون بھی تھا جیسے کسی جانور کی قربانی کے کے کھلا چھوڑ دیا گیا ہو اسی خون میں لتھڑی ایک عورت بری طرح کراہ رہی تھی شفق کی آنکھوں میں وحشت ناچانے لگی اس نے بے اختیار اپنے قدم پیچھے لئے جب اس نے پکڑ کر اسے دوبارہ اندر دھکیلا

"مجھے نہیں رہنا یہاں نکالو مجھے یہاں سے" بند دروازہ پیٹتی وہ پاگلوں کی مانند چلا رہی تھی مگر آج سے پہلے کون سا یہاں کسی معصوم کی آہ زاری سنی گئی تھی جو اس کی آواز سنی جاتی وہ اسے اس کی غلطی کی سزا دے کر جا چکا تھا شفق کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی

"ساری تیاری ہو گئی ہے؟" صالح نے استفہامیہ نظروں سے ارحم کو دیکھا جو ابھی اس کے پاس پہنچا تھا

"یس سر سب ہو گیا ہے آپ کے کہے مطابق اب بس ہمیں اس جگہ پہنچ کر مچھلی کا انتظار کرنا ہے جو خود چل کر جال میں آئے گی" آج وہ لوگ اپنے مقصد سے بس ایک قدم کی دوری پر تھے ارحم نے ایک جذبے سے صالح کو دیکھا جو سنجیدہ نظر اس پر ڈال کر آگے بڑھ گیا اس کا ہر پل کانٹوں سے لیس تھا ایک پل کے لیے بھی وہ چین سے بیٹھا نہیں تھا نا کسی اور کو

بیٹھنے دیا تھا وہ جلد از جلد شفق تک پہنچنا چاہتا تھا پھر چاہے اس کے لیے اسے دن رات ایک کیوں نا کرنا پڑے

ایک طویل مہینگ کے بعد صالح نے ایک لائے عمل تیار کیا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ اس میں کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں

وہ سب اس وقت سول ڈیس میں موجود پورے علاقے میں پھیل چکے تھے دشمن پر حملہ کرنے کے لیے سب گھات لگائے موقع کی تلاش میں تھے جیسے کسی کو موقع ملتا وہ اس شہر میں پناہ لے کر چھپے ہوئے سب سے بڑے دشمن کو سفاہستی سے مٹا دیتے اس سب میں صالح کی نظروں چاروں طرف حرکت کر رہی تھی وہاں ہوتی چھوٹی سے چھوٹی حرکت پر مکمل نظر رکھے ہوئے تھا اس بار کوئی بھی غلطی کرنا موت کر برابر تھا اور اسے ہر حال میں اپنی بیوی کو ان بھیڑوں کے چنگل سے نکال کر انہیں ان کے کیے کی سزا دینی تھی

اس کے ہاتھ اس وقت نیچے دبے ہوئے شخص کی گردن پر تھے جس کے ہاتھ پیر باندھ کر وہ لوگ اسے اپنے ساتھ لائے تھے اس کا منہ باندھ کر پوری طرح ایک کپڑے کی بوری میں بند کیا گیا تھا ہاشم جو اس کام کا پورا کھلاڑی تھا آج ایس پی صالح کے عتاب کا نشانہ بنا پڑا تھا خنساء کے گھر اس کی تصویر دیکھ کر ڈاکر کچھ چونک سا گیا تھا اس سے پہلے بھی یہ تصویر وہ تھانے میں دیکھ چکا تھا اس لیے اس نے فائزہ سے اجازت لیتے پہلی فرصت میں وہ تصویر صالح کو سینڈ کی تھی جسے دیکھ کر اس نے پلان بنایا

اس سب میں صالح نے فائزہ کی مدد لیتے ہاشم کو کال کروائی اور انہیں ہاشم کو جھوٹی کہانی بنا کر بلانے کا کہا نتیجہ وہی نکلا جو وہ چاہتے تھے خنساء کی آڑ میں وہ اپنی بل سے باہر نکلتا دوڑتا چلا آیا جہاں صالح اور ارحم پوری تیاری کے ساتھ اس کے منتظر تھے اب وہ یہاں ان کے شکنجے میں ان کے ساتھ موجود تھا

"کوئی بھی خود سے نکل کر ان کے سامنے نہیں آئے گا میں جا کر چیک کرتا ہوں کتنے آدمی ہیں باقی سب دو دو کر کے اندر گھسیں گے"

کان میں لگے ایئر پیس کی مدد سے باقی سب کو ہدایات دیتے اس نے سامنے بڑی سی عمارت کو دیکھا جس کے باہر ہر سمت ہاتھوں میں ہتھیار لیے کالی وردی میں لوگ موجود تھے ارحم کو اشارہ کرتے اس نے گن میں موجود بلٹس چیک کی پھر اس پر سائنسر لگا کر وہ دونوں آگے بڑھے

صالح نے حرکت میں آتے ان میں سے ایک کو علیحدہ پا کر تیزی سے اس کی گردن موڑی پھر اسے وہی ڈھیر کر کے وہ مردہ وجود کو

پھلانگتا ہوا آگے نکل گیا جب ارحم نے ایک آدمی کی گردن دبوچے اسے سر ہلا کر اشارہ کیا مطلب راستہ صاف تھا اس کے ساتھی باقی لوگوں کا کام تمام کر چکے تھے سختی سے دیوار پر گرفت مضبوط کرتے وہ جیسے اندر کودا اس کے تھوڑے وقفے بعد ارحم نے بھی اسے جوائن کیا

ایک دوسرے کو اشارہ کرتے دونوں نے گز ہاتھ میں لیے ایک ساتھ اندر کی طرف قدم بڑھاتے بغیر آواز کے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے اس وقت ان کی ذرا سی بھول سے کئی جانیں جا سکتی تھی اور انہیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا

بڑے سے حال کے دائیں بائیں دو راہداریاں تھی یہاں کا راستہ صاف دیکھ صالح ارحم کے ساتھ دائیں اور بڑھا دوسرے حصے کی نسبت اس طرف گھپ اندھیرا تھا

جانے کتنے بند کمروں کا دروازہ توڑ وہ اندر گھس چکے تھے مگر وہاں کوئی ہوتا تو دکھائی بھی دیتا "سر کہیں انہیں پتا تو نہیں چل گیا ہمارے آنے کا؟" ارحم نے اپنا شک ظاہر کرتے صالح

سے پوچھا

"نہیں لگتا تو نہیں ہے ورنہ اتنے سارے لوگ باہر اور اندر پہرانا دے رہے ہوتے ہو سکتا ہے

کوئی خفیہ تہ خانہ ہو مگر دھیان سے کوئی جال بھی ہو سکتا ہے" وہ اسے وارن کرتا اس

اندھیرے سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

"سر!" ارحم کی پکار پر صالح نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

ایک لوہے کا دروازہ تھا جو شاید اس کے کسی چیز کو ہاتھ لگانے سے دیوار کے پیچھے سے نمودار

ہوا تھا

"دھیان سے" ارحم کو دیکھتے صالح نے اپنی پوزیشن لی اس کے ساتھ اس کے مزید کچھ سپاہی بھی اسی وقت وہاں پہنچے تھے سب کو محتاط رہنے کا کہہ کر اس نے جیب میں موجود لائٹرنکال کر اس دروازے کا ایک سرا گرم کیا پھر اسے پورا زور لگا کر کٹر سے کاٹ دیا

وہاں چھوٹا سا سوراخ بنا کر اس نے اندر جھانکا کچھ پل بعد منظر صاف ہوا تھا تو پیچھے ہٹ گیا اندر جانے کتنی لڑکیوں کو بند کر کے رکھا جا چکا تھا

اس وقت انہیں یہاں سے نکالنا ان کی جان داؤ پر لگانے کے مترادف تھا وہ اپنے آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر دوسری طرف مڑا

"فکر مت کریں بھابی مل جائیں گی" صالح کو پریشان کھڑا دیکھ ارحم نے اسے تسلی دی

"ان شاء اللہ" وہ خدا کو یاد کرتا ہر جگہ کی اچھی طرح تلاشی لے رہا تھا جب ایک راہ داری میں موجود دروازے سے ہلکی ہلکی کراہنے کی آوازیں سنتے اس کے قدم جکڑ گئے

آنکھوں میں شفق کے نام کی نمی آتے دل کی دھڑکن تیز ہوئی

وہ شدت سے اس دروازے کو توڑ اندر گھسا کچھ فاصلے پر ایک لڑکی بہت بری حالت میں بے سدھ پڑی تھی

اپنے جذبات دبا کر وہ لڑکی کی طرف بڑھا اس کی نبض چیک کرتے اسے اندازہ ہوا اسے مرے کافی دیر ہو چکی تھی اس لڑکی کا جسم برف کی مانند ٹھنڈا پڑ چکا تھا وہاں کا ماحول دیکھ ایک پل

کے لیے ارحم نے بھی جھر جھری لی تھی صالح نے بے ساختہ فلیش بیک میں جاتے اس لڑکی کا چہرہ یاد کیا جو خون کو دیکھ کر کس قدر بد حال ہو گئی تھی

یہاں چوبیس گھنٹے جانے اس نے یہ سب کیسے برداشت کیا ہو گا

اس کمرے سے باہر نکلتے اس کی نظر کونے میں پڑے ایک دوپٹے پر گئی

اس دوپٹے کو سینے سے لگاتے اس نے اپنی آنکھ کا ایک کونہ صاف کیا اس کی ہر شے میں رچی خوشبو پہچانتا تھا آج اس کی باپردہ بیوی کو بے حجاب کیا گیا تھا یہ بات اس کے زخمی دل کو چھلنی کر رہی تھی وہ ضبط کھو رہا تھا اس وقت درد کی انتہا پر ہونا کسے کہتے ہیں کوئی ایس پی

صالح ابرار سے پوچھتا

"سر یہاں نہیں ہے وہ فرار ہو چکا ہے اور۔۔۔۔۔۔" اچھی طرح چھان بین کرنے کے بعد وہ

سب ایک ہی جگہ جمع تھے

"ہمنہ۔۔۔ ان عورتوں اور بچوں کو باحفاظت یہاں سے نکال کر ڈی ایس پی کو اور ڈی آئی جی

صاحب کو خبر کر دو" ارحم کو آرڈر دیتے وہ وہاں رکا نہیں تھا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر

چلا گیا شفق کا دوپٹہ اب تک اس کے ایک ہاتھ سے لپٹا ہوا تھا

"شفق ٹھیک تو ہے نا؟" صالح نے گھر کی چوکھٹ پر قدم رکھا تھا جب نوشین بھاگتی ہوئی اس

کے پاس پہنچی صرف وہی نہیں طاہرہ، خالہ اور عروا سبھی کے چہروں پر یہی سوال نقش تھے اور

اس وقت اس کے پاس کسی سوال کا جواب نہیں تھا

"تم سے کچھ پوچھا ہے شفق کہاں ہے؟" صالح کو یوں خاموشی سے جاتا دیکھ ڈاکر نے اسے کہنی سے پکڑتے اپنے سامنے کھڑا کیا

"مجھے نہیں پتا" وہ ٹوٹے لہجے میں نظریں چرا کر رہ گیا اس وقت اپنے بے جان جسم کو گھسیٹ کر وہ خود کسی کونے میں چھپ کر اپنے دل کا درد کم کرنا چاہتا تھا
خود کو کسی مجرم کی طرح ان سب کی آنکھوں سے دور رکھنا چاہتا تھا کتنی امید تھی ان سب کی آنکھوں میں وہ ان کی امید کے جلتے دیئے بجھا کر ان کا بھروسہ توڑنا نہیں چاہتا تھا
"مطلب کیا ہے اس بات کا تمہیں نہیں پتا تم گئے تھے نا اسے لینے" اپنی بہن کا معصوم سا چہرہ یاد آتے ڈاکر آپے سے باہر ہوا تھا

"وہاں نہیں تھے وہ لوگ ہم نے ہر جگہ ڈھونڈا شاید انہیں پہلے سے پتا چل گیا تھا" اندر داخل ہوتے ارحم نے صالح پر اٹھتے سوالوں کا جواب دیا

"تم یہ کہنا چاہتے ہو تمہاری پولیس فورس صرف ایک آدمی کو پکڑنے میں نا کام ہو گئی ہے"
ڈاکر غصے سے چلایا تھا جب طاہرہ آنکھیں میچے چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رو دی تھی
"وہ مل جائے گی" اس کی حالت سمجھتے ہوئے صالح نے اسے دلاسا دینے کو اپنا ہاتھ بڑھایا
جب ڈاکر دو قدم پیچھے ہوا

"کب جب وہ لوگ اسے جان سے مار کر کسی سڑک پر پھینک جائے گے" صالح کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی آنکھوں میں نئی اتری تھی

دونوں ایک بار پھر سے آمنے سامنے کھڑے تھے پھر سے وجہ وہی لڑکی تھی
 "ایسا کچھ نہیں ہو گا یہاں دیکھو ہم اسے صحیح سلامت واپس لے کر آئیں گے" اس کی گدی
 سے پکڑتے صالح نے اسے اپنے قریب کیا

"اسے واپس لے کر آؤ جانتے ہو نا وہ اندھیرے سے کتنا ڈرتی ہے مجھے میری بہن واپس چاہیے
 صالح کسی بھی حال میں "صالح کو گلے لگاتے وہ روتا ہوا اسے بول رہا تھا اس بار آنسو تو ایس پی
 صالح ابرار کی آنکھوں سے بھی نکلے تھے جس کا گواہ وہاں کھڑا ہر انسان تھا
 خوشیوں سے چمکتے گھر میں ہر طرف غم کا سایہ بکھرا تھا جانے اب کون سا نیا طوفان آنا باقی تھا
 "ہاتھ آگے کریں اپنا" عروا نے ارحم کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی بات سن کر سیدھا ہو بیٹھا
 "آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" اترا ہوا چہرہ جھکے ہوئے کندھے باقی سب سے اس کی تکلیف بھی کچھ
 جدا نہیں تھی

"آپ کو دیکھ لیا تو ٹھیک ہو جاؤں گا" ارحم نے خود کے لیے اس کی پریشانی محسوس کرتے
 ہلکی مسکان چہرے پر بکھیری

"پلیز مجھے بہلانے کے لیے یہ سب بولنا ضروری نہیں ہے میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں جسے
 خوش کرنے کی خاطر آپ کو باتیں بنانی پڑیں" وہ اس کی زبردستی کی مسکان دیکھ خفگی سے
 بولی تھی

"جانتا ہوں" ارحم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پل کو آنکھیں بند کی

"کھانا لاؤں آپ کے لیے" جانتی تھی جواب باقی سب کی طرح انکار ہی ہو گا پھر بھی پوچھ بیٹھی
 "نہیں بھوک نہیں ہے" وہ سرعت سے انکار کرتا سوئے ہوئے ارسلان پر جھکا اسے جانجا پیار
 دیتے وہ سیدھا ہوا ایک نظر عروا کو دیکھ اس نے ہاتھ پر بندھی پٹی دیکھی

پھر کچھ کہے بغیر اس کے کمرے سے باہر نکلا تھا کوئی اور وقت ہوتا تو یقیناً وہ اس سے اپنے
 پیار کا اظہار کر اس کے گالوں پر اپنے نام کی سرخی بکھیرتا جا چکا تھا اس وقت اسے جلد از جلد
 صالح کے ساتھ مل کر شفق کو ڈھونڈنے کے لیے نکلنا تھا
 وہ سب کے لیے چائے بنا رہی تھی جب اسے ہسپتال سے ایمر جنسی کال آئی۔۔

وہ انکار کرنا چاہتی تھی مگر بات اسی کی مریضہ کی تھی جس مریضہ کا علاج وہ کر رہی تھی اچانک
 سے اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی عروا کو کسی بھی حال میں ہسپتال جانا تھا
 وہ انگلیاں مروٹی اسی کشمکش میں تھی جب طاہرہ نے آکر جلدی سے چولہا بند کرتے دودھ کو
 گرنے سے بچایا

"عروا بیٹا کیا بات ہے؟" انہوں نے آہستہ سے اسے ہلا کر ہوش دلایا
 "کچھ نہیں آپ کو کچھ چاہیے" وہ نفی میں گردن ہلاتی ان سے پوچھنے لگی کچھ دیر پہلے تک
 طاہرہ کے سر میں شدید درد تھا عروا نے انہیں دوائی دے کر زبردستی کمرے میں کچھ دیر لٹا دیا
 تھا

"میں ٹھیک ہوں تم کس پریشانی میں کھڑی تھی" اس کے چہرے پر پریشانی کے عنصر دیکھ انہوں نے وجہ دریافت کرنی چاہی

"ہسپتال سے کال آئی تھی وہ لوگ مجھے آنے کا کہہ رہے ہیں میرا جانا بھی ضروری ہے مگر اس وقت -----" اپنی الجھن ان پر آشکار کرتے وہ خاموش سی ہوئی

"کوئی بات نہیں ذاکر کو کہہ دیتی ہوں وہ تمہیں چھوڑ آئے گا ارسلان کو میرے پاس چھوڑ دو" دو منٹ میں مشکل کا حل نکالتے وہ اسے کہہ رہی تھی

"وہ آپ کو تنگ کرے گا آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے" عروا کو بہت عجیب لگ رہا تھا اس طرح ان کو پریشان کرنا

"تم کون سا وہاں ڈیرہ جمانے بیٹھ جاؤ گی جاؤ شاباش جلدی سے کپڑے بدل لو جیسے کام ختم ہو واپس آ جانا" اس کے ہاتھ سے کپ لے کر انہوں نے عروا کو کچن سے باہر بھیج دیا خود

ذاکر کو فون کرنے کی نیت سے اپنا موبائل لینے کمرے کی جانب چلی گئی

وہ اس وقت تھانے کی طرف جا رہا تھا جب اس کے موبائل پر بیپ ہوئی

گاڑی ایک طرف روک کر اس نے الجھن سے موبائل دیکھا کوئی انجانا نمبر تھا آج کل ویسے ہی وہ انتظار میں رہتا تھا شاید کہیں سے اسے کوئی خبر مل جائے کسی طرف سے کوئی خبر نالینے پر وہ جھنجھلایا ہوا تھا ہر چھوٹی چھوٹی بات پر وہ ایک دن میں سب کو جھاڑ چکا تھا جو بات اس کے

لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی اس پر بھی وہ اپنے اسٹاف کو جھڑک دیتا تھا

موبائل سکرین کو ٹچ کرتے اس نے مسیج اوپن کیا وہ کوئی وڈیو تھی جو اسے بھیجی گئی تھی نیٹ ورک سپیڈ سلو ہونے کی وجہ سے کچھ پل لگے اسے وڈیو ڈاؤنلوڈ کرنے میں جیسے وڈیو اوپن ہوئی سامنے کسی بند اندھیر کمرے کا منظر تھا کچھ بھی ٹھیک طرح سے دکھائی نہیں دے رہا تھا اچانک سے مدہم روشنی آن ہوئی زمین پر پڑا وجود اسے پتھر بنانے کے لیے کافی تھا

وہ شفق ہی تھی جسے رسیوں سے جکڑ کر رکھا گیا تھا اس کے لمبے بال بکھرے ہوئے تھے ایک ہونٹ پھٹا ہوا تھا کلائیوں سے خون رس رہا تھا آنکھیں سو جھی ہوئی تھی جن سے اب بھی آنسو بہتے زمین پر گر رہے تھے

اس حالت چیخ چیخ کر بیاں کر رہی تھی کسی نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا صالح کی دونوں آنکھوں سے پانی بہتا سکرین پر نظر آتی شفق پر گرا تھا وہ انگوٹھے سے سکرین پر نظر آتے اس کے زخموں پر مرہم لگانے کی کوشش کر رہا تھا مگر افسوس وہ اس سے بہت دور کر دی گئی تھی اس کے درد کو محسوس کرنے کے باوجود وہ چاہ کر بھی ان زخموں پر مرہم نہیں رکھ سکتا تھا یہ وڈیو بھی اسے اس کی شکست دکھانے کے لیے بھیجی گئی تھی اس کی ناکامی کا مذاق بنانے کے لیے اس کی بیوی کو تکلیف دی جا رہی تھی یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا

سارا کام ختم کرتے وہ گھڑی پر وقت دیکھتی عجلت میں وہاں سے باہر نکلی تھی پہلا خیال اسے کسی کو فون کرنے کا ہی آیا تھا آتے ہوئے اسے ڈاکر خود چھوڑ کر گیا تھا اسے گھر جانے سے پہلے فلیٹ سے اپنا کچھ سامان بھی لینا تھا

گھر کے حالات جانتے بوجھتے اس وقت ڈاکر کو پریشان کرنا اسے کسی صورت مناسب نہیں لگ رہا تھا ان سب کی حالت اس آئی آنکھوں کے سامنے تھی کوئی ایک پل کے لیے بھی کسی نے چین کی نیند نہیں لی تھی

وہ پرس ہاتھوں میں لیتی وہاں سے باہر نکلی سامنے کسی نے اس کا راستہ روکا "آؤ میں تمہیں چھوڑ دوں" وہ سارا تھی جو اس کے ساتھ ہی ہسپتال میں کام کرتی تھی ان دونوں کی کافی اچھی جان پہچان تھی عروا نے سر ہلا کر پسینہ سٹ سنبھال کر اسے راستہ بتایا کچھ پل کی مسافت کے بعد سارا نے اسے فلیٹ پر چھوڑ بھی دیا "تم کہو تو میں رک جاتی ہوں واپسی پر تمہیں چھوڑ دوں گی" اسے جاتا ہوا دیکھ سارا نے اس سے پوچھا

"نہیں میں گھر سے کسی کو کال کر لوں گی شکریہ" نفی میں اس نے ہلا کر اس کے موڑ کاٹتے اندر کی جانب بڑھ گئی اس بلڈنگ کا چوکیدار شاید تبدیل چکا تھا وہ اس کے پوچھنے پر اسے اطلاع دیتی آگے بڑھ گئی

دروازہ انلاک کرتے وہ اندر داخل ہوئی یاد سے دروازہ اندر سے بند کرتی وہ جلدی جلدی سامان سمیٹنے لگی جس کی اسے ضرورت تھی ایک پورا بیگ تیار کرتے اس نے اسے کمرے سے باہر لا کر رکھا

خود کو ان ایزی سا محسوس کرتی وہ واشروم میں گسی تھی اچھی طرح ہاتھ منہ دھو کر کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا ایک بار پھر سے اس کی نظر بند دروازے پر جا کی کافی دنوں سے ڈاکٹر طلحہ بھی ہسپتال سے غائب تھے اسے یہ بات آج ہی معلوم پڑی تھی عجیب بات یہ تھی آج اس کمرے سے ہلکی ہلکی روشنی باہر کی جانب آرہی تھی ورنہ تو اس نے ہمیشہ سے ہی یہاں اندھیرا دیکھا تھا

تجس میں آتے اس نے کان لگا کر اندر سننے کی کوشش کی شاید کوئی اندر موجود ہو حیرت کی بات یہ تھی اس وقت اس کمرے میں کوئی تھا بھی تو اندر کیسے داخل ہوا جب وہ آئی تھی تو سارے دروازے بند تھے ہر چیز اپنی جگہ پر تھی

دماغ میں اٹھتی سوچوں کے مد نظر اس نے ناب گھما کر ہلکے سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی شاید وہ اندر سے لاگ تھا

وہ وہاں سے واپس بھی چلی جاتی اگر نیچے فرش پر گرمی خون کی ننھی بوند پر اس کی نظریں نا پڑتی بالوں سے پن نکال کر اس نے پورا دھیان لگا کر لاگ کھولنے کی کوشش کی جو کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا

وہ کوفت سے پن کو دیکھتی ایک آخری کوشش کرنے میں جٹی تھی جب کسی نے اس کے کندھے پر پیچھے سے ہاتھ رکھا اور اس کی روح فنا ہوئی

"میں --- میں نے کچھ نہیں کیا مجھے کچھ مت کرنا میں نے کچھ نہیں دیکھا میں تو بس یہاں اپنا سامان لینے آئی تھی" وہ خوف سے کانپتی اپنی بیوقوفی پر بری طرح پچھتائی تھی

"عرو آپ اس طرح اکیلی یہاں کیوں آئی ہیں؟" صالح کی گرج دار آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا

پھر سکون کا سانس لیا

"مجھے کام تھا اس لیے بس ----" اس کے سامنے کسی مجرم کی طرح منمنائی تھی

آپ سے مجھے یہ امید نہیں تھی جانتی ہیں شفق کے لیے سب پریشان ہیں آپ کو گھر سے باہر نکلنے کے لیے منع کیا گیا تھا آپ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اگر مجھے پتانا چلتا تو آپ کسی کو بھی بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی "صالح نے جی بھر کر اسے شرمندہ کیا

"سوری" وہ نظریں جھکائے بس اتنا ہی کہہ پائی

"یہاں کیا کر رہی ہیں اب؟" کچھ دیر پہلے اسے دروازے سے چپکا کھڑا دیکھ وہ کچھ نرم پڑا تھا

"وہ اندر سے آوازیں آرہی تھی تو ----" صالح کو بتاتے وہ گھبراہٹ کا شکار تھی جب اس کی بات سن کر صالح کے ماتھے پر بل پڑے اسے اپنے پیچھے کرتا وہ گن ہاتھ میں لے کر کچھ آگے ہوا پہلی نظر اس کی خون کے اوپر پڑی تھی

"پن دیں اپنی" اپنا ہاتھ عروا کے آگے کرتے صالح نے اس کے ہاتھ میں موجود پن کی طرف اشارہ کیا عروا نے جھٹ سے پن اس کے ہاتھ پر رکھی

بہت غور سے اسے دروازے میں پن لگاتا دیکھ رہی تھی پہلی ہی بار میں پن لگا کر اس نے جس انداز میں گھمائی کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا عروا نے دل ہی دل میں صالح کو داد دی

"جب تک میں ناکھوں آپ اندر نہیں آئے گی یہ پکڑیں اپنی حفاظت کے لیے" پوکٹ نائف اس کے ہاتھ میں تھما کر صالح نے اسے ایک طرف کیا خود گن پر اپنی گرفت مضبوط کرتا کمرے میں داخل ہو گیا

وہ کوئی عام کمرہ نہیں بلکہ اچھا خاصا ایک اور فلیٹ تھا اس ایک دروازے کے ذریعے دو فلیٹ کمبائن کیے گئے تھے مدھم سی روشنی میں کھڑا وہ اس جگہ کا جائزہ لے رہا تھا جیب سے موبائل نکال کر اس نے سکرین کی طرف دیکھا جہاں ارحم کالنگ تھا وہ کال کاٹ کر اسے میسج کرتا موبائل جیب میں رکھ چکا تھا

پہلی قطار میں بنے دونوں کمرے اچھی طرح دیکھنے کے بعد وہ تیسرے کی طرف آیا تھا اس کمرے کے باہر بھی اسے ویسے ہی خون کی بوندیں ملی تھی جیسی وہ پہلے دیکھ چکا تھا اس نے بہت احتیاط سے ناب گھمائی مگر دروازہ لاک تھا ایک بار پھر سے عروا کی پن استعمال کر اس نے بغیر دیر کے دروازہ کھولا باقی کمروں کی نسبت یہ کمرہ کچھ الگ سا تھا

وہ کسی وجود کی مسلسل آتی سانسوں کی آہٹ صاف سن سکتا تھا بس اندھیرے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا موبائل ٹارچ آن کر کے اس نے دیوار پر نصب بٹن دبائے تو پورا کمرہ روشنی سے نہا گیا

ایک لڑکی بیچ و بیچ فرش پر پڑی تھی اسے لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکا تھا کیونکہ سامنے موجود لڑکی اور کوئی نہیں بلکہ شفق ہی تھی اسے اپنے بازوؤں میں بھرتے اس نے کسی بچے کی مانند شفق کو اپنے سینے میں بھینچ لیا

"شفق!" وہ اس بے ہوش وجود کو خود سے لگائے بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا اس کے

چہرے پر بکھرے بال ہٹا کر صالح نے محبت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا

"شفق آنکھیں کھولو دیکھو میں ہوں تمہارا صالح" اس کی سوچی بند آنکھوں کو انگوٹھے سے سہلا

کر وہ اسے یقین دلا رہا تھا کہ اب وہ اس کے ساتھ ہے اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں

"شفق پلیز ایک بار آنکھیں کھولو" صالح نے بے چینی سے اس کا چہرہ ہاتھ میں لیتے اسے

جھنجھوڑ کر ہوش میں لانا چاہا کچھ حد تک ترکیب نے کام کیا شفق نے ذرا سی آنکھیں کھول کر

ایک دھندلی نظر اس کے چہرے پر ڈالی اسے اپنے اتنے قریب محسوس کرتے اس کی دونوں

آنکھوں سے پانی رواں تھا وہ رونا چاہتی تھی اسے محسوس کرنا چاہتی تھی اس سے بات کرنا چاہتی

تھی مگر جسم ساتھ دینے سے انکاری تھا چوبیس گھنٹوں سے زیادہ کی بھوکی پیاسی وہ زخموں سے

چور لڑکی اپنی ساری توانائی گنوا چکی تھی

اس کے نازک سے گلابی ہونٹ سوکھے پتے کی مانند خشک ہو کر لرز رہے تھے پورا جسم سفید پڑتا برف ہو رہا تھا مانو کسی نے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو

صالح اسے باہوں میں اٹھا کر اس کمرے سے باہر نکلا جب کوئی اس پر گن تانے راستہ روک گیا

"کہاں چلے ایس پی اپنی بیوی کو لے کر تمہیں کیا لگا اتنی آسانی سے اسے لے جاؤ گے اور کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا" عجیب سی مسکان اس کے چہرے پر سبھی تھی

"یہ تو پتا تھا اس سب کے پیچھے کوئی جانا پہچانا آدمی ہے مگر تم سے اس کی امید کرنا بڑی اوجھی بات تھی خیر جب اگلا انسان ہی گھٹیا ہو تو کیا کہا جاسکتا ہے" صالح نے شفق کو ایک سائیڈ پر دیوار کے سہارے بیٹھا دیا خود اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا

"سرپرائز تو ملا ہو گا کیوں؟" وہ ہنستا ہوا شاید اس کے منہ سے اپنے لیے تعریفی کلمات سننا چاہتا تھا

"غلط فہمی ہے تمہاری ڈاکٹر طلحہ ایس پی صالح ابرار کو سرپرائز کرنا تم جیسوں کے بس کی بات نہیں ہے" صالح نے اس کی بات کا منہ توڑ جواب دیا اس کے پیشے میں یہ سب ہونا عام سی بات تھی ہر روز وہ ایسے لوگوں سے ملتا تھا جو بہلائی کا چولا اوڑھے غیر قانونی کاموں میں ملوث ہوتے تھے

"یہی یہی گھمنڈ مجھے توڑنا ہے تمہارا دیکھو میں نے توڑ بھی دیا" مکروہ ہنسی ہنستے اس کا اشارہ شفق کی طرف تھا جب صالح کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ ہوا

"یہی تمہاری بھول تھی" اپنی گن اس کے سر پر مار کر وہ بہت ہوشیاری سے اس کے ہاتھ سے گن چھین کر دور اچھال چکا تھا

دونوں بغیر ہتھیار کے کھڑے تھے ایک کی آنکھوں میں دشمنی اور نفرت تھی تو دوسرا اسے سبق سکھا کر اس کے کیے کی سزا دینا چاہتا تھا

ڈاکٹر طلحہ نے پوری مہارت سے اس پر وار کرنا چاہا جو صالح نے جھک کر ناکام کر دیا پر حملہ نہیں کیا دوسرا وار اس نے صالح کے منہ پر کرنا چاہا تو جواباً صالح نے اس کا ہاتھ دبوچ کر جھٹکے سے پرے کرتے وہ پھرتی سے مروڑ چکا تھا

مگر سامنے والا بھی ہمت نہیں ہار رہا تھا اب تک جتنے وار اس نے صالح پر کیے وہ سبھی ناکام رہے تھے وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا اسے کسی بھی صورت ایس پی کومات دینی تھی جبکہ صالح اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے سکون سے کھڑا تھا پہلی بار پہل کرتے اس نے ڈاکٹر طلحہ پر وار کیا جو اوندھے زمین پر گرا

"دیکھا ڈاکٹر ملک سے غداری کرنے والے ایسے ہی منہ کی کھاتے ہیں" صالح نے اس کا مذاق اڑایا جو ناقابل سہن تھا اس نے کرسی اٹھا کر اس پر پلٹ وار کیا جسے صالح نے دونوں بازو لاک

کرتے اپنے چہرے کو بچایا تھا اپنی ترکیب کامیاب ہوتی دیکھ اس کے چہرے پر تمسخر بھری
مسکان بکھری تھی

اس سے پہلے صالح اس پر حملہ کرتا وہ شفق کے پاس پہنچ کر اس کے گلے پر چاقو رکھ چکا تھا
یہی وہ نس تھی جو اسے دہانی نہیں چاہیے تھی

"ہا ہا افسوس کی بات ہے تم جیسا انسان جو سب پر راج کرنا چاہتا ہے اسے خود کو بچانے کے
لیے ایک عورت کا سہارا لینا پڑ رہا ہے" صالح نے اسے طیش دلایا اس طرح کی کئی ترکیبیں
استعمال کر کے وہ دشمن کو زیر کرنا بخوبی جانتا تھا

ڈاکٹر طلحہ نے جوابی کروائی کرتے اس پر فائر کیا صالح نے فرش پر جھکتے اپنے جیب سے
اضافی گن نکال کر سیدھا اس کے ہاتھ پر فائر کیا گولی اتنی تیزی سے اس کے ہاتھ میں گھسی
وہ جلد ہی شفق سے کچھ قدم دور ہوتا اپنے ہاتھ سے بہتے خون کو جھٹک رہا تھا

صالح کے ہاتھ اس کے کالر پر تھے وہ اب بھی ہار نہیں مان رہا تھا صالح اس کے ساتھ مزید
کھیلنا چاہتا تھا مگر شفق کی حالت کے پیش نظر اس نے دوسرا فائر ڈاکٹر طلحہ کی ٹانگ میں
کرتے اسے فرش پر گرا دیا وہ اسے جان سے مار سکتا تھا مگر اسے زندہ پکڑنے میں ہی اس کا
فائدہ تھا ایسے بہت سے لوگ تھے جن کے چہروں سے نقاب ہٹایا جا سکتا تھا

ایک گھٹنے کے بل وہ فرش پر بیٹھتا اس کے مقابل آیا اور بڑی بے دردی سے اس کا ایک بازو
کندھے سے اکھاڑ دیا اس وقت صالح کی نظروں کے سامنے شفق کا روتا کراہتا چہرہ لہرا رہا تھا

جیب سے چھوٹا سا چاقو نکال کر ڈاکٹر طلحہ کی آنکھوں کے سامنے لہراتے وہ اسے خوف میں مبتلا کر چکا تھا ڈاکٹر طلحہ اپنے لہو سے سنے ہوئے ایک ہاتھ سے اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا مگر صالح کہاں باز آنے والا تھا اس چاقو کی بدولت وہ اس کے چہرے پر کبھی ناٹنے والا نشان بناتا پیچھے ہوا پوری جگہ بلند ہوتی چیخوں سے گونج اٹھی تھی

جب قدموں کی چاپ سن صالح نے اپنے حواس بحال کیے ارحم اپنی ٹیم کے ہمراہ وہاں پہنچ چکا تھا

پہلے تو وہ ڈاکٹر طلحہ کو یہاں دیکھ کر ٹھٹھکا پھر صالح کی باہوں میں بے ہوش شفق اور ڈاکٹر طلحہ کا حشر دیکھ سب سمجھنے میں اسے ایک سیکنڈ لگا تھا

صالح کے وہاں سے جاتے وہ ڈاکٹر طلحہ کو پکڑ کر پولیس جیپ میں ڈالتا فوراً وہاں سے نکلا شفق کو گھر لانے کے بعد صالح نے اس کی طبیعت کے پیش نظر ڈاکٹر کو گھر ہی بلا لیا تھا وہ پچھلے ایک گھنٹے سے دوائیوں کے زیر اثر بستر پر آرام فرما رہی تھی اس کی دائیں جانب ڈاکٹر اور بائیں جانب صالح بیٹھے تھے ارسلان ارحم کی گود میں تھا عروا طاہرہ کے ساتھ بیٹھی باقی سب کی طرح شفق کے ہوش میں آنے کی منتظر تھی

کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلاتک نا تھا اس کے ہاتھوں بازوؤں پر ہر جگہ رگڑ کے نشان تھے بائیں گال پر سوجن کے ساتھ نیل پڑے تھے جس حالت میں اسے لایا گیا تھا وہ قابل رحم تھی

ڈاکٹر کے آنے سے پہلے صالح کے کہنے پر عروا نے خود اس کے کپڑے تبدیل کروا کر بڑی سی چادر سے اس کا سر ڈھک دیا تھا

دعاؤں نے اپنا اثر دکھایا شفق نے کسمسا کر اپنی آنکھیں کھولی
اس کی پہلی نظر اپنا ہاتھ تھا مے صالح پر پڑی تھی ماتھے پر پیار بھرا لمس محسوس کرتے اس
نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا

"میں ٹھیک ہوں آپ لوگ پریشان مت ہوں" سب کے اترے ہوئے چہرے دیکھ شفق ہلکا
سا مسکرائی تھی

"درد تو نہیں ہو رہا؟" اس کے اٹھ کر ٹیک لگا کر بیٹھتے ڈاکٹر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا
شفق نے نفی میں گردن ہلا کر اسے یقین دلایا

طاہرہ اٹھ کر اس کے پاس آئی تو صالح نے انہیں جگہ دی اسے سینے سے لگا کر انہوں نے
روتے ہوئے اس کا ماتھا چوما شفق کی آنکھیں گیلی ہوئی تھی مگر وہ ضبط کر گئی تھی رحم کو
دیکھتے اس نے نظروں سے ٹھیک ہونے کا اشارہ کیا عروا کو روتا دیکھ اس نے باہیں پھیلائی وہ
روتی ہوئی اس کی باہوں میں سمائی تھی اب تک جو بوجھ اس کے دل پر تھا وہ آنکھوں کے
راستے باہر نکلا تھا رحم نے اسے پھر سے آنکھیں بہاتا دیکھ افسوس سے ارسلان کو دیکھا جیسے کہہ
رہا ہو تمہاری ماں کا کچھ نہیں ہو سکتا

کافی دیر سب سے بات کرنے کے بعد طاہرہ نے اسے آرام کرنے کی تاکید کی جیسے سب باہر نکلے صالح چل کر اس کے پاس آیا

وہ اب بھی خاموش تھا شفق محسوس کر سکتی تھی وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا آنکھوں کے سرخ ڈورے بے ترتیبی سے بکھرے بال یہ وہ صالح تو نہیں تھا جسے وہ دیکھنے کی عادی تھی خود سے پہل کرتے اس نے اپنا سر صالح کے سینے پر رکھا

"میں ٹھیک ہوں" وہ جانے اسے کیا سمجھانا چاہ رہی تھی صالح نے چونک کر اسے دیکھا "اگر آپ مجھے اپنی ذات کے حوالے سے صفائی دینا چاہ رہی ہیں تو افسوس کہ میں آپ کی نظر میں اتنا گرا ہوا انسان ہوں" وہ سرد لہجے میں کہتا شفق کا سر نرمی سے اپنے کندھے سے ہٹا گیا

"آئی ایم سوری" اس کا یوں خفا ہونا شفق کی جان نکال گیا ابھی تو فاصلے سمئے تھے اتنی جلدی وہ اس سے بدگمان ہو رہا تھا

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ کے اوپر رکھا دیکھ وہ کچھ نرم ہوا تھا ناراضگی اپنی جگہ مگر اس رشتے کے لیے اس کی محبت کہیں بڑھ کر تھی وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹائے بنا ویسے ہی بیٹھا تھا یہ لڑکی ہر بات پر اس کا ضبط آزماتی تھی

اسے یوں خاموش دیکھ اس نے آگے بڑھ کر اس کے کان پکڑ لئے صالح نے حیرت سے اسے دیکھا وہ معصوم شکل بناتی آنکھیں مٹا رہی تھی اس کی یہ قاتل ادائیں دیکھ صالح بے اختیار مسکرا دیا

اس کے دل نے اقرار کیا تھا وہ اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتا تھا شفق کے لیے اس کی محبت ہر بار بڑھ سی جاتی تھی یہ جذبہ اس کی آنکھوں میں صاف دکھائی دیتا تھا پورا مہینہ گزرنے کے بعد پوری طرح شفق کے زخم مند مل ہو چکے تھے ان دنوں اس نے خوب سب سے پیار بٹورا تھا ارسلان سارا سارا دن اس کی گود میں رہتا تھا رحم کے آنے کے بعد جس طرح وہ انجان بنتا عروا کے ساتھ شفق بھی اس کی چالاکي پر دنگ رہ جاتی آئینے کے سامنے کھڑی بڑے انہماک سے تیار ہو رہی تھی جب باہر سے ایل ای ڈی چلتے اینکر کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

وہ آدھی ادھوری تیاری چھوڑ کر یونہی کمرے سے باہر نکلی سامنے صالح وردی میں ملبوس بڑے آرام سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے خبریں سننے میں مصروف تھا اس کے آگے سے ریوٹ اٹھا کر اس نے سکریں اوف کی صالح نے اس پر دھونس جمانے کو گھور کر دیکھا

"جلدی سے تیار ہو جائیں میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی" اس کی گھوری کو نظر انداز کرتی وہ لڑکا انداز میں بولی تھی صالح اس کا انداز دیکھ قہقہہ لگا اٹھا

"اچھا تم چلو میں آتا ہوں" اس کی مضحکہ خیز شکل دیکھ اس نے شفق کو کمرے کی طرف اشارہ کیا جو ایک آنکھ کا میک اپ کیے ہی باہر آگئی تھی

شفق کا ایک پیر کمرے سے باہر ہی تھا جب صالح نے پھر سے خبریں سننا شروع کر دی شفق نے واپس پلٹ کر اسے دیکھا پھر خبریں سناتی اینکر کو جو خبر وہاں چل رہی تھی اسے دیکھ ایک پل کو اس کا چہرہ مرجھایا سامنے ڈاکٹر طلحہ کو شاید کسی اور جگہ لے جایا رہا تھا لوگوں کی بھیڑ لگی تھی جسے پولیس والے مشکل سے ہینڈل کر پا رہے تھے جب سے صالح نے اس کا پردہ فاش کیا تھا لوگوں نے شدید ری ایکشن دکھاتے ڈاکٹر طلحہ کی پھانسی کی مانگ کی تھی

کچھ لوگوں نے پروٹیسٹ کرتے ہوئے اس کے پتلے کو آگ لگا کر اپنی ناراضگی ظاہر کی ہسپتال کے سینئر ڈاکٹر کے اتنے بڑے سچ کے باہر آنے پر پورا ہسپتال سیل ہو گیا تھا عروا نے ارحم کے کہنے پر کسی دوسرے ہسپتال میں کام کرنا شروع کر دیا تھا "اچھا چلو" اس کا اداس چہرہ دیکھ صالح نے ایل ای ڈی اوف کر دی اسے لیے کمرے کی جانب بڑھا

آج وہ لوگ ذاکر کا رشتہ لینے جا رہے تھے اس کی بیوی اپنے بھائی کی دہن لانے کے لیے بہت پر جوش تھی

"او ہو رکو تو سہی ایک تو تم نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے" ارسلان کو کپڑے تبدیل کروانے کے چکر میں عروا جھنجھلا کر رہ گئی تھی وہ تھا جو کھیل کے موڈ میں تھا

"ارسلان ---" عروا نے غصے سے اس کے ہاتھ سے کریم لی جس کا وہ ڈھکن بند کرنا بھول گئی تھی اور شہزادے صاحب دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر کریم اپنے چہرے اور کپڑوں پر لگا چکے تھے

عروا نے روہانسی شکل بناتے اس کی بگڑی ہوئی حالت دیکھی پھر غصے سے سر سے دوپٹہ اتار کر لپ سٹک صاف کر دی

"کیوں ڈانٹ رہی ہو اسے" ارحم جو اسے ابھی لینے آیا تھا ارسلان پر غصہ کرتے دیکھ کمرے میں چلا آیا

اس کی زبان کو بریک تب لگی جب ارسلان ہاتھ پھیلائے آواز نکالتا اسے اپنی طرف بلا رہا تھا عروا نے خفا نظر اس پر ڈالی پھر دوپٹہ سر پر لے کر وہ سارا بکھرا سامان سمیٹنے لگی

"آپ تیار ہیں تو آجائیں دیر ہو جائے گی" ارحم نے جانتے بوجھتے اسے چھیڑا مگر جواب کی جگہ اسے عروا کی پھولی ہوئی شکل دیکھنے کو ملی

"پلیز بھابی ناراض ہو جائیں گی سب لوگ آپ کا ویٹ کر رہے ہیں اسے میں لے آتا ہوں اپنا حلیہ درست کریں" ارسلان کو واش روم لے جاتے اس نے عروا سے کہا پھر ہنسی ضبط کرتا اس چھوٹے نواب کا حلیہ سنوارنے کی خاطر واش روم میں بند ہو گیا

شفق کا حوالہ سنتے عروا غصہ ایک طرف رکھتی جلدی سے تیار ہوئی تیار تو پہلے تھے بس اتری ہوئی
لیپ سٹک دوبارہ لگا کر چادر لیتی کمرے سے نکل گئی

کچھ دیر بعد اپنے کمرے سے ارحم آتا دکھائی دیا اس کی گود میں ارسلان بھی تھا ارحم نے اسے
اچھی طرح تیار کیا تھا شفق نے ایک نظر دونوں کو دیکھا پھر دل ہی دل میں نظر اتارتی ان کے
ہمراہ باہر نکل گئی

اب بھی وہ صالح کے گھر پر رہائش پذیر تھی ہسپتال سے دیر سے آنے کی وجہ سے ارحم خود
اسے لینے آیا تھا باقی سب تو پہلے ہی جا چکے تھے ان گزشتہ دنوں میں ارحم نے اسے ہر طرح
سے رخصتی کے لیے منانے کی کوشش کی تھی مگر وہ انکار کر چکی تھی جانے کیوں رشتوں کو
لے کر اس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا وہ خود کو اس ذمہ داری کے لیے تیار نہیں کر پا رہی
تھی

"ارے انکل آپ بس ڈیٹ دیں ہمیں باقی سب ہم پر چھوڑ دیں" سلمان صاحب (خنساء کے
ابو) کو پریشان ہوتا دیکھ شفق نے ان کا مسئلہ حل کر دیا

جو بیٹی کے باپ ہونے کی وجہ سے متفکر نظر آ رہے تھے اپنے چھوٹے سے گھر کو دیکھ کر وہ
شاید اپنی بیٹی کے لیے بڑے گھرانے کا رشتہ آتا دیکھ گھبرا گئے تھے

صالح نے ان کی پریشانی سمجھتے ہوئے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی طاہرہ نے بھی
بات کر کے انہیں بہت حد تک مطمئن کر دیا تھا بہت سوچ بچار کے بعد آخر وہ راضی ہو ہی

گئے ان کے ہاں کہتے سب سے بڑی سماء جس کے چہرے پر دکھائی دی وہ ذاکر مصطفیٰ تھا
صالح اور ارحم ایک دوسرے کو دیکھ مسکرا اٹھے تھے

"پھر ہم اگلے ہفتے ہی بارات لائیں گے" شفق نے جلدی سے ڈیٹ بتائی جسے سن کر صالح نے
افسوس سے سر ہلایا اس کی بیوی اپنے بھائی کی پڑھائی ہوئی پیٹ خوب رٹ کر آئی تھی
"پر بیٹا یہ تو بہت جلدی ہے اتنی جلدی ہم سارے انتظامات کیسے دیکھیں گے" فائزہ نے
شفق کو دیکھتے کہا تو سلمان صاحب نے بھی سر ہلایا

"ہن تیاریاں ہم سب مل کر دیکھ لیں گے باقی جہیز وغیرہ کے چکروں میں پڑنے کی ضرورت
نہیں ہے ہمیں بس آپ کی بیٹی چاہیے جو ہمارے گھر میں ہماری بیٹی بن کر رہے گی" طاہرہ
نے معقول طریقے سے انہیں فضول خرچے کے جھنجھٹ سے باہر نکالا

خوش گوار ماحول میں سب نے باتیں کرتے کھانا کھایا جانے سے پہلے طاہرہ نے خنساء کو ذاکر
کے نام کی چادر اوڑھا کر اسے پیار دیا

جس دن ذاکر کی بارات آئی تھی اسی دن عروا کی بات کو اہمیت نا دیتے سب نے اس کی
رخصتی بھی طے کر دی

(ایک ہفتے بعد)

تینوں لڑکیاں اس وقت ایک کمرے میں موجود کافی دیر سے ایک ہی جگہ مورت بنی بیٹھی تھی

سب سے زیادہ برا حال عروا کا تھا بھاگ دوڑ کے چکر میں وہ بری پھنسی تھی ایک طرف بھائی کی شادی تھی دوسری طرح شوہر تھا جس نے اس کے سامنے دامن بننے کی فرمائش رکھ دی تھی وہ صبح ہی اپنی ڈیمانڈ اس کے سامنے رکھتا ایک بھاری لہنگا اس کے ہاتھ میں تھما چکا تھا شفق کو ناچار اس کی بات ماننی ہی پڑی

خنساء کا پورا لہنگا مہرون اور اور گولڈن رنگ کے امتزاج کا تھا جس پر بھاری کام کیا گیا تھا شفق نے اس کے لہنگے کے ساتھ کا خاص سٹالر بھی خریدا تھا تاکہ اسے نقاب کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے نکاح اس کا صبح ہی ہو چکا تھا اب صرف رخصتی ہونی باقی تھی خنساء کی کرسی سے کچھ فاصلے پر عروا بیٹھی پارلر والی کوزج کیے ہوئے تھی ہر تھوڑی دیر بعد وہ اسے اتنا ہیوی میک اپ کرنے پر ڈانٹ دیتی بیچاری پارلر والی شفق کی معصوم شکل دیکھ کر چپ چاپ اس کی ڈانٹ سن بھی لیتی

اس کا پورا لہنگا سرخ رنگ کا تھا جسے خاص ارحم نے پسند کیا تھا تیاری ختم ہوتے تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا شفق نے آگے بڑھ کر دونوں خوبصورت پریوں کو گلے لگایا عروا پھر بھی کونفیڈنٹ لڑکی تھی اپنے جذباتوں کو چھپانا اچھی طرح جانتی تھی اس کے مقابلے خنساء نروس سی ہو رہی تھی

اچانک باہر سے بڑھتا شور سن کر فضا میں پٹاخوں کی آواز گونجی کچھ دیر بعد طاہرہ انہیں اپنے ساتھ نیچے لے آئی

فنکشن کا پورا انتظام حویلی میں کیا گیا تھا جس پر سب نے اپنی رضا مندی پہلے ہی دے دی تھی تینوں محتاط قدم اٹھاتی ایک ساتھ سیج کی طرف بڑھیں جہاں ان کے شریک حیات بے صبری سے ان کے منتظر تھے

اس نظارے کو دیکھتے سیج پر کھڑے تینوں مردوں کی نظریں اٹھی اور جھکنا بھول گئی ذاکر گولڈن رنگ کی شیروانی پہنے دونوں کے درمیان کھڑا تھا اس کے بائیں جانب ارحم کھڑا پر شوق نگاہوں سے عروا کو دیکھ رہا تھا آج اسے اپنی پسند کے رنگ میں سجے دیکھ وہ اپنے جذبات کو نام دینے سے انکاری تھا دائیں جانب کھڑے صالح کو وہ دن یاد آیا تھا جب وہ پہلی بار اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا پورا راستہ وہ روتی ہوئی اس سے بس واپس جانے کی زد کیے ہوئے تھی آنکھوں میں چھلکتی محبت کی خماری اتنی دوری پر کھڑی شفق کو پزل کر رہی تھی جیسے ہی وہ قریب آئیں سب سے پہلے ذاکر نے خنساء کو اپنے ہاتھ کے سہارے سیج پر کھینچا دوسری باری عروا کی تھی ارحم اس کا ہاتھ مانگنے کی بجائے خود ہی پورے استحقاق سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر اسے سیج پر لے گیا

صالح نے اپنا بایاں بازو موڑ کر شفق کو اشارہ کیا اس نے سمجھ کر اپنا دایاں بازو اس کے بازو میں پھنسایا وہاں موجود مہمانوں نے انہیں دیکھ رشک سے تالیاں بجائی طاہرہ نے آنکھ کا کونا صاف کرتے اپنے بچوں کی نظر اتاری

"بہت پیاری لگ رہی ہیں" ذاکر نے جھک کر خنساء کے کان میں سرگوشی کی جو اس کی نگاہوں کی تپش خود پر محسوس کرتی سمٹی جا رہی تھی ہر دو منٹ بعد وہ اس سے پیار کا اظہار کرتا اسے شرمانے پر مجبور کر رہا تھا

"آپ خوش تو ہیں نا؟" ارسلان کو اپنی گود میں بیٹھائے ارحم نے اس کا اپنے ہاتھ میں لیا "ہمم" عروا نے بس ایک لفظی جواب پر اسے رُخا دیا اتنے سارے لوگوں کے بیچ کتنے آرام سے وہ اس سے بیٹھا جانے کیا سننا چاہتا تھا عروا نے ایک نظر اسے دیکھا جو یک اسی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا

"کیا ہے؟" وہ دانت پیستے ہوئے اسے بولی تھی اس کے چہرے پر غصے کی جگہ لال رنگ نمایاں ہوتا دیکھ ارحم نے اپنی ہنسی دبائی

"آپ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو رہا ہے" وہ آنکھ دباتا اسے چھپڑ کر لطف لے رہا تھا عروا نے ہیل اس کے جوتے پر مار کر اسے کراہنے پر مجبور کر دیا

چاہے جتنا وہ ارحم سے لڑ لیتی اس کے دل میں ارحم کے لیے ایک خاص مقام تھا پروین اور افضل کو ان کے حال پر چھوڑ کر اس نے زندگی میں اپنے قدم آگے بڑھائے تھے اس سفر میں ارحم نے اس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا

"آئی لو یو مسسر" صالح نے اپنے ساتھ بیٹھی شفق کو دیکھتے ہوئے کہا

"آئی لو یو ٹو" اس نے اتنی ہی محبت سے اسے جواب دیا جسے سن کر وہ ٹھٹھکا پھر بھنویں اچکا گیا آج سے پہلے اس نے کبھی بھی یوں اسے جواب نہیں دیا تھا

"وہ---- وہ مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا" وہ انگلیاں مروٹی نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی صالح نے دلچسپی سے اس کے چہرے پر چھائے رنگوں کو دیکھا

"کہیں میں پایا تو نہیں بننے والا" صالح نے ہنستے ہوئے اسے تنگ کیا شفق نے حیرت سے اسے دیکھا

"سچ میں؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا شفق نے ہاں میں سر ہلایا تو صالح نے اسے سب کے سامنے گلے سے لگا کر لوگوں کو ہنسنے کا موقع دے دیا

"کیا کر رہے ہیں آپ؟" وہ اسے خود سے دور کرتی پریشان ہوا ٹھی تھی ہر کوئی انہیں دیکھتا ہنس رہا تھا رحم دانت نکالے کیرا ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا ذاکر کی موجودگی ہی اسے پانی پانی کر رہی تھی

اپنی مرضی سے شفق سے الگ ہوتے صالح نے مٹھائی کا ٹکڑا اٹھا کر پہلے اسے کھلایا پھر اپنا منہ میٹھا کیا

ختم شد